# بدر سے تبوک تک



ڈاکٹر عبداللہ قاضی

مکتبہ قدوسیہ
اردو بازار لاہور

# بدر سے تبوک تک

تالیف
ڈاکٹر عبداللہ قاضی

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ قدوسیہ
غزنی سٹریٹ
اردو بازار
لاہور۔ پاکستان

| | | |
|---|---|---|
| ناشر | ---------- | ابوبکر قدوسی |
| اشاعت | ---------- | اپریل ۱۹۹۳ء |
| مطبع | ---------- | ندیم یونس پریس |
| قیمت | ---------- | N/= روپے |

| عنوان | صفحہ نمبر |
|---|---|

# تمہید

قدرت نے اپنے دین کی سربلندی کے لئے مختلف ادوار میں انبیاء و رسل کو مبعوث فرمایا۔ یہ سلسلہ حضرت آدم سے شروع ہوا نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر درجہ تکمیل کو پہنچا پھر ورثۃ الانبیاء کے مصداق بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ حق پر چلانے کے لئے اس فریضہ کو سرانجام دیتے رہے۔

اگر علماء کی ان کوششوں کا مختصر جائزہ لیں تو برعظیم میں سیدین شہیدین کا کردار نمایاں نظر آتا ہے انہوں نے توحید و رسالت کے صحیح اسلامی تصور کے احیاء کے لئے اپنے وقت کی کافرانہ اور طاغوتی قوتوں کا بڑی بے جگری سے مقابلہ کیا۔ ان کے ذہن و فکر کی صفائی اور سینہ کی سلامتی صحابہ کرام کی مشابہ تھی جنھوں نے آنحضرتؐ کے ہاتھ پر موت و حیات کی بیعت کی تھی۔

جب طاغوت کی طاقتیں اسلام پر غرانے لگیں' انسانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے لگیں تو ایسے میں امت مسلمہ پر جہاد فرض ہو جاتا ہے۔

جس وقت مسلمان خس و خاشاک کی طرح بہنے لگے' رفعتوں نے ان سے منہ موڑ لیا اور ان کو اسلام سے دور کرنے کے لئے مختلف حربے استعمال کئے گئے اور ان کی ناؤ بھنور میں ڈگمگانے لگی اور اس کشتی کے مسافر اپنے مقدر میں ذلت کے سوا کچھ بھی نہ پا رہے تھے تو ان حالات میں انہیں سفینے کے قریب ہی سے دو مجاہدوں کی آواز آتی ہے کہ اے کشتی سوارو فکر مت کرنا ہم تمہیں ظلم کے پنجے سے نجات دلانے کے لئے پہنچ رہے ہیں۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ عرصہ

دراز بیت چکا تھا آسمان نے سیف بے نیام جہاد فی سبیل اللہ کے لئے استعمال ہوتے ہوئے نہ دیکھا تھا۔ شہیدین نے خاک و خون سے لتھڑ کر داستان حریت رقم کی۔ تاریخ نے ان پر ناز کیا۔

اے غافل مسلمانو! شہداء بالا کوٹ کے وارثو! آج پھر حالات ہم سے تقاضا کر رہے ہیں کہ شہدین کے نقوش پر چل کر جہاد جس کا کہ کائنات میں آغاز ہو چکا ہے اس کو عروج تک پہنچا دیں اور سوئی ہوئی انسانیت کو جگا دیں دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی آزادی کے لئے ہراول دستہ بن کر نکلیں اور اپنی تمام تر صلاحیتیں اسلام کی سربلندی کے لئے کھپا دیں۔

سعودی حکومت اور عوام نے جہاد افغانستان کے لئے اپنے تمام مادی و اخلاقی وسائل وقف فرما دیئے تھے جس سے سعودی عرب کا اپنا ملکی بجٹ بھی کافی حد تک متاثر ہوا۔ افغانستان کی وادیاں اور پہاڑ آل سعود و آل شیخ علماء کرام، مشائخ عظام اور دیگر اسلامی ممالک کے مجاہدین کی قربانیوں کے شاہد اور معترف ہیں۔ سعودی عرب کی مساجد کالجوں اور دانش گاہوں میں کروڑوں ریال جمع کئے جاتے ہیں اور پھر ان رقوم کو جہادی تحریکوں کے لئے دنیا کے کونے کونے میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

ہمارے ان عرب بھائیوں کی مدد اور اللہ کی تائید و نصرت سے دنیا کے ہر خطے میں بیداری کی لہر اٹھ رہی ہے۔

الحمدللہ پاکستان میں تحریک اہلحدیث ان تمام جہادی تحریکوں میں سرفہرست ہے جس کی بنیاد میں شہیدینؒ کے خون کی سرخی شامل ہے جن کی روحیں آج بھی قبروں میں جہاد بالسیف کے لئے بے تاب ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ اے اللہ ہمیں دنیا میں پھر دوبارہ بھیج تاکہ تیری راہ میں پھر مارے جائیں۔ بالا کوٹ کے باسی تاریخ کے ایک طالب علم نے مجھے بتایا کہ جہاں شہداء لڑے اور جن جن پتھروں پر

ان کے خون کے چھینٹے پڑے بغور دیکھنے سے ان کے اثرات اب بھی نظر آتے ہیں۔ وہ ایک تحریک مجاہدین جس کے برگ و بار کے رگ و پے میں مولانا فضل الہی وزیر آبادی کا خون' حضرت مولانا محمد عبداللہ (مستجاب الدعوات) کا اخلاص' مولانا عبدالمنان وزیر آبادی کا تقویٰ اور مجاہد کبیر شیخ غازی عبدالکریم حفظہ اللہ کا اس بڑھاپے میں شب و روز اپنی بوڑھی اور کمزور ہڈیوں پر کلاشنکوف اور بوجھل اسلحہ رکھ کر کفر کی کمین گاہوں کو نیست و نابود کرنا شامل ہے۔

# اظہار تشکر

جناب پروفیسر ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک وائس چانسلر جامعہ پنجاب لاہور پاکستان کا صمیم قلب سے ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے ہمیشہ شفقت کی نظر سے دیکھا اور علم کی شاہراہ پر لگایا۔

متبحر عالم جناب ڈاکٹر عبدالرشید صاحب چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ اور ممتاز استاد و زبان و ادبیات اردو جناب ڈاکٹر محمد سلیم ملک کا بھی تہ دل سے سپاس گذار ہوں کہ انہوں نے علمی و ادبی کاموں میں ہمیشہ اس ناچیز کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

میرے محسن و مشفق ملک کے نامور سرجن پروفیسر ڈاکٹر عبدالرزاق قاضی' انچارج شعبہ سیرت پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر' برادر محترم الحاج محمد اقبال' پروفیسر گجر خاں صاحب غزل کاشمیری' پروفیسر حافظ عبدالرحمٰن یوسف استاد شعبہ عربی اور برادر محمد نعیم صدیقی بھی میرے شکریئے کے مستحق ہیں کہ جن کا تعاون کسی نہ کسی صورت میں اس کتاب کی تکمیل میں شامل رہا ہے۔

ڈاکٹر محمد عبداللہ قاضی

استاد شعبہ علوم اسلامیہ

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور' پاکستان

# پیش لفظ

**نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد**

لغت کی رو سے جہاد کا مفہوم یہ ہے کہ قول و فعل کی جس قدر بھی قدرت حاصل ہو وہ استعمال کی جائے۔

کتاب البحر میں "اگر مشرق میں ایک خاتون قید کر لی جائے تو اسے چھڑانا اہل مغرب پر واجب ہو گا۔ تا آنکہ وہ اپنے قلعے میں لوٹ آئے یا ان کی حفاظت میں آجائے"

بلغتہ السالک کے مصنف فرماتے ہیں "غلبہ اسلام کے لئے ہر سال جہاد کرنا فرض کفایہ ہے۔ اگر کچھ لوگ یہ کام کرتے رہیں تو باقی لوگ اس فریضے سے بری تصور ہوں گے"

شریعت کی زبان میں جہاد کا مقصد یہ ہے کہ دشمنان دین کا زور توڑ دیا جائے۔ ان کی مرکزیت ختم کر دی جائے اور دین کی جڑیں مضبوط کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ مسلمانوں کے امیر کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ سال میں ایک دو بار اپنے دستے دارالحرب کی طرف بھیجے اور رعایا کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کے ساتھ پورا پورا تعاون کرے اگر کچھ لوگ یہ فریضہ کماحقہ سرانجام دیتے رہیں تو باقی لوگوں کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر عام لوگوں کا شریک ہونا ناگزیر ہو جائے تو اس وقت یہ کام نماز کی طرح فرض عین بن جاتا ہے۔

یعنی ہر شخص پر جہاد واجب ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

**"فاقتلوا المشرکین"** مشرکین کو قتل کرو۔

جہاد اسلام کا ایک اجتماعی فریضہ ہے۔ اس کو سرانجام دینے میں بطور عبادت ہر وہ کوشش اور محنت شامل ہے جو ملت کے استحکام میں جملہ اجتماعی امور میں اور مجاہد سے لے کر ملت کے معین مصالح مثلاً حق کی سربلندی اور اعلائے کلمتہ اللہ' مظلوموں کی حمایت' جملہ حملہ آوروں کا مقابلہ اور اس میں آگے بڑھ کر ان کی کمین گاہوں' درسگاہوں' چھاؤنیوں' سلسلہ رسل و رسائل اور ان کی مرکزی قوت کو ختم کرنے تک سب امور شامل ہیں۔

اس سے یہ ظاہر ہوا کہ جہاد صرف قتال کا نام نہیں بلکہ استحکام ملت کی ہر کوشش کو جہاد کہا گیا ہے۔

اسلام چونکہ رہبانیت پر اعتقاد نہیں رکھتا۔ اس لئے قتال کی مجبوری سے اجتناب نہیں برتتا۔ لہٰذا مسلمانوں کو اس کے لئے بھی ہمہ وقت تیار رکھتا ہے۔ یہ ایک ایسا نظریہ ہے جو عالمگیر ہونے کا تقاضہ کرتا ہے اور دنیا کے موجودہ نظاموں سے برتر ہونے کا مستحق ہے۔ یہ باطل کی ساری قوتوں کے لئے چیلنج ہے اس لئے باطل قوتوں سے برسرپیکار رہنا اس کے فرائض میں شامل ہے اور جہاد کی تمام صورتوں (بشمول قتال) کے لئے تیار رہنا ضروری ہے۔ مستشرقین یہ غلط فہمی عام کر رہے ہیں کہ جہاد محض تبلیغ کے لئے لڑائی کا نام ہے جو کسی طرح صحیح نہیں۔

یہ بات حقائق قتال قرآنی اور واقعات تاریخ کے سراسر خلاف ہے۔ جہاد اندھا دھند جنگ و جدال کا نام نہیں۔ بلکہ مقاصد ملت کی خاطر ایک بااصول جنگ ہے' جو معین اصولوں' پابندیوں اور احتیاطوں کے ساتھ لڑی جاتی ہے اور ان احتیاطوں کا قرآن حدیث میں صراحت کے ساتھ ذکر آیا ہے۔

جنگ کے باوجود صلح و آشتی کی اہمیت جنگ میں زیادتی سے بچنے کی تلقین معاہدات کی سختی سے پابندی' عورتوں' بچوں اور بوڑھوں سے نیک سلوک' عبادت گاہوں کا احترام' درختوں' فصلوں اور پانی کے چشموں کی حفاظت' گرے ہوئے دشمنوں سے نرمی' قیدیوں سے حسن سلوک اور اسی طرح کے دیگر کئی امور اس امر کی توثیق کرتے ہیں کہ جہاد ایک تعمیری اور حد درجہ اصولی قسم کی جنگ ہے۔ اس کی اخلاقی حدود متعین ہیں اور ان میں اشتعال اور تجاوز سے ہر صورت میں منع کیا گیا ہے۔

کوئی شریف النفس' سلیم الطبع ایک لمحے کے لئے بھی جنگ کا حامی نہیں بن سکتا۔ کون پسند کرتا ہے کہ اس کا باپ اس کے لئے زندگی بھر روتا رہے' کون سی خاتون پسند کرتی ہے کہ اس کا سہاگ لٹ جائے اور نہ کوئی خواہش کر سکتا ہے کہ اس کے ملک کے میدان خون سے لالہ زار ہوں' نہروں اور دریاؤں میں خون بہنے لگے' سروں کی فصل کٹنے لگے۔ سنگدل لوگ ہی اپنے جیسے انسانوں کو آلام و مصائب کا تختہ مشق بنتا دیکھ کر خوش ہو سکتے ہیں۔ لیکن ٹھہریئے کبھی یہ جنگ ایک مقدس فرض کا روپ دھار لیتی ہے۔ جب خدا کو معبود ماننا چھوڑ دیا جائے اور سینکڑوں طاغوتوں کو مسجود تسلیم کیا جانے لگے۔ جب شرک و بدعت کا بازار گرم ہو' جب لوگ رحمٰن سے سرکشی کر کے شیطان کے پیرو بن جائیں' جب حدود اللہ معطل ہو جائیں' حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرا لیا جائے اور عورتوں پر ظلم و استبداد کے پہاڑ توڑے جائیں تو پھر جہاد فرض ہو جاتا ہے۔

ایک مقدس فرض اور اس مقدس فرض کی ادائیگی کو اصطلاح شریعت میں جہاد کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے جہاد کو شرعی اصطلاح میں ایک مقدس فریضہ یا اس فریضے کی بجا آوری کہتے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حرم مکہ میں کئی طرح کی اذیتیں دی گئیں

لیکن آپ نے اللہ کے دین کی ہمیشہ دعوت دی۔ مکہ میں ظلم و تعدی کا بازار ایسا گرم تھا کہ وہاں شاید ہی کوئی گلی یا کوچہ ایسا بچا ہو جس میں کسی نہ کسی مسلمان کو مشرکوں نے خون سے نہ نہلا دیا ہو۔ مکہ کے در و دیوار یہ داستان ظلم دیکھ دیکھ کر اور سن سن کر لرز اٹھتے تھے۔ ان مظالم کے باوجود اللہ نے آپؐ کے صحابہؓ کو صبر کی تلقین فرمائی۔

**فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل ولا تستعجل لهم**

(احقاف آیت ۳۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے سامنے گزشتہ انبیاء اور ان کے مصاحبوں پر ڈھائے جانے والے مظالم بیان فرمایا کرتے۔ جب اہل مکہ کی زیادتیاں برداشت سے بڑھ گئیں اور حد سے تجاوز کر گئیں تو مسلمانوں نے اللہ کے حکم سے اپنے اپنے گھروں کو خیرباد کہا۔ مسلمان ایک ایک کر کے اپنے گھروں سے نکلنے لگے۔ حتیٰ کہ اگر کسی صحابیہ کو تن تنہا ہی فرار ہونے کا موقع مل جاتا وہ بھی اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر محفوظ منزل کی طرف چل دیتی۔ اس سے اس کے بال بچے چھین لئے جاتے تو بھی وہ اپنی منزل کھوٹی نہ کرتی۔ ان حالات میں مسلمانوں نے اپنے لئے حبشہ اور یثرب ہی محفوظ جگہ سمجھا مگر کفار مکہ نے مسلمانوں کو وہاں بھی آرام و سکون سے نہ رہنے دیا۔ تب اللہ نے مہاجرین کو مشرکوں کے خلاف جہاد کی اجازت دی۔

**"اذن للذين يقاتلون بانهم ظلموا وان الله على نصرهم لقدير ○ الذين اخرجوا من ديارهم بغير حق الا ان يقولوا ربنا الله"**

(سورۃ الحج آیت ۳۹، ۴۰)

"اب جن (مسلمانوں سے کافر) لڑتے ہیں ان کو بھی (لڑنے کی) اجازت ہے کیونکہ ان پر ظلم ہوا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے جو

اپنے ملک (مکہ سے) یہ کہنے پر کہ ہمارا مالک اللہ ہے تو ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے سورہ البقرہ میں حکم فرمایا

"وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین○ ولا تقاتلوھم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم فیہ فان قاتلوکم فاقتلوھم کذلک جزاء الکافرین○ فان انتھوا فان اللہ غفور رحیم ○ و قاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظالمین○ (سورہ بقرہ آیت ۱۹۰ تا ۱۹۳)

ترجمہ = اور جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی اللہ کی راہ میں (یعنی دین کی حمایت میں نہ کہ دنیا کی غرض سے) ان سے لڑو اور زیادتی مت کرو۔ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور ان کو جہاں پاؤ قتل کرو اور انہوں نے تم کو جہاں سے نکالا (یعنی مکہ سے) تم بھی ان کو وہاں سے نکال باہر کرو اور دین کی خرابی قتل سے بدتر ہے اور مسجد حرام کے پاس ان سے مت لڑو جب تک وہ تم سے اس جگہ نہ لڑیں۔ پھر اگر وہ (مسجد حرام میں) تم سے لڑیں تو تم بھی ان کو قتل کرو کافروں کی یہی (قتل و اخراج کی) سزا ہے پھر اگر وہ (لڑنے) سے باز آجائیں (اور اسلام قبول کر لیں) تو اللہ (اگلے قصوروں کو) بخشنے والا (اپنے بندوں پر) مہربان ہے۔ ان سے یہاں تک لڑو کہ دین کی خرابی نہ رہے اور اللہ کا ایک دین ہو جائے (خدا کے سوا دوسرا کوئی نہ پوجا جائے) پھر اگر وہ (کفر یا مخالفت سے) باز آجائیں تو اب ان پر کوئی زیادتی نہ ہو گی مگر جو ظلم کریں۔

ابھی سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے خلاف ایک ہی محاذ کھولا تھا کہ عرب کے دیگر مشرکین اور اسلام کے دشمن اکٹھے ہو گئے اب اللہ تعالیٰ نے فرمایا مسلمانو! تم ان کے خلاف بھی لڑنے مرنے کے لئے تیار رہو کیونکہ

یہ لوگ اسلام کے بدترین دشمن ہیں سورہ توبہ میں ہے

**وقاتلوا المشرکین کافتہ کما یقاتلونکم کافتہ** (سورہ توبہ ۳۶)

ترجمہ = "اور باہم تمام مشرکوں سے لڑو جیسے وہ سب مل کر (تم سے) لڑتے ہیں"

جہاد کا حکم نافذ ہو گیا جس کا اطلاق تمام بت پرست قوموں پر ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے۔ "مجھے حکم دیا گیا کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں"

جب یہودیوں نے مسلمانوں سے عہد شکنی کی اور انہوں نے مشرکین مکہ کا مختلف جنگوں میں ساتھ دیا تو اللہ نے ان کے خلاف بھی صف آرائی کا حکم فرما دیا۔ سورہ انفال میں ہے۔

**واما تخافن من قوم خیانتہ فانبذ الیھم علی سواء ان اللہ لا یحب الخائنین** (الانفال آیت ۵۸)

"اگر اے پیغمبر! تجھ کو کسی قوم کی طرف سے دغا کا اندیشہ ہو (جس سے تو نے عہد کیا ہے) تو سیدھے طور سے اس قوم کو (ان کا عہد واپس کرو) کیونکہ اللہ تعالیٰ دغا بازوں کو پسند نہیں کرتا۔

گویا یہودیوں سے جہاد کرنا فرض ہو گیا حتی کہ وہ دین محمدؐ کو قبول کریں یا اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں اور کم تر زندگی گزاریں۔ ان قوموں کے خلاف آپ نے جہاد کیا اس کی کئی وجوہات تھیں مثلاً

مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو اپنے ہاں نہ رہنے دیا حتی کہ جب اسلام کے نام لیوا اپنا سب کچھ چھوڑ کر یثرب (مدینہ) چلے گئے تو بھی انہوں نے سکھ اور چین سے انہیں نہ رہنے دیا۔

جہاد سے اعراض کرنا قرآن حکیم کی محکم بات کا انکار ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ عالم کفر کے خلاف جہاد کے لئے نکلے حتی کہ اللہ کا دین دنیا میں

غالب آجائے

آج کا نام نہاد متمدن اور اسلام کی روح اور مزاج سے نابلد دانشور فضول بحثوں میں الجھا ہوا ہے کہ کیا اسلام اخلاق سے پھیلا یا تلوار سے؟ ارے عقل کے کورے جہاں تلوار کی ضرورت پڑی وہاں مسلمانوں کی تلوار چلی اور جہاں اخلاق کی ضرورت پیش آئی وہاں مسلمان کے اخلاق نے اپنا کام دکھایا۔ برے لوگوں کی برائیوں کا خاتمہ ہمیشہ طاقتور اور مضبوط ڈنڈے سے ہی کیا جا سکتا ہے خاص طور پر وہ باغی اور متمرد شخص جو بندگان خدا پر اپنی من مانی مسلط کرتا ہے۔ اس کی کوئی بھی صورت ہو سکتی ہے۔

یہ دنیا "ظھر الفساد فی البر والبحر" کی مصداق بن چکی ہے۔ ہر تیسرے گھر سے "اغثنا یا حجاج" کی صدائیں سنائی دے رہی ہیں۔ انسانوں کی آبادی میں ظلم بھی بکتا ہے اور عدل بھی' ان میں سے ہر ایک کے خریدار اس **وا معتصماہ** کی پکار سے ہمارے سینے چھلنی کیوں نہیں ہوتے۔ یہ دنیا ظلم کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے مسلمانو! اٹھئے ان تمام سماجی' معاشرتی اور معاشی ناانصافیوں کو جہاد کے بل بوتے پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مٹا دو ورنہ تاریخ تمہیں معاف نہیں کرے گی اور نہ ہی کل قہار و جبار تم سے درگزر کرے گا۔

وہ دیکھو تمہارے سامنے کتنی بے گناہ خلق خدا ہاتھ جوڑے کھڑی ہے وہ کتنے ستم رسیدہ والدین ہیں جن کے سامنے دستر خوان پر ان ہی کے گوشہ جگر کا گوشت کھانے کے لئے پیش کر دیا گیا ہے اور کتنے لوگوں کو نذر آتش کیا جا رہا ہے۔ اس نیلے آسمان کے نیچے اور خدا کی سرزمین پر ان کا کوئی بھی پرسان حال نہیں ہے۔

اے عصر حاضر کے مفکر! تو مظلوموں اور ظالموں کی بستیوں کا رخ کر۔ مظلوموں کو ظالموں کے پنجے سے نجات دلا اور ظلم کی تلوار کو اپنے اخلاق کر یہ۔

سے کند کر کے دکھا۔ اگر یوں نہیں کر سکتا تو پھر خلق خدا کو جہاد کے راستے سے مت روک۔

مسلمان کے لئے ازبس ضروری ہے کہ وہ خود کو آسمانی میزان عدل کے مطابق ڈھال لیں نہ یہ کہ وہ آسمانی نظام عدل کو اپنے سانچے میں ڈھالنے کی ناکام کوشش کریں برتر نظام وہی ہے جو رب کائنات نے آسمان سے نازل کیا۔ نہ وہ جسے انسانی ہاتھوں نے بنایا ہے۔

کتاب کے بارے میں انہی حقائق کو مزید اجاگر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں نے دلائل و براہین کے ساتھ اسی موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ قرآن حکیم اور کتب ستہ کی روشنی میں تالیف کردہ اس تحقیقی مواد کو "بدر سے تبوک تک" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

کتاب میں امت مسلمہ کو اس کے اس عظیم فرض کی توجہ دلائی ہے جسے وہ نسیاً منسیا" کر چکی ہے۔ یہ امت کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کی ادنیٰ سی کوشش کی گئی ہے اس امید پر شاید کہ وہ اس جہاد کی طرف توجہ کر آئے۔ اسے باور کرایا گیا ہے کہ جہاد ہی عظمت رفتہ کی بحالی کا واحد ذریعہ ہے۔ جہاد کے مقدس فریضے کو ادا کر کے ہی امت مسلمہ اپنا کھویا ہوا وقار واپس لا سکتی ہے۔ جہاد ہی سے امت مسلمہ اپنا وجود برقرار رکھ سکتی ہے۔

کتاب میں پیش کردہ مواد میں اگر کوئی کوتاہی رہ گئی ہو تو میں اس کا ذمہ دار ہوں اگر کوئی صاحب میری غلطی کی طرف نشاندہی کرے تو میں کھلے دل سے اس غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی اصلاح کروں گا۔ انشاء اللہ العزیز

البتہ کتاب میں موجود علمی محاسن پر اگر کسی کی نظر پڑے تو وہ خالصتاً" اللہ تعالیٰ کی عنایت اور کرم نوازی ہو گی۔ قارئین اگر استفادہ کریں تو بندہ عاجز کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اس کار خیر کو مقبول و منظور فرمائے آمین ثم آمین

# غزوہ بدر

قریش کے تجارتی قافلے مدینے سے ہو کر گزرتے تھے۔ کفار کی اقتصادی اور جنگی ناکہ بندی کرنے کے لئے ضروری تھا کہ تجارتی قافلوں کی آمد و رفت میں رکاوٹ ڈالی جائے۔ اسی زمانے میں کفار قریش کا ایک قافلہ مکہ مکرمہ واپس آرہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قافلے پر چھاپہ مارنے کا ارادہ فرمایا (۱)

اس باب میں قافلے کو حملے کا ہدف تسلیم کرنے سے گریزاں ہونا سراسر تکلف ہے؟ قریش اور مسلمانوں کے درمیان حالت جنگ قائم تھی اور حالت جنگ میں دشمن کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرنا مستوجب طعن نہیں ہو سکتا۔ جن بزرگوں نے اس باب میں تکلفات فرمائے ہیں، میں سمجھتا ہوں انہوں نے حقیقی صورت حال پیش نظر نہیں رکھی اور صرف اس خیال سے متاثر ہو گئے کہ کہیں مسلمانوں پر غارت گری کا الزام عائد نہ ہو جائے لیکن پیش بندی کے طور پر دشمن کو نقصان پہنچانا اور اسے جنگ کے معاملے میں بے دست و پا بنا دینا ہر اعتبار سے درست اور جائز ہے اور یہ سب کے نزدیک تدابیر جنگ میں ایک موثر تدبیر ہے "الفتنہ اشد من القتل" کا مطلب بھی یہی ہے (۲)

خدا جانے اس بدیہی حقیقت سے اعراض کیوں مناسب سمجھا گیا؟ یہ غارت گری نہ تھی ایک جانی دشمن کے لبریز عناد منصوبوں کو ناکام و نامراد بنانے کی کوشش تھی۔ کیا یہ حقیقت نہ تھی کہ قریش مکہ ان املاک پر قابض ہو گئے تھے

جو مہاجرین چھوڑ کر گئے تھے؟ قریش کے حملے اور چھاپے جاری تھے حالانکہ مسلمان نہ قریش سے لڑنے کے خواہاں تھے' نہ کسی اور سے جنگ کرنا چاہتے تھے۔ قافلے پر حملہ جارحانہ حرکت نہ تھی بلکہ یہ سراسر دفاعی اقدام تھا جو حالت جنگ کے دوران کیا گیا تھا (۳)

ادھر سرزمین مکہ میں ابو جہل نے مشرکین کو اپنے تجارتی قافلے کی حفاظت کے لئے آمادہ کیا۔ اس نے کفار قریش سے کہا:۔

اپنے قافلہ کی حفاظت کے لئے چلو کفار مکہ میں سے امیہ نے چلنے سے انکار کر دیا۔ ابو جہل اس کے پاس آیا اور کہا:

"اے ابو صفوان تم وادی مکہ کے سردار ہو' جب لوگ دیکھیں گے کہ تم نہیں جا رہے تو کوئی بھی نہیں جائے گا ابو جہل اصرار کرتا رہا اور وہ انکار کرتا رہا ابو جہل نے کہا کہ (کم از کم) ایک دو دن کے لئے ہی چلے جاؤ۔ امیہ نے کہا اگر تم نہیں مانتے تو خیر لیکن میں چلتا ہوں' اللہ کی قسم میں مکہ کا بہترین اونٹ خریدوں گا (تاکہ آسانی کے ساتھ بھاگ کر محفوظ مقام پر پہنچ جاؤں) پھر امیہ نے اپنی بیوی سے کہا کہ میرا اسباب سفر تیار کر دو۔ بیوی نے کہا "اے ابو صفوان تم یثربی بھائی یعنی حضرت سعد بن معاذ کی بات بھول گئے ہو۔ انہوں نے کہا تھا کہ مسلمان تمہیں قتل کریں گے۔" امیہ نے کہا میں ان کے ساتھ زیادہ دور جانے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ غرض یہ کہ امیہ بھی کفار کے ساتھ (قافلہ کی حفاظت کے لئے) روانہ ہوا۔ وہ ہر منزل پر اپنے اونٹ کو مضبوطی سے باندھ دیتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ بدر کے میدان میں پہنچ گیا اور مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا (۴) حضرت ابو ہریرۃ سے مروی ہے "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حالت جنگ میں کسی کو مشورہ کرتے ہوئے نہیں پایا (۵)

جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ کی آمد کی خبر ہوئی تو آپ

نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ بعض مسلمان مسلح کفار سے جنگ کرنے کے حق میں نہ تھے۔ قرآن مجید میں ہے:

**وان فریقا من المؤمنین لکرھون ○ یجادلونک فی الحق بعد ما تبین کانما یساقون الی الموت وھم ینظرون ○**

اور یقیناً (اس وقت) مومنوں کا ایک گروہ اس کو شاق سمجھ رہا تھا۔ وہ لوگ حق بات میں آپ سے الجھ رہے تھے۔ اس کے بعد کہ وہ ظاہر ہو چکی تھی (وہ اس حال میں مبتلا تھے کہ) گویا وہ زبردستی موت کے منہ میں دھکیلے جا رہے ہیں' اور وہ (اسے اپنے سامنے) دیکھ رہے ہیں۔

**واذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین انھا لکم وتودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم ویرید اللہ ان یحق الحق بکلمتہ ویقطع دابر الکفرین ○ لیحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون ○ (۶)**

اور (اے مسلمانو! یاد کرو) جب اللہ نے تم سے وعدہ فرمایا کہ دو گروہوں میں سے ایک گروہ یقیناً تمہارے لئے ہے اور تم چاہتے تھے کہ غیر مسلح (کمزور) گروہ تمہارے ہاتھ لگے اور اللہ کا ارادہ تھا کہ حق کو اپنے کلمات سے ثابت کر دے اور ناحق کو باطل کر دے اگرچہ مجرم برا جانیں۔

مجلس مشاورت میں مسلمانوں کی اکثریت جنگ کے لئے برضا و رغبت تیار تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جنگ کے لئے مائل کیا (۷) تو حضرت ابو بکر نے (جنگ کی موافقت) میں تقریر کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تقریر سے اعراض کیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے تقریر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اب بھی اعراض فرمایا۔ پھر حضرت سعد بن عبادہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا (آپؐ کا روئے سخن ہماری طرف ہے) اللہ کے رسولؐ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' اگر آپؐ ہمیں سمندر میں

کو دنے کا حکم دیں گے تو ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے (۸)

حضرت سعدؓ کے بعد حضرت مقدادؓ نے کہا' ہم وہ بات نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہی تھی۔

"اے موسیٰ تم جاؤ اور تمہارا رب دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں" بلکہ (اے اللہ کے رسولؐ) آپؐ جنگ کے لئے نکلئے' ہم آپؐ کے ساتھ ہیں۔ ہم آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے غرضیکہ ہر طرف سے دفاع کریں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس تقریر سے بہت خوش ہوئے' خوشی سے آپؐ کا چہرہ دمکنے لگا (۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سفیان کے تجارتی قافلہ کی خبر لانے کے لئے حضرت بسبسؓ کو مخبر بنا کر بھیجا (۱۰) جب وہ واپس لوٹ کر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر پر موجود تھے آپؐ فوراً باہر تشریف لائے اس سے تمام حالات معلوم کرنے کے بعد آپؐ نے فرمایا جس کے پاس سواری ہو وہ سوار ہو کر ہمارے ساتھ چلے یہ سن کر کچھ لوگوں نے مدینہ کے بالائی حصہ سے اپنی سواریاں لانے کی اجازت طلب کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں صرف وہ لوگ چلیں جن کی سواریاں یہاں موجود ہوں" الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مدینہ منورہ سے فوراً روانہ ہو گئے (۱۱)

بدر کے راستے مقام حرۃ الوبرۃ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شخص ملا جس کی ہمت اور شجاعت کا بڑا شہرہ تھا۔ صحابہ کرام اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اس نے کہا میں اس لئے آیا ہوں تاکہ آپؐ کے ساتھ مل کر کفار سے لڑوں اور آپؐ کے ساتھ مال غنیمت میں حصہ پاؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا کیا تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتے ہو۔ اس نے جواب دیا نہیں آپؐ نے فرمایا پھر تم واپس چلے جاؤ میں مشرک سے مدد نہیں لینا چاہتا۔ ابن ماجہ میں ہے "ہم مشرک سے مدد نہیں لیتے" (۱۲) وہ شخص واپس چلا

گیا۔ اور دوبارہ مقام شجرۃ پر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے پھر وہی باتیں دوہرائیں تب اس نے کہا میں ایمان لاتا ہوں پھر آپؐ نے اسے اپنے ساتھ چلنے کی اجازت دی اور فرمایا اب تم ہمارے ساتھ چل سکتے ہو (۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین مکہ سے پہلے ہی بدر کے مقام پر پہنچ گئے (۱۴) اور وہاں آپؐ نے قیام فرمایا (۱۵) بدر مدینہ سے تقریباً اسی میل دور یمن اور شام کی تجارتی شاہراہ پر ایک بیضوی شکل کا میدان ہے جو چاروں طرف سے ٹیلوں اور پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے یہ وادی یلیل میں واقع ہے۔ پہاڑوں کی پشت پر ساحل کی جانب تقریباً دس میل بحر احمر ہے۔ کہیں یہ فاصلہ کم ہے تو کہیں زیادہ ہے۔ اس ساحلی علاقہ سے قافلے گزرتے رہتے تھے۔ ارد گرد کے پہاڑوں کے نام الگ الگ ہیں۔ میدان بدر کے شمال و جنوب میں دو سفیدی مائل ٹیلے ہیں دور سے ریت کے بلند تودے نظر آتے ہیں۔ شمالی ٹیلے کا نام "العدوۃ الدنیا" (قریب کا کنارہ یا ناکا) یا عدوۃ شامیہ اور جنوبی ٹیلے کا نام "العدوۃ القصری" (دور کا کنارا یا ناکا) یا عدوۃ یمانیہ ہے۔ وادی کے دونوں طرف سے ہر سرے کو عربی میں عدوہ کہتے ہیں۔ مکہ سے آتے ہوئے وادی میں داخل ہونے سے پہلے اونچا ٹیلہ نظر آتا ہے اسے عقنقل کہا جاتا ہے۔ ان دونوں کے درمیان ایک بلند پہاڑ ہے جو جبل اسفل کہلاتا ہے۔ اس پر کھڑے ہو کر دیکھیں تو بحر احمر صاف نظر آتا ہے۔

یہ میدان اپنی اونچائی اور چوڑائی میں ساڑھے پانچ میل ہے۔ اس کا زیادہ حصہ ریتلا ہے۔ کہیں کہیں ریت کی دلدلیں ہیں۔ یا پھر ریتلی پتھروں کی چٹانیں ہیں۔ کسی زمانے میں یہاں ایک بڑا بت خانہ تھا جس کی وجہ سے ہر سال یکم ذی القعدہ سے میلہ لگتا تھا جو آٹھ دن جاری رہتا تھا۔ بدر سے کوئی میل بھر سے پہلے سڑک کے قریب ایک عجیب شکل کی چٹان ہے جو بیٹھے ہوئے اونٹ کی طرح نظر آتی ہے۔ اس میلے میں سامان تجارت' اونٹ' بکریاں' اونی عبائیں' کھالیں اور

گھی بکتا تھا۔ کارواں آتے جاتے اس مقام پر ضرور قیام کرتے تھے۔ اس لئے بھی رونق رہتی۔

یہاں بنو حمزہ آباد تھے۔ ان ہی کی ایک شاخ بنو غفار تھی۔ بدر کی نسبت بدر بن مخلد نضر بن کنانہ کی طرف کی جاتی ہے کہ اس نے یہاں ایک کنواں کھدوایا تھا جس کا پانی صاف اور میٹھا تھا۔ اتنا شفاف کہ چاندنی راتوں میں چاند کا عکس اس میں صاف دکھائی دیتا تھا۔ کنواں چونکہ گول شکل کا تھا اس لئے بھی اس کا نام بدر پڑ گیا۔ اس بڑے کنویں کے علاوہ بھی وادی یلیل میں کچھ چشمے تھے جن کا بہاؤ مدینہ کی جانب تھا۔ یہ راستہ آج بھی بہت سرسبز ہے۔ اس میں میلوں لمبے نخلستان ہیں۔ بدر اور احمر کے درمیان گھنے جنگل بھی نظر آتے ہیں (۱۶)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے مقام پر پہنچے تو آپؐ کے ساتھ تین سو سے کچھ زائد صحابہ تھے۔ ان کی تعداد اتنی تھی جتنی اصحاب طالوت کی جنہوں نے طالوت کے ہمراہ نہر کو پار کیا تھا (۱۷) (چھوٹے بڑے سب ملا کر) اصحاب کی تعداد تین سو انیس تھی (۱۸) جن میں مہاجرین ساٹھ سے کچھ زائد تھے اور انصار دو سو چالیس سے زائد تھے۔ حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ اور حضرت براء بن عازبؓ کو کم عمری کی وجہ سے جنگ میں شرکت کی اجازت نہیں ملی (۱۹) مشرکین مکہ بھی بدر کے مقام پر پہنچ چکے تھے (۲۰)

جنگ شروع نہیں ہوئی تھی کہ صحابہ کرام کو قریش کے چند سقے ملے ان میں بنی حجاج کا ایک کالا غلام بھی تھا۔ صحابہ کرام نے اسے پکڑ لیا اور اس سے ابو سفیان کا اور قافلے والوں کا حال دریافت کیا' اس نے کہا مجھے ابو سفیان کے متعلق کوئی علم نہیں البتہ ابو جہل' عتبہ' شیبہ' ولید اور امیہ بن خلف یہاں موجود ہیں۔ مگر وہ ابو سفیان کے بارے میں کچھ نہ بتاتا اس پر صحابہ کرام اسے مارتے جب وہ کہتا کہ ابو سفیان کا حال بتاتا ہوں تو پھر اسے چھوڑ دیتے۔ پھر اس سے

پوچھتے تو پھر وہی بات کہتا کہ میں ابو سفیان کے متعلق کچھ نہیں جانتا البتہ ابو جہل' عتبہ شیبہ اور امیہ تو یہاں موجود ہیں۔ جب وہ یہ کہتا تو صحابہ کرام اسے پھر مارتے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ آپؐ نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا:۔

"قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب وہ سچ بولتا ہے تو تم اسے مارتے ہو اور جب وہ جھوٹ بولتا ہے تو تم اسے چھوڑ دیتے ہو"

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا یہ فلاں کافر کے مرنے کی جگہ ہے' اور یہ فلاں کافر کے مرنے کی جگہ ہے۔ جنگ کے بعد دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی (۲۱)

قرآن حکیم میں ہے :۔

**اذ انتم بالعدوۃ الدنیا و ھم بالعدوۃ القصوی و الرکب اسفل منکم ولو تواعدتم لاختلفتم فی المیعٰد ولکن لیقضی اللہ امرا کان مفعولا ○ لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ وان اللہ لسمیع علیم ○**

(۲۲)

جب تم (میدان جہاد کے) قریب والے کنارے تھے اور (تجارتی) قافلہ تم سے نیچے اتر گیا تھا اور اگر تم آپس میں وعدہ کرتے تو وقت مقرر (پر پہنچنے) میں ضرور مختلف ہو جاتے لیکن یہ اس لئے کہ اللہ پورا کر دے وہ کام جو ہونے والا تھا تاکہ ہلاک ہو جائے جسے ہلاک ہونا ہے دلیل پر اور زندہ رہے جسے زندہ رہنا دلیل سے اور بے شک اللہ ہے ضرور سننے والا سب کچھ جاننے والا۔

صحابہ کرام کے پاس آلات حرب نہ ہونے کے برابر تھے اور وہ خود بھی تھوڑی تعداد میں تھے۔ ارشاد ربانی ہے:۔

**ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ** (۲۳) ترجمہ :۔ اور یقیناً اللہ نے

تمہاری نصرت کی بدر میں حالانکہ تم پست تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا امیہ نامی ایک کافر سے ایک دوسرے کی حفاظت کرنے کا معاہدہ تھا۔ رات کو جب اکثر لوگ سو گئے تو حضرت عبدالرحمٰن پہاڑ کی طرف چلے گئے تاکہ امیہ بن خلف کی حفاظت کریں ادھر حضرت بلالؓ نے بھی امیہ کو دیکھ لیا اور انصار کی ایک مجلس میں آکر کہا۔ "اگر امیہ بچ گیا تو میں نہیں بچ سکتا" ان کا یہ کہنا تھا کہ چند انصار نے امیہ کا پیچھا کیا۔ جب حضرت عبدالرحمٰن نے محسوس کر لیا کہ اب وہ بچ نہیں سکتا تو امیہ کے لڑکے کو ان کے لئے پیچھے چھوڑ دیا تاکہ وہ انہیں مشغول کر لے۔ اولاً انصار نے امیہ کے لڑکے کو قتل کر دیا اور پھر امیہ کا پیچھا کیا امیہ بہت موٹا تھا اس لئے بھاگ نہ سکا حضرت عبدالرحمٰن نے اس سے کہا "بیٹھ جاؤ" وہ بیٹھ گیا' حضرت عبدالرحمٰن نے اسے بچانے کے لئے خود کو اس پر ڈال دیا لیکن انصار نے عبدالرحمٰن کے نیچے سے امیہ کو تلوار چبھو چبھو کر قتل کر دیا اور اس کو بچانے میں حضرت عبدالرحمٰن کو ایڑی پر زخم لگ گیا (۲۴)

بدر کے مقام پر سترہ رمضان کو فریقین کا مقابلہ ہوا دونوں فوجیں ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہو گئیں۔ ارشاد ربانی ہے

**واذ یریکموھم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلا" و یقللکم فی اعینھم لیقضی اللہ امرا کان مفعولا (۲۵)**

اور (یاد کرو) جب تمہارے مقابلہ کے وقت کافر تمہاری نظروں میں تھوڑے کر کے دکھائے اور تمہیں ان کی نگاہوں میں تھوڑا کر دیا تاکہ اللہ پورا کر دے اس کام کو جو ہونا ہے۔

جیسا کہ قرآن حکیم سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کفار کی تعداد کم دکھائی گئی تھی' تاکہ مسلمان ہمت نہ ہاریں ورنہ وہ ایک ہزار

سے ایک کم نہ تھے۔ مسلم میں ہے (جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی طرف نظر دوڑائی تو آپؐ کو معلوم ہوا کہ کفار کی تعداد ایک ہزار ہے اور مسلمان صرف تین سو انیس تو مسلمانوں کی قلیل تعداد اور بے سرو سامانی دیکھ کر) آپؐ اپنے سائبان میں تشریف لے گئے اس وقت آپؐ چادر اوڑھے ہوئے تھے آپ نے اپنا رخ قبلہ کی طرف کیا پھر اپنے بازوؤں کو لمبا کیا عجز و انکساری سے دعاء کی اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔

**اللھم انجزنی ما وعدتنی اللھم انشدک عھدک و وعدک**

اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے اسے ایفا کر دے اے اللہ! میں تجھے تیرے عہد اور تیرے وعدے کا واسطہ دیتا ہوں۔

بعد ازاں جب گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی اور نہایت زور کا رن پڑا تو آپؐ نے یہ دعا فرمائی۔

**اللھم ان تھلک ھذہ العصابتہ الیوم لا تعبد اللھم ان شئت کم لم تعبد الیوم ابدا**

اے اللہ! اگر آج یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو تیری عبادت نہ کی جائے گی اے اللہ کیا تو چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت کبھی نہ کی جائے؟"

آپؐ نے تضرع و زاری سے دعا فرمائی یہاں تک کہ آپ کے دونوں کندھوں سے چادر گر گئی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چادر درست کی اور عرض کی (اے اللہ کے رسولؐ) بس فرمائیے! آپؐ نے اپنے رب سے بڑے الحاح کے ساتھ دعا فرمائی ہے۔ ادھر اللہ نے فرشتوں کو وحی فرمائی:۔

**انی معکم فثبتوا الذین امنوا سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب (۲۶)**

میں تمہارے ساتھ ہوں سو ایمان والوں کو جمائے رکھو میں ابھی کافروں کے دلوں میں دہشت ڈال دیتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی بھیجی۔

**انی ممدکم بالف من الملئکتہ مردفین (۲۷)**

"میں یکے بعد دیگرے آنے والے ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔"

جنگ کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو ہدایت کرتے ہوئے فرمایا:۔

**یاایھا الذین امنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار ○ ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئتہ فقد باء بغضب من اللہ وما ونہ جھنم و بئس المصیر ○ (۲۸)**

"اے ایمان والو! جب تمہارا سامنا کافروں کے لشکر سے ہو جائے تو ان سے پشت مت پھیرنا اور جو کوئی ان سے اپنی پشت اس روز پھیر لے گا سوائے اس کے کہ پینترا بدل رہا ہو لڑائی کے لئے یا (اپنی) جماعت کی طرف پناہ لے رہا ہو، تو وہ اللہ کے غضب میں آجائے گا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔

دشمن سے مڈبھیڑ کی دعاء کرنا ہی نہیں چاہئے اگر یہ نوبت آجائے تو اس صورت میں میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرنا قرآن کی نظر میں ایک بہت بڑا جرم ہے۔ سوائے ان استثنیات کے کہ جن کا ابھی ذکر آیا ہے۔

**یاایھا الذین امنوا اذا لقیتم فئتہ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون ○ واطیعوا اللہ ورسولہ و لا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصبرین ○ و لا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا و رئاء الناس ویصدون عن سبیل اللہ واللہ بما یعملون محیط ○ (۲۹)**

اے ایمان والو! جب دشمن کی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو۔ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر

کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو اپنا (کارنامہ) دکھاتے ہوئے نکلے اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور اللہ ان کے سب کاموں پر (اپنے علم و قدرت کے ساتھ) محیط ہے۔

مذکورہ آیات کی روشنی میں میدان جہاد میں کامیابیاں حاصل کرنے کے لئے ان باتوں پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔

دشمن کی کثرت سے گھبرانا نہیں بلکہ ہر حال میں استقامت کا مظاہرہ کرنا چاہئے' زبان پر ذکر الٰہی' اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت خواہ میدان جنگ میں سر کٹ رہے ہوں' اور عورتوں کے سہاگ اجڑ رہے ہوں اس کے علاوہ باہمی ایک دوسرے کا احترام بھی کرنا ہو گا' صبرو استقلال کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہئے جہاد کا مقصد تو صرف رضائے الٰہی اور اعلاء کلمتہ اللہ ہی ہونا چاہئے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو ہدایت کی کہ کافر جب قریب ہوں تو ان پر تیر چلانا' تیروں کو بچا بچا کر رکھنا (۳۰) اور تم میں سے کوئی شخص کسی کی طرف پیش قدمی نہ کرے جب تک میں پیش قدمی نہ کروں (۳۱)

جب کفار تمہارے قریب آجائیں تو ان کو تیر مارو اور جب تک وہ تم سے مل نہ جائیں اپنی تلواروں کو مت سونتو (یعنی جب تک وہ تلوار کی زد میں نہ آجائیں تلواریں میانوں سے مت نکالنا اور تیر ہی سے مارنا) (۳۲) مشرکین مکہ اپنی کثرت کی وجہ سے دھوکے میں پڑ گئے حالانکہ کفار کو جنگ میں الجھانے کے لئے قدرت نے مسلمانوں کی تعداد کم دکھا دی' مسلمانوں کی کم تعداد دیکھ جب وہ لوگ لڑائی کے لئے تیار ہو گئے تو اللہ نے انہیں مرعوب کرنے کے لئے فرمایا:۔

**قد کان لکم ایۃ فی فئتین التقتا فئۃ تقاتل فی سبیل اللہ واخری کافرۃ یرونھم مثلیھم رای العین واللہ یوید بنصرہ من یشاء ان فی ذلک**

**لعبرۃ لاولی الابصار ○ (۳۳)**

بے شک تمہارے لئے نشانی تھی دو گروہوں میں جو آپس میں بھڑے' ایک جماعت ان میں سے اللہ کی راہ میں لڑتی تھی اور دوسری کافر تھی وہ انہیں اپنے سے دگنا دیکھتے تھے کھلی آنکھوں سے اور اللہ قوت دیتا ہے اپنی مدد سے جسے چاہتا ہے' بے شک اس میں ضرور عبرت ہے آنکھوں والوں کے لئے۔

جنگ شروع ہوئی کفار کی طرف سے شیبہ بن ربیعہ' عتبہ اور ولید بن عتبہ میدان جنگ میں اترے۔ مومنین کی طرف سے سید الشہداء امیر حمزہ' حضرت علیؓ اور حضرت ابو عبیدہ بن حارث مقابلے کے لئے نکلے' تینوں کافر مارے گئے۔ اللہ نے ان تین جواں مرد مجاہدین اور تینوں کافروں کے بارے میں فرمایا:۔

**ھذان خصمان اختصموا فی ربھم فالذین کفروا قطعت لھم ثیاب من نار یصب من فوق رء وسھم الحمیم ○ یصھر بہ ما فی بطونھم والجلود ○ ولھم مقامع من حدید ○ کلما ارادوا ان یخرجوا منھا من غم اعیدوا فیھا و ذوقوا عذاب الحریق ○ ان اللہ یدخل الذین امنوا وعملوا الصلحت جنت تجری من تحتھا الانھر یحلون فیھا من اساور من ذھب و لولوا" ولباسھم فیھا حریر ○ وھدوا الی الطیب من القول وھدوا الی صراط الحمید ○ (۳۴)**

یہ دو فریق ہیں جنہوں نے اپنے رب (کے بارے میں) اختلاف کیا تو جنہوں نے کفر کیا۔ ان کے لئے آگ کے کپڑے تیار کر دیئے گئے ہیں ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔ جس سے گل جائے گا جو کچھ ان کے پیٹوں میں ہے اور ان کی کھالیں (بھی) اور ان کو مارنے کے لئے لوہے کے گرز ہوں گے۔ جب وہ شدت درد سے اس سے نکلنا چاہیں گے (پھر) اسی میں دھکیل دیئے جائیں گے اور (ان سے کہا جائے گا) چکھو آگ کا عذاب۔ بے شک اللہ داخل فرمائے گا ان

لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے جنتوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں سونے کے کنگن انہیں پہنائے جائیں گے اور موتی اور وہاں ان کا لباس ریشم کا ہو گا۔ اور ان کو (دنیا میں) ہدایت دی گئی پاکیزہ بات کی اور حمد کیے ہوئے (ادب) کے راستہ کی طرف ان کی راہنمائی کی گئی (۳۵)

حضرت عبدالرحمان بن عوف کا بیان ہے کہ جنگ کی بھٹی تیزی سے سلگی ہوئی تھی' میں صف میں کھڑا تھا اچانک نظر پڑی تو دیکھا دو انصاری نوجوان دائیں بائیں کھڑے ہیں۔ انہوں نے ان دونوں نوجوانوں کی وجہ سے اپنے آپ کو غیر محفوظ تصور کیا۔ وہ ابھی انہیں خیالات میں تھے کہ اتنے میں اچانک ایک نوجوان نے دوسرے سے چھپاتے ہوئے ان کو ہاتھ سے دبایا اور دریافت کیا۔

اے چچا جان کیا آپ ابو جہل کو پہچانتے ہیں؟

حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا۔

"ہاں پہچانتا ہوں" اس نوجوان نے کہا "مجھے بتایئے ان میں ابو جہل کونسا ہے" حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا۔ "اے بھتیجے تم ان کا کیا کرو گے" نوجوان نے کہا۔

مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے۔ لہٰذا میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ اگر میں اسے دیکھوں گا تو قتل کر دوں گا یا خود شہید ہو جاؤں گا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو اس نوجوان کی بات سے بہت تعجب ہوا اسی طرح دوسرے لڑکے نے بھی اپنے ساتھی سے چھپا کر حضرت عبدالرحمٰن سے اسی قسم کی باتیں کیں۔ حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں (کہ یہ باتیں سننے کے بعد) اب مجھے وہ تمنا اچھی معلوم نہیں ہوئی کہ ان نوجوانوں کے بجائے میرے دائیں بائیں دو مرد ہوتے۔ تھوڑی دیر بعد ابو جہل دکھائی دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے ان

دونوں لڑکوں کو اشارہ سے بتایا کہ وہ ابو جہل ہے۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں اپنی تلواروں کے ساتھ شاہین کی طرح اس پر جھپٹے اور اس کو قتل کر دیا۔ یہ دونوں لڑکے عفراء کی اولاد میں سے تھے۔ ایک کا نام معاذ بن عفراء اور دوسرے کا نام معاذ بن عمرو بن جموح تھا۔ ابو جہل کو قتل کرنے کے بعد دونوں لڑکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ دونوں نے آپؐ کو (ابو جہل کے قتل کی) خوشخبری سنائی آپؐ نے فرمایا "تم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے؟" ان میں سے ہر ایک لڑکے نے کہا "میں نے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم نے اپنی تلواروں کو صاف کر لیا ہے؟" انہوں نے جواب دیا "نہیں" آپؐ نے دونوں کی تلواریں دیکھیں پھر فرمایا کہ تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے" (۳۶)

(ابھی) انفرادی مقابلے جاری ہی تھے کہ مشرکین مکہ نے مسلمانوں کی طرف پیش قدمی کر دی حتیٰ کہ وہ مسلمانوں کے قریب آگئے۔ پھر آپؐ نے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی اور جنت کی بشارتیں سنائیں۔

آپؐ نے فرمایا اس جنت میں جانے کے لئے تیار ہو جاؤ جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے مساوی ہے۔ حضرت عمیرؓ بن حمام انصاری نے عرض کیا

اے اللہ کے رسولؐ ایسی جنت جس کی عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔

آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ انہوں نے (یعنی صحابی) نے کہا "واہ واہ" آپؐ نے دریافت فرمایا "واہ واہ" کہنے کا کیا سبب ہے؟

حضرت عمیرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ اللہ کی قسم میں نے اس امید میں یہ بات کہی تھی کہ میں جنتی ہو جاؤں گا" آپؐ نے فرمایا "بے شک تم جنتی ہو" یہ سن کر حضرت عمیرؓ نے اپنے ترکش میں سے کچھ کھجوریں نکالیں اور انہیں کھانے لگے، پھر کہنے لگے، اگر میں ان کھجوروں کے ختم ہونے تک زندہ رہا

تو بہت وقت لگ جائے گا۔ لہٰذا انہوں نے جو کھجوریں ان کے پاس تھیں انہیں پھینک دیا پھر کفار سے جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے (۳۷)

جنگ جاری تھی کہ حضرت خبیبؓ نے حارث بن عامر کو قتل کر دیا۔ حضرت عاصمؓ بن ثابت نے بھی کافروں کے ایک بہت بڑے سردار کو موت کے گھاٹ اتار دیا (۳۸)

حضرت زبیرؓ کا مقابلہ عبیدہ بن سعید بن العاص سے ہوا' جس کی کنیت ابو ذات الکرش تھی۔ عبیدہ آہن پوش تھا۔ سوائے آنکھوں کے اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہیں آتا تھا۔ حضرت زبیرؓ نے اس پر نیزے سے حملہ کیا اور اس کی آنکھوں میں تیر مارا یہ ضرب اس کی ہلاکت کا سبب بنی۔ بعد میں حضرت زبیرؓ نے اس کی نعش پر پاؤں رکھ کر بڑی مشکل سے وہ نیزہ اس کے جسم سے نکالا۔ نیزہ کی دونوں دھاریں ٹیڑھی ہو گئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیرؓ سے وہ نیزہ مانگا انہوں نے اس نیزہ کو آپؐ کی خدمت میں پیش کر دیا (۳۹)

حضرت حارثہؓ بن زید جنگ بدر میں بڑی بے جگری سے لڑے آخر کار لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ جب حضرت حارثہ کی والدہ کو ان کی شہادت کی اطلاع ملی تو وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا:۔

"اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ کو معلوم ہے کہ حارثہ سے میرا کیا تعلق تھا اگر وہ جنت میں گیا ہے تو میں صبر کرتی ہوں اور ثواب کی امید رکھتی ہوں اگر اس کے علاوہ کوئی دوسری بات ہے تو پھر دیکھئے میں کیا کرتی ہوں۔ میں اس پر بہت روؤں گی" آپؐ نے فرمایا۔

"تم پر افسوس تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کیا جنت ایک ہی ہے؟ جنتیں بہت سی ہیں وہ تو جنت الفردوس میں ہے جو سب سے اعلیٰ جنت ہے" (۴۰)

جنگ پوری شدت سے جاری تھی اللہ نے اپنے وعدے کے مطابق فرشتوں کو مسلمانوں کی نصرت کے لئے بھیجا اور ان سے فرمایا:-

**اذ یوحی ربک الی الملئکۃ انی معکم فثبتوا الذین امنوا سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منھم کل بنان ○ ذلک بانھم شاقوا اللہ ورسولہ ومن یشاقق اللہ ورسولہ فان اللہ شدید العقاب (۴۱)**

(اور وہ وقت بھی یاد کرو) جب آپ کے رب نے فرشتوں کو وحی کی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو ایمان والوں کو تم ثابت قدم رکھو عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈال دوں گا تم کافروں کی گردنوں کے اوپر مارو اور کافروں کے ہر جوڑ پر ضرب لگاؤ۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے تو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

جب شیطان نے ملکوتی قوتوں کو میدان جنگ میں اترتے ہوئے دیکھا تو راہ فرار اختیار کرلی۔

**واذ زین لھم الشیطن اعمالھم وقال لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم فلما تراءت الفئتن نکص علی عقبیہ وقال انی بری منکم انی اری ما لا ترون انی اخاف اللہ واللہ شدید العقاب○ (۴۲)**

اور (یاد کرو) جب شیطان نے ان کے کاموں کو ان کے لئے پسندیدہ بنا دیا اور کہا کہ آج لوگوں میں کوئی (بھی) تم پر غلبہ پانے والا نہیں اور بے شک میں تمہیں پناہ دینے والا ہوں پھر جب دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو وہ (شیطان) الٹے پاؤں بھاگا اور کہا بے شک میں تم سے بیزار ہوں یقیناً میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے بے شک میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت عذاب

دینے والا ہے۔

فرشتے میدان جنگ میں آگئے اور مسلمانوں کی جماعت میں شریک ہو گئے اور کفار کے خلاف لڑنے لگے اسی دوران میں ایک مسلمان ایک کافر کے پیچھے دوڑا' اسے اوپر سے ایک کوڑے کی آواز سنائی دی اور ایک سوار کی آواز بھی آئی جو کہہ رہا تھا کہ اے خیزوم آگے بڑھو' اتنے میں وہ کیا دیکھتا ہے کہ وہ کافر اس کے سامنے چت گرا ہوا پڑا ہے' اس کی ناک پر نشان تھا' اس کا منہ پھٹ گیا تھا گویا کہ اسے کسی نے کوڑا مارا ہے' اس کا رنگ سبز ہو چکا تھا وہ شخص یہ دیکھ کر آپؐ کے پاس آیا اور آپؐ سے یہ سارا ماجرا بیان کیا آپؐ نے فرمایا:۔

"تم سچ کہتے ہو یہ فرشتے تیسرے آسمان سے مدد کے لئے آئے تھے" (۴۳)

فرشتوں کی جماعت میں حضرت جبرئیل بھی موجود تھے' آپ نے فرمایا۔

"یہ جبریل ہتھیار پہنے ہوئے اور اپنے گھوڑے کا سر پکڑے ہوئے کھڑے ہیں" (۴۴)

حضرت جبریل نے پوچھا "آپؐ مسلمانوں میں اہل بدر کو کیا مقام دیتے ہیں" آپؐ نے فرمایا جنگ بدر میں شرکت کرنے والے مسلمان تمام مسلمانوں سے افضل ہیں۔

حضرت جبریل نے عرض کی کہ "اسی طرح وہ فرشتے جو جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں ان تمام فرشتوں سے افضل ہیں جو جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے" (۴۵)

ابھی جنگ ختم نہ ہوئی تھی' بلکہ پوری طرح عروج پر تھی کہ فاتح کائنات نے کچھ سنگ ریزے کفار کی طرف پھینکے' سنگ ریزوں کی تاثیر سے کافروں کے حوصلے ٹوٹ گئے' ہمتیں پست پڑ گئیں اور مسلمانوں کے ہاتھوں بھیڑ بکری کی طرح ذبح ہونے لگے اور رب کائنات نے ان کی تدبیروں کو خاک میں ملا دیا۔

"فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی ولیبلی المومنین منہ بلاء حسنا ان اللہ سمیع علیم○ (۴۶)

تو (اے مسلمانو!) تم نے انہیں قتل نہیں کیا لیکن اللہ نے انہیں قتل کیا اور (اے نبی) آپ نے (خاک) نہیں پھینکی جس وقت آپ نے پھینکی لیکن اللہ نے پھینکی اور تاکہ عطاء فرمائے ایمان والوں کو اپنی طرف سے عطائے جمیل بے شک اللہ ہے بہت سننے والا سب کچھ جاننے والا۔

سپاہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مادی وسائل نہ ہونے کے برابر تھے' چونکہ عرش پر مسلمانوں کی کامیابی کا وعدہ ہو چکا تھا اس لئے رب العزت نے مٹھی بھر صحابہ کی امداد کے لئے آسمانوں سے فرشتے نازل فرمائے اور میدان جہاد میں مسلمان سرخرو ہوئے۔ جس وقت کفار میدان جنگ سے کلیتہً شکست کھا گئے اور ان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"کون ہے جو جا کر دیکھے کہ ابو جہل کس حال میں ہے" حضرت ابن مسعودؓ روانہ ہوئے انہوں نے اس کی داڑھی پکڑ کر پوچھا "کیا تو ہی ابو جہل ہے؟"

اس نے کہا کیا ہوا اگر کسی آدمی کو اسی کی قوم نے قتل کر دیا۔ یہ قتل میرے لئے کوئی باعث ننگ و عار نہیں۔ بعد میں جب اسے معلوم ہوا کہ اسے تو انصاری لڑکوں نے قتل کیا ہے تو کہنے لگا کاش مجھے کاشتکاروں کے علاوہ کسی اور نے قتل کیا ہوتا! (۴۷)

ارشاد نبویؐ کے مطابق مکہ نے آج اپنے جگر پاروں کو میدان فرقان میں اگل دیا تھا یہ وہ سردار تھے' جو دار الندوۃ میں شمع ہدایت کے گل کر دینے پر متفق ہو گئے تھے۔ ان میں گیارہ صنادید قریش تھے جو میدان بدر میں تہ تیغ ہوئے۔

کفار کے چوبیس سردار مارے گئے جن میں ابو جہل' عقبہ' شیبہ بن ربیعہ'

عقبہ بن ابی معیط' امیہ بن خلف وغیرہ شامل تھے۔ آپؐ نے حکم فرمایا کہ ان کی لاشوں کو کنویں میں ڈال دیا جائے' آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے صحابہ نے ان کی لاشوں کو کنویں میں پھینک دیا ماسوائے امیہ کی لاش کے وہ کنویں میں نہیں ڈالی جا سکی' اس کی وجہ اس کا موٹاپا تھا۔ جب اس کی لاش کو گھسیٹا گیا تو کنویں تک پہنچنے سے پہلے اس کے جوڑ جوڑ علیحدہ ہو گئے (۴۸)

فتح کے بعد رسول اللہ میدان جنگ میں تین دن قیام فرمایا کرتے تھے۔ حسب معمول آپ نے دو روز قیام کے بعد تیسرے روز اپنی سواری کی تیاری کا حکم فرمایا۔ سواری تیار کر دی گئی لیکن آپؐ پیدل ہی چل دیئے صحابہ کرام بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو لئے' صحابہ کرام سمجھ گئے کہ آپ کسی خاص ضرورت کی وجہ سے کہیں جا رہے ہیں۔ جب آپ کنویں کے قریب پہنچے وہاں پہنچ کر آپ کنویں پر تشریف لے گئے اور کنویں کے کنارے پر کھڑے ہو کر آپ نے مقتولین کو ان کے نام اور ان کے باپوں کے نام لے لے کر پکارا "اے فلاں بیٹے فلاں کے کیا تمہیں اب اس بات کی خواہش ہے کہ کاش تم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ بے شک ہمارے رب نے جو وعدہ ہم سے کیا تھا وہ پورا کر دیا۔ کیا تم نے بھی اس وعدہ کو سچا پایا جو تمہارے رب نے تم سے کیا تھا" حضرت عمرؓ نے عرض کیا "کیا آپؐ ایسے جسموں سے بات کر رہے ہیں جن میں روح نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو" (۴۹)

جب آپؐ رؤسائے مکہ اور بے شمار جنگی قیدیوں اور مال غنیمت کے ہمراہ مدینہ میں داخل ہوئے تو منافقین اور بت پرستوں کے دل دہل گئے۔ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے اب بہتری اسی میں ہے کہ اسلام قبول کر لیا جائے۔ الغرض وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس حاضر ہوئے اور آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور (بظاہر) مسلمان ہو گئے (۵۰)

آج کی مہذب دنیا اسیران جنگ سے بدترین اور وحشیانہ سلوک روا رکھتی ہے۔ محسن انسانیت نے انہیں بلند مرتبہ عطاء فرمایا۔ ان سے حسن سلوک کی اعلیٰ مثالیں صحابہ نے قائم کیں۔

مدینہ میں تشریف آوری کے بعد آپؐ کے سامنے تمام جنگی قیدیوں کو پیش کیا گیا۔ ان میں آپؐ کے چچا عباس بھی تھے' ان کے جسم پر لباس نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے قمیص تلاش کی لیکن کسی کی بھی قمیص ان کے ٹھیک نہ آئی سوائے عبداللہ بن ابی کی قمیص کے آپؐ نے عبداللہ بن ابی سے قمیص لے کر انہیں پہنا دی (۵۱)

قیدیوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے مشورہ کیا۔

حضرت ابو بکرؓ نے کہا' یہ ہمارے چچا زاد ہیں اور ہمارے خاندان ہی کے افراد ہیں میری رائے یہ ہے کہ آپ انہیں کچھ مال کے عوض چھوڑ دیں تاکہ اس مال سے کفار کا مقابلہ کرنے کے لئے سامان حرب اکٹھا کیا جائے اور شاید اللہ تعالیٰ بعد میں انہیں اسلام کی توفیق عطا فرما دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ! اے ابن خطاب تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت عمر نے کہا "اللہ کی قسم میری وہ رائے نہیں جو ابو بکر صدیق کی ہے۔ میری رائے تو یہ ہے کہ آپ انہیں ہمارے سپرد کر دیں تاکہ ہم ان کے سر قلم کر دیں' عقیل کو علی بن ابی طالب کے حوالے کر دیں وہ انہیں قتل کر دیں اور مجھے میرا فلاں رشتہ دار دے دیں تاکہ میں اس کی گردن اڑا دوں ان کا قتل بڑا ضروری ہے کیونکہ یہ کفر کے سردار اور اس کے مہرے ہیں" رسول رحمت کو

حضرت ابو بکرؓ کی رائے پسند آئی حضرت عمرؓ کی رائے کو آپؐ نے پسند نہیں کیا (۵۲)

اسی موقع پر آپؐ نے فرمایا اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور وہ ان پلیدوں کے متعلق سفارش کرتا تو میں اس کی خاطر سب کو چھوڑ دیتا (۵۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کے لوگوں کا فدیہ فی آدمی چار سو درہم مقرر کئے تھے (۵۴)

الغرض قیدیوں سے فدیہ لیا گیا ان میں عباسؓ بھی تھے۔ جب فدیہ وصول کیا جا رہا تھا تو اس موقع پر انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم اپنے بھانجے عباسؓ کا فدیہ معاف کر دیں" آپؐ نے فرمایا انہیں ایک درہم بھی نہ چھوڑا جائے (۵۵)

جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے فدیئے بھیجے تو حضرت زینب بنت رسولؐ نے بھی اپنے خاوند ابو العاص کی آزادی کے لئے کچھ مال بھیجا اور اس مال میں اپنا ایک ہار بھی بھیجا جو حضرت خدیجہ کا تھا' انہوں نے یہ ہار حضرت زینب کو شادی کے موقع پر بطور تحفہ دیا تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب رسول خدا نے اس ہار کو دیکھا تو حضرت زینبؓ کی حالت غربت پر آپؐ کا دل بھر آیا اور آپؐ پر رقت طاری ہو گئی اور مصاحبت خدیجہؓ کی یاد آئی' اس لئے کہ وہ ہار ان کے گلے میں رہتا تھا تو آپؐ نے صحابہ سے فرمایا اگر تم مناسب جانو تو زینب کی خاطر اس قیدی کو چھوڑ دوں اور وہ مال پھر واپس کر دوں جو زینب نے اس کی رہائی کے لئے بھیجا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا اللہ کے رسولؐ آپ زینب کا مال بھی واپس کر دیں اور ابو العاص کو بھی چھوڑ دیں چنانچہ آپؐ نے ایسا ہی کیا۔ ابو العاص کو چھوڑتے وقت آپؐ نے اس سے عہد لیا کہ زینبؓ کو میرے پاس آنے سے مت روکنا چنانچہ زینب کو مکہ سے لانے کے لئے زید بن حارثہ اور انصار میں

سے ایک شخص کو مکہ بھیجا گیا' آپؐ نے انہیں فرمایا کہ زینب کی آمد تک تم بطن یا جج (ایک مقام ہے مکے کے پاس) ٹھہرے رہنا (۵۶)

مشورہ (اور قیدیوں کی) رہائی کے دوسرے روز حضرت عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیقؓ بیٹھے رو رہے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ آپ کیوں رو رہے ہیں) اگر مجھے بھی رونا آیا تو میں روؤں گا ورنہ آپ دونوں کے رونے کی وجہ سے رونے کی صورت ہی بنا لوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اس واقعہ کی وجہ سے رو رہا ہوں جو تمہارے ساتھیوں سے فدیہ لینے کی وجہ سے پیش آیا" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کی طرف جو آپ کے قریب ہی تھا اشارہ کر کے فرمایا۔ "میرے سامنے ان لوگوں کا عذاب لایا گیا (جنہوں نے فدیہ لے کر چھوڑنے کا مشورہ دیا تھا) وہ عذاب اس درخت سے بھی قریب تھا" اس موقع پر درج ذیل آیات نازل ہوئیں :-

**ما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ واللہ عزیز حکیم ○ لو لا کتب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم ○ فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا واتقوا اللہ ان اللہ غفور رحیم ○** (۵۷)

کسی نبی کی شان کے لائق نہیں کہ اس کے لئے قیدی ہوں یہاں تک کہ وہ زمین میں (کافروں کا) اچھی طرح خون بہا لے تم (اپنے لئے) دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ (تمہارے لئے) آخرت کا ارادہ فرماتا ہے اور اللہ بڑا غالب بہت حکمت والا ہے۔

اگر پہلے سے (معافی کا حکم) اللہ کی طرف سے لکھا ہوا نہ ہوتا تو (کافروں

سے) جو (فدیہ کا مال) تم نے لیا اس میں ضرور تمہیں بڑا عذاب پہنچتا۔

اور جو مال غنیمت کی صورت میں ملا ہے اسے تم کھا سکتے ہو۔ وہ حلال اور پاکیزہ ہے البتہ اللہ سے ڈرتے رہو' بے شک اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے (یہ اس کی مہربانی ہی ہے کہ تمہاری دنیا طلبی کو معاف کر دیا (۵۸)

جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح یقینی تھی' اور کفار کی شکست بھی لازمی امر تھا' اور ذلت ناک عذاب ان کا مقدر بن چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی امداد فرمائی اور کافروں کو شکست سے دوچار کیا' ان میں سے ہر جماعت کو وہی کچھ ملا جس کی وہ مستحق تھی۔ اللہ نے کفار کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

**ان تستفتحوا فقد جاء کم الفتح وان تنتھوا فھو خیر لکم وان تعودوا نعد ولن تغنی عنکم فئتکم شیئا ولو کثرت وان اللہ مع المومنین○ (۵۹)**

(اے کافرو) اگر تم فیصلہ چاہتے ہو تو فیصلہ تمہارے پاس آچکا اور اگر باز آجاؤ تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم (شرارت کی طرف) دوڑے تو ہم پھر تمہیں سزا دیں گے اور تمہارا گروہ تمہارے کچھ کام نہ آئے گا اگرچہ وہ بہت ہو اور یہ کہ اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔

کفار کو اپنی کثرت کا گھمنڈ تھا انہیں یہ احساس ہروقت بے قرار رکھتا تھا کہ ہماری کثرت ہے۔ ہمارے اور ہمارے ہمنواؤں کے پاس مادی وسائل ہیں اور آلات حرب بھی وافر ہیں۔ کفار میں کچھ لوگ مسلمانوں کی فتح کے منتظر تھے کہ اگر مسلمانوں کو عسکری طور پر کامیابی ہوئی تو ہم ان کے ساتھ مل جائیں گے۔ اللہ رب العزت نے ان سے فرمایا اگر تم مسلمانوں کی فتح کے منتظر تھے تو وہ وقت آگیا انہیں فتح عطا فرما دی گئی ہے۔ اب تمہیں اسلام قبول کر لینا چاہئے۔ فرمایا اے نبی ان باغیوں سے کہہ دو کہ تم ان شرارتوں اور فساد فی الارض سے رک جاؤ۔ جو کچھ بھی ان سے ہو چکا ہے وہ معاف کر دوں گا وگرنہ ان کا حشر بھی وہی کروں

گا جو ان سے پہلے مفسدوں کا انجام کر چکا ہوں۔

زمین پر قانون خداوندی کا راج نہ تھا اور نہ ہی حکومت الہیہ کا قیام بلکہ غیر اللہ کا قانون ہی جاری و ساری تھا۔ زمین فتنہ و فسادات کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی۔ ان فتنوں کی سرکوبی اور اعلائے کلمتہ اللہ کے لئے ارشاد ہوتا ہے:

**وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله فان انتهوا فان الله بما يعملون بصير○ وان تولوا فاعلموا ان الله مولكم نعم المولى و نعم النصير○ (۴۰)**

کافروں سے برابر لڑتے رہو جب تک کہ فتنہ (یعنی غیر اللہ کا قانون) ختم نہ ہو جائے اور (ہر جگہ) اللہ اکیلے ہی کے قوانین نافذ ہو جائیں' ہاں اگر وہ باز آجائیں تو اللہ ان کے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور اگر وہ منہ موڑ لیں تو جان لو کہ اللہ تمہارا حامی ہے اور وہ اچھا حامی ہے اور اچھا مددگار ہے۔

اس آیت میں کفار سے مسلسل جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ کفر زمین پر کبھی بھی امن پسند نہیں کرتا وہ ہمیشہ سے زمین پر گھناؤنی سازشیں کرتا رہا ہے۔

مال غنیمت کو اگرچہ اللہ نے حلال کر دیا تھا لیکن اس سلسلہ میں تفصیلی احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔

میدان جنگ سے بھاگنے والوں کا تعاقب کیا گیا تو پیچھا چھڑانے کی خاطر وہ لوگ زرہیں پھینکتے جاتے تھے۔ جسے مسلمانوں نے اٹھا لیا۔ کچھ مال تجارت بھی ساتھ تھا جو دباغت شدہ کھالوں کے بستروں پر مشتمل تھا۔

جنگ بدر میں بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا تھا۔ اس میں ایک تلوار بھی تھی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے وہ تلوار لے لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ "یہ تلوار مجھے عنایت فرما دیجئے آپ کو میرے حالات کا اچھی طرح علم ہے"۔ آپؐ نے فرمایا اسے وہیں رکھ دو۔ جب وہ اسے رکھنے لگے تو

اس کے دل نے اسے ملامت کی' پھر دوبارہ اس نے آپؐ سے عرض کیا کہ یہ تلوار مجھے دے دیجئے۔ آپؐ نے ذرا سخت لہجہ میں فرمایا کہ اسے وہیں رکھ دو۔ صحابہ نے سوال کیا آخر اس کے مصارف کیا ہیں۔ ارشاد ہوا:

**یسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول فاتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم واطیعوا اللہ ورسولہ ان کنتم مومنین○ (۴۱)**

(اے نبی' لوگ) آپ سے غنیمتوں کے متعلق سوال کرتے ہیں فرما دیجئے غنیمتیں اللہ اور اس کے رسول کی ہیں تو اللہ سے ڈرو (غنیمت کی تقسیم میں اختلاف نہ کرو) اور اپنے باہمی معاملات کو درست رکھو اور اللہ کے رسول کا حکم مانو اگر تم مومن ہو۔

پھر فرمایا:

**واعلموا انما غنمتم من شئی فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل ان کنتم امنتم باللہ وما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعن واللہ علی کل شئی قدیر○ (۴۲)**

اور جان لو کہ مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ تو اللہ' رسول' اقرباء' یتامی' مساکین اور مسافر کے لئے ہے۔ اگر تمہارا اللہ پر ایمان ہے اور اس (نصرت) پر ایمان جو اللہ نے اپنے بندے پر حق و باطل میں فرق کر دینے والے دن اس وقت نازل کی جب کہ دو فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی (تو تمہیں یہ فیصلہ ماننا ہو گا) اللہ ہر چیز پر قادر ہے (تمہاری یہ فتح اسی کی قدرت و نصرت سے ہوئی ہے۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب غنیمت پہنچتی اور آپؐ اس کی تقسیم کا ارادہ فرماتے تو بلال کو حکم دیتے کہ بلالؓ لوگوں میں اعلان کر دو کہ جس جس کے پاس مال غنیمت ہے وہ میرے پاس جمع کرا دے لوگ اپنی اپنی غنیمتیں لے آتے۔ پھر آپؐ اس میں سے پانچواں حصہ نکال لیتے اور باقی مال غنیمت

مجاہدین میں تقسیم کر دیتے۔ ایک شخص اس تقسیم کے بعد یعنی پانچواں حصہ نکالنے کے بعد ایک بال کی مہار لایا اور کہا یا رسول اللہ یہ مال غنیمت میں سے ہے' آپ نے فرمایا کیا تونے بلال کی آواز سن لی تھی' اس نے تین بار اعتراف کیا کہ ہاں میں نے بلال کی پکار سن لی تھی۔ آپؐ نے فرمایا تمہیں کیا رکاوٹ تھی؟ اس نے معذرت کی کہ مجھ سے تاخیر ہو گئی آپؐ نے فرمایا تم اسی طرح رہو قیامت کے دن اس مہار کو لاؤ گے اور میں تم سے قبول نہ کروں گا (۶۳)

ایک مرتبہ حضور سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! کیا فلاں شخص شہید ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ میں نے اس کو ایک عبا کی (چوری کی) وجہ سے دوزخ میں دیکھا ہے جسے اس نے مال غنیمت میں سے چرایا تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے عمرؓ اٹھ لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوں گے۔ ان کے سوا کوئی (چور اچکا خائن) داخل نہ ہو گا۔ آپ نے تین بار ایسا ہی فرمایا' پھر عمرؓ نے یہ اعلان کر دیا (۶۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم فرمایا تو اس میں سے حضرت علیؓ کو ایک اونٹنی عطاء فرمائی۔ پھر ان کو ایک اونٹنی خمس میں سے مزید عنایت فرمائی۔

جب حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہ سے شادی کا ارادہ کیا تو بنو قینقاع کے ایک سنار سے وعدہ لیا کہ وہ ان کے ساتھ (جنگل) جائے تاکہ وہ اذخر گھاس لا کر سناروں کے ہاتھ فروخت کریں اور اس رقم سے شادی کے بعد ولیمہ کریں۔ وہ اپنی اونٹنیوں کے لئے ہودہ' گھاس کا ظرف اور رسیاں جمع کرنے میں مشغول ہو گئے اور اونٹنیوں کو ایک انصاری کے حجرہ کی ایک جانب باندھ دیا۔ جب سارا سامان جمع کر کے اونٹنیوں کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے کوہان کاٹ لئے گئے ہیں اور ان کی کلیجیاں نکال لی گئی ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت علیؓ بے اختیار

رونے لگے۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کام کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حمزہ بن عبدالمطلب نے یہ کام کیا ہے۔ اور وہ اس گھر میں چند شراب پینے والوں کے ساتھ ہیں' ان کے پاس ایک گانے والی بھی ہے' جو گاتے گاتے یہ کہنے لگی کہ اے حمزہ ہمارے لئے موٹی اونٹنیاں لاؤ' حضرت حمزہؓ اٹھے انہوں نے ان اونٹنیوں کے کوہان کاٹ لئے اور کلیجیاں نکال لیں۔

یہ سن کر حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ اس وقت آپؐ کے پاس حضرت زید بن حارثہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے حضرت علیؓ کو دیکھا اور دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ آپ نے پوچھا "تمہارا کیا حال ہے؟" حضرت علیؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ میں نے آج جیسا دن کبھی نہیں دیکھا۔ حمزہؓ نے میری اونٹنیوں کے کوہان اور کولہے کاٹ لئے ہیں اور وہ (ابھی) اسی گھر میں ہیں۔ ان کے ساتھ کچھ اور شراب پینے والے بھی وہاں موجود ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر منگائی چادر اوڑھ کر آپ وہاں تشریف لے گئے۔ حضرت زیدؓ آپ کے پیچھے پیچھے ہو لئے حتیٰ کہ آپؐ اس گھر کے دروازہ پر پہنچے اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ اہل خانہ نے اجازت دے دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ شراب نوشی کر رہے ہیں۔ آپؐ نے حمزہؓ کو ملامت کی لیکن حضرت حمزہؓ نشہ میں چور تھے' ان کی آنکھیں سرخ تھیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا' پہلے نظر اٹھا کر آپ کے گھٹنے تک دیکھا' پھر نظر اٹھائی اور آپؐ کی ناف تک دیکھا' پھر نظر اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو دیکھا اور کہا "تم سب میرے باپ کے غلام ہو" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے کہ وہ نشہ میں چور ہیں لہٰذا آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واپس تشریف لے گئے (۶۵) یہ واقعہ حرمت خمر سے پہلے پیش آیا تھا۔

میدان بدر میں فتح کے اثرات دور رس نکلے حق و باطل کا یہ معرکہ قیامت تک کے لئے میزان ہے۔ اہل ایمان کے لئے حوصلہ کا روشن مینار ہے۔ کثرت پر قلت کا غلبہ' کفر پر ایمان کی کامیابی' ساز و براق پر بے سرو سامانی کی برتری۔ یہ چند عناوین ہی ہماری ملی تاریخ کے درخشاں باب ہیں۔ جن کی سرخی بدر کے مجاہدوں نے اپنے خون کی دھار سے لکھی۔ حق کی خاطر مرمٹنے کی روایت ڈالی۔

غزوہ بدر کی کامیابی کا سب سے بڑا اثر یہ ہوا کہ مسلمانوں کو پورے عرب میں استقرار نصیب ہوا۔ تمام طاغوتی طاقتیں ان کا لوہا ماننے پر مجبور ہوئیں۔ قریش کے مقابلے میں فریق کی حیثیت حاصل ہوئی۔ انہیں مسلمانوں کی قوت کا پوری طرح احساس ہوا' قریش کی سیاسی شہرت' سیاسی حیثیت بری طرح مجروح ہوئی۔ ان کی شام کی تجارتی شاہراہ غیر محفوظ ہو گئی۔ اسلام کی مرکزیت اور مدینہ کی مملکت مستحکم ہو گئی۔ عرب قبائل کوئی قدم اٹھانے سے پہلے سوچنے پر مجبور ہو گئے۔ یہود مدینہ معیشت' عسکری اور مادی وسائل کی بناء پر اپنے آپ کو برتر تصور کرتے تھے۔ اس فتح نے ان کے حوش و ہواس معطل کر دیئے۔ مسلمانوں کو اپنے لئے زبردست خطرہ محسوس کرنے لگے۔

# حواشی غزوہ بدر

۱۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک عن کعب بن مالک

۲۔ رسول رحمت ۲۷

۳۔ ایضاً

۴۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یقتل ببدر عن ابن مسعود

۵۔ جامع ترمذی باب ماجاء فی المشورۃ عن ابی ہریرہ

۶۔ سورۃ الانفال آیت ۷، ۸

۷۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب اذ تستغیثون ربکم عن ابی مسعود

۸۔ صحیح مسلم باب غزوۃ بدر عن انس

۹۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب اذ تستغیثون ربکم وکتاب التفسیر سورۃ المائدہ عن ابن مسعود

۱۰۔ ابو داؤد باب فی بعث العیون

۱۱۔ صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید

۱۲۔ ابن ماجہ باب الاستعانۃ بالمشرکین عن ام المومنین عائشہ

۱۳۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد باب کراہۃ الاستعانۃ بکافر عن عائشہ

۱۴۔ صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید عن انس

۱۵۔ صحیح مسلم باب غزوۃ بدر عن انسؓ

۱۶۔ رسول رحمت ص ۲۷۶، اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۴/۱۵۳ سیرت النبی شبلی نعمانی ۱/۳۱۵

۱۷۔ ابن ماجہ باب السرایا، صحیح بخاری کتاب المغازی باب عدۃ اصحاب بدر عن براء

۱۸۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الامداد بالملائیکہ فی غزوۃ بدر
۱۹۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب عدۃ اصحاب بدر عن براء
۲۰۔ صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنتہ للشھید عن انس
۲۱۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ بدر عن انس۔ ابو داؤد باب فی الاسیرینال منہ ویضرب ویعزر
۲۲۔ سورۃ الانفال آیت ۴۲
۲۳۔ آل عمران آیت ۱۲۳
۲۴۔ صحیح بخاری کتاب الوکالتہ عن عبدالرحمٰن بن عوف
۲۵۔ سورۃ الانفال آیت ۴۴
۲۶۔ سورۃ انفال آیت ۱۲ صحیح مسلم باب الامداد بالملائیکہ عن عمرؓ۔ صحیح بخاری کتاب المغازی **اذ تستغیثون ربکم** عن ابن عباس کتاب التفسیر سورۃ القمر
۲۷۔ سورۃ انفال آیت ۹
۲۸۔ سورۃ الانفال آیت ۱۵ ۔ ۱۶
۲۹۔ سورۃ انفال آیت ۴۵ تا ۴۷
۳۰۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد۔ ابو داؤد باب فی سل السیوف
۳۱۔ صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنتہ للشھید
۳۲۔ سنن ابی داؤد باب فی سل السیوف
۳۳۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۳
۳۴۔ سورۃ الحج آیت ۱۹ تا ۲۴ صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابی ذرؓ و کتاب المغازی و صحیح مسلم کتاب التفسیر
۳۵۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابی ذر۔ و صحیح مسلم کتاب التفسیر
۳۶۔ صحیح بخاری کتاب المغازی عن عبدالرحمٰن بن عوف و کتاب الفرض الخمس

باب من لم یخمس الاسلاب و مسلم کتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل

۳۷۔ صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنتہ للشہید عن انس

۳۸۔ صحیح بخاری کتاب المغازی عن ابی ہریرہ

۳۹۔ صحیح بخاری کتاب المغازی عن زبیر

۴۰۔ صحیح بخاری کتاب المغازی عن ابی ہریرۃؓ باب غزوۃ الرجیع

۴۱۔ الانفال آیت ۱۲، ۱۳

۴۲۔ ایضاً" آیت ۴۸

۴۳۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد و السیر باب الامداد بالملائیکہ فی غزوہ بدر (عن عمرؓ)

۴۴۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باپ شھود الملائیکہ بدرا" (عن ابی عباس)

۴۵۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب شھو (الملا ئیکتہ بدر ا"(عن ابن عباس)

۴۶۔ سورۃ الانفال آیت ۱۷

۴۷۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جھل عن انس وابن مسعود فی باب شھود الملا ئیکتہ بدرا" عن انس۔ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فضل قتل ابی جھل عن انس

۴۸۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جھل عن ابی طلحہ

۴۹۔ صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ بدر باب قتل ابی جہل عن ابی طلحہ۔ صحیح مسلم کتاب الجنتہ و النار

۵۰۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ آل عمران باب و تسمعن من الذین اوتوا الکتاب عن اسامتہ

۵۱۔ صحیح بخاری و کتاب الجہاد باب الکسوۃ للاساری عن جابر

۵۲۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد باب امداد الملائیکہ عن عمرؓ

۵۳۔ صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب مامن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جبیرؓ

۵۴۔ سنن ابی داوٗد باب فی فداء الاسیر بالمال عن ابن عباسؓ

۵۵۔ صحیح بخاری و کتاب العتق و فضلہ باب اذا اسر الرجل او عمہ ھل یفادی عن انس

۵۶۔ ابو داوٗد باب فی فداء الاسیر بالمال عن عائشہ

۵۷۔ سورۃ انفال آیت ۶۷، ۶۸، ۶۹

۵۸۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد باب امداد الملائکتہ فی غزوۃ بدر عن عمر

۵۹۔ سورۃ انفال آیت ۱۹

۶۰۔ سورۃ انفال آیت ۳۹، ۴۰

۶۱۔ الانفال آیت ا صحیح مسلم باب من فضل سعد بن ابی وقاص و کتاب الجہاد باب الانفال

۶۲۔ ایضاً" آیت ۴۱

۶۳۔ سنن ابی داوٗد باب فی الغلول اذا کان یسیرا یترکہ الامام ولا یحرق وحلہ عن عبداللہ

۶۴۔ ابوداوٗد

۶۵۔ صحیح بخاری کتاب فرض الخمس عن علیؓ وکتاب المغازی باب شھود الملائکہ وکتاب البیوع باب بیع الحطب والکلا و صحیح مسلم کتاب الاشربتہ باب تحریم الخمر عن علیؓ

# جنگ بنو نضیر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یثرب آمد کے بعد یہود مدینہ حسد کی آگ میں جلنے لگے آپ اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے لگے۔

ارشاد ربانی ہے:

**ذلک بانھم شاقوا اللہ ورسولہ ومن یشاق اللہ فان اللہ شدید العقاب** ○ (۱)

(یہودیوں پر جنگ کی آفت اس لئے نازل ہوئی کہ) یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کیا کرتے تھے۔ اور جو شخص بھی اللہ کی (یعنی اللہ کے دین کی) مخالفت کرے تو (وہ سمجھ لے) کہ بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

حکم عدول قوموں کی سزا یقیناً اللہ کا عذاب ہوتا ہے' ہر قوم جو اللہ اور اس کے رسول کے خلاف برسرپیکار ہوئی وہ صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ گئی۔ جو قوم بھی اللہ کے دین کے غالب کرنے والوں کو مغلوب کرنے کی کوشش کرتی ہے قدرت انہیں عذاب میں مبتلا کر دیتی ہے۔

منافقین' یہود مدینہ کی سازشوں میں برابر کے شریک تھے بلکہ یہودیوں کو مسلمانوں کے خلاف **برانگیختہ** کرنے والے دراصل یہی منافقین ہی تھے۔ جنہوں نے بظاہر تو اسلام قبول کر لیا اور حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے اور حقیقتاً" ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا۔

قرآن حکیم نے انہیں منافقوں کے بارے میں فرمایا:

**الم تر الی الذین نافقوا یقولون لاخوانھم الذین کفروا من اھل الکتاب لئن اخرجتم لنخرجن معکم ولا نطیع فیکم احدا ابدا و ان قوتلتم لننصرنکم○ (۲)**

کیا تم نے ان منافقوں کو نہیں دیکھا جو اپنے کافر بھائیوں سے جو اہل کتاب ہیں کہا کرتے ہیں کہ اگر تم جلا وطن کیے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل چلیں گے اور تمہارے بارے میں کسی کا کہا نہ مانیں گے اور اگر تم سے جنگ ہوئی تو تمہاری مدد کریں گے۔

اللہ رب العزت نے مومنوں کو یہودیوں اور منافقوں کے خطرناک عزائم سے بروقت آگاہ کیا' اور مسلمانوں کی ہمت بندھائی کہ فکر مت کرو منافقین تمہارے خلاف میدان جنگ میں ہرگز نہ آسکیں گے۔

**واللہ یشھد انھم لکذبون○ لئن اخرجوا لایخرجون معھم ولئن قوتلوا لا ینصرونھم ولئن نصروھم لیولن الادبار ثم لا ینصرون○ (۳)**

اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔ اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے۔ اور اگر ان سے جنگ ہوئی تو ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر مدد کریں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ پھر ان کو کہیں سے بھی مدد نہ ملے گی۔

اللہ نے مسلمانوں کی ہمت بندھائی' یہودیوں اور منافقین کی دلی کیفیت کھول کر ان پر بیان فرما دی تاکہ یہ لوگ ہمت نہ ہار بیٹھیں۔

**لا انتم اشد رھبتہ فی صدورھم من اللہ ذلک بانھم قوم لا یفقھون○**

**لا یقاتلونکم جمیعا الا فی قری محصنتہ او من وراء جدر باسھم بینھم شدید تحسبھم جمیعا و قلوبھم شتی ذلک بانھم قوم لا یعقلون○ (۴)**

(مسلمانو) تمہاری ہیبت ان کے دلوں میں خدا سے بھی بڑھ کر ہے۔ یہ اس لئے کہ یہ سمجھ نہیں رکھتے۔ یہ سب جمع ہو کر بھی تم سے نہیں لڑ سکتے مگر بستیوں کے قلعوں میں (پناہ لے کر) یا دیواروں کی اوٹ میں (مستور ہو کر) ان میں آپس میں شدید عداوت ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ یہ اکٹھے اور ایک جان ہیں مگر ان کے دل ایک دوسرے سے پھٹے ہوئے ہیں۔ یہ اس لئے کہ ان میں عقل نہیں (عقل ہوتی؟ تو آپس میں پھوٹ نہ ہوتی)

اللہ نے مقابلہ سے قبل ہی مسلمانوں کو بنو نضیر سے ہونے والی جنگ اور اس کے نتائج کے بارے میں آگاہ کر دیا تھا۔ کہ تم فکر مت کرو فتح و کامرانی تمہاری قدم بوسی کرے گی اور یہودیوں کے وقار کو خاک میں ملا دیا جائے اور تمہیں ابدی اور دائمی عزت مل جائے گی۔

ارشاد ربانی ہے:

**کمثل الذین من قبلھم قریبا ذاقوا وبال امرھم ولھم عذاب الیم○ (۵)**

ان کا حال ان لوگوں کا سا ہے جو ان سے کچھ ہی پیشتر اپنے کاموں کی سزا کا مزہ چکھ چکے ہیں۔ اور (ابھی) ان کے لئے دکھ دینے والا عذاب (تیار ہے)

جب یہودیوں اور منافقوں کی سازشیں پایہ تکمیل تک پہنچ گئیں تو یہودیوں کے قبیلہ بنو نضیر نے جنگ کی ابتدا کی (۶) یہودیوں کے اس قبیلہ کے نام پر ہی اس جنگ کا نام جنگ بنو نضیر رکھا گیا۔ یہودیوں کے قبیلے بنو قینقاع اور بنو قریظہ اس جنگ میں شریک تھے (۷)

اللہ رب العزت نے تو پہلے ہی بتلا دیا تھا کہ یہودی قلعہ بند ہوں گے۔ منافقین نے انہیں کسی قسم کی بھی امداد فراہم نہ کی۔

**وظنوا انھم ما نعتھم حصونھم من اللہ (۸)**

اور وہ لوگ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ ان کے قلعے ان کو خدا (کے عذاب) سے

بچا لیں گے۔

مسلمانوں نے بحکم الٰہی جنگی نقطہ نظر سے کچھ کھجوروں کے درخت کاٹ ڈالے اور کچھ نذر آتش کر دیئے اور کچھ کو ویسے ہی چھوڑ دیا (۹)

**ما قطعتم من لینتہ او ترکتموھا قائمتہ علی اصولھا فباذن اللہ ولیخزی الفاسقین○ (۱۰)**

(مومنو) کھجور کے جو درخت تم نے کاٹ ڈالے یا ان کو اپنی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا سو خدا کے حکم سے تھا اور مقصود یہ تھا کہ وہ نافرمانوں کو رسوا کرے۔

معلوم ہوتا ہے پیغمبر خدا میدان جنگ ہو یا حالت امن' اس میں اپنی من مانی نہیں کیا کرتے تھے' بلکہ وہی کام کرتے جس کا آپ کو اللہ کی جانب سے حکم ہوتا تھا۔

جب خدائی فوج نے درختوں کو نذر آتش کیا تو مداح رسولؐ حضرت حسان بن ثابت کی زبان سے بے ساختہ یہ شعر نکلا۔

**و ھان علی سراۃ بنی لوی**

**حریق بالبویرۃ مستطیر**

سرداران بنی لوی (یعنی قریش) کے لئے باعث شرم ہے کہ بویرہ میں آگ لگ رہی ہے جس کی چنگاریاں دور دور تک جا رہی ہیں (لیکن اس کے باوجود قریش اپنے دوستوں کی مدد نہیں کرتے)

قریش کی طرف سے ابو سفیان بن حارث نے جواب میں دو شعر کہے:

**آد ام اللہ ذلک من صنیع**

**وحرق فی نواحیھا السعیر**

**ستعلم اینا منھا بنزہ**

**وتعلم ای ارضینا تضیر**

اللہ یہ آگ ہمیشہ جلائے رکھے اور اس کے اطراف جہنم جلتی رہے۔

جلد ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون اس آگ سے دور ہے اور کون سی زمین کو نقصان پہنچتا ہے (۱۱)

بدباطن قوم یہود نے جنگ تو چھیڑ دی لیکن مقابلہ کرنے کی جرات نہ کر سکے۔ اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو بغیر لڑائی کئے فتح و کامرانی سے نوازا۔

**و لکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء واللہ علی کل شئی قدیر○ (۱۲)**

لیکن خدا اپنے پیغمبروں کو جن پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ فتح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کو جلا وطن کر دیا۔ ان کے ساتھ بنو قینقاع کو بھی مدینہ منورہ سے نکال دیا۔ قبیلہ بنو قریظہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا انہیں مدینہ میں رہنے کی اجازت دے دی (۱۳)

**ھو الذی اخرج الذین کفروا من اھل الکتب من دیارھم لاول الحشر ماظننتم ان یخرجوا وظنوا انھم مانعتھم حصونھم من اللہ فاتھم اللہ من حیث لم یحتسبوا وقذف فی قلوبھم الرعب یخربون بیوتھم بایدیھم وایدی المومنین فاعتبروا یاولی الابصار○ ولو لا ان کتب اللہ علیھم الجلاء لعذبھم فی الدنیا ولھم فی الاخرۃ عذاب النار○ (۱۴)**

وہی ہے جس نے اہل کتاب کافروں کو پہلے ہی ہلے میں ان کے گھروں سے نکال باہر کیا۔ تمہیں ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ بھی سمجھے بیٹھے تھے کہ ان کی گڑھیاں انہیں اللہ سے بچا لیں گی مگر اللہ ایسے رخ سے ان پر آیا جدھر کا خیال بھی نہ کیا گیا تھا۔ اس نے ان کے دلوں پر رعب ڈال دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے بھی اپنے گھروں کو برباد کر رہے تھے اور مومنوں کے ہاتھوں سے بھی برباد کروا رہے تھے۔ پس عبرت حاصل کرو' اے دیدہ بینا

رکھنے والو! اگر اللہ نے ان کے حق میں جلا وطنی نہ لکھ دی ہوتی تو دنیا ہی میں وہ انہیں عذاب دے ڈالتا' اور آخرت میں تو ان کے لئے دوزخ کا عذاب ہے ہی۔

جب بھی کوئی قوم جہاد کی غرض سے نکلتی ہے اور ان کا مطمع نظر اعلاء کلمتہ اللہ ہو تو قدرت ان کی اعانت و نصرت ضرور فرماتی ہے اور انہیں بے آسرا و بے سہارا ہرگز نہیں چھوڑتی۔ قوم یہود جنہیں اپنی دولت اور دفاعی نظام پر گھمنڈ تھا۔ مدینہ کے اندر گڑھیاں بنا کر رہتے تھے۔ ان کے لئے یہ وسائل فتنہ کی صورت اختیار کر گئے' بجائے اس کے کہ وہ خدا داد نعمتوں کی قدر کرتے انہوں نے کفران نعمت کیا۔ آپؐ اور آپ کے ماننے والوں کو رسوا کرنے کے منصوبے بناتے رہتے تھے۔ ان کے ذہن کے کسی گوشے میں بھی یہ بات نہ تھی کہ ہمارے خلاف کوئی ایکشن لیا جا سکتا ہے۔ آخر وہ قوم حرکت میں آتی ہے جس نے آپؐ کے ہاتھ پر موت و حیات کی بیعت کی تھی' انہیں مجبور کر دیتی ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ تم اس لائق نہیں کہ یہاں رہ سکو۔ تمہاری بربادی کے فیصلے ہو چکے ہیں۔ آخر وہی منکر رسالت اپنے ہی ہاتھوں سے مکانوں کو مسمار کرتے ہیں۔ کیا اللہ نے ان یہودیوں کو قیامت تک کے لئے درس عبرت نہیں بنا دیا تھا؟

آج امت مسلمہ منقبت و ذلت میں گھری ہوئی ہے۔ دنیا میں کوئی قوم بھی اس قدر مظلوم نہیں جس قدر یہ امت مرحومہ ہے۔ مسلمان پوری دنیا میں مٹ رہے ہیں قوم یہود پورے عروج پر ہے۔ آج قوموں کے مقدر کے فیصلے اس مغضوب اور ضال قوم کے ہاتھوں میں ہیں۔ اس صفحہ ہستی پر کوئی صاحب اقتدار ان کی مرضی کے خلاف دم نہیں مار سکتا۔ مسلمانو! کیا تمہیں یہودیوں کی بستیاں اجڑتی نظر آرہی ہیں؟ کل کی بات ہے جب انہیں والی بطحاء کے سامنے قیدی مجرموں کی صورت پابہ زنجیر پیش کیا گیا۔ اور وہ بے بس کھڑے تھے انہیں اپنے جرائم کا یقین تھا۔ صحابی رسولؐ عبادہ بن صامت منصف تھے۔ عبادہ کہہ رہے تھے

اے بنو قینقاع تم مدینہ چھوڑ دو۔ گھریلو اشیاء صرف جس قدر لے جا سکتے ہو اٹھا لے جاؤ البتہ آلات حرب ساتھ نہیں لے جا سکتے۔ انہوں نے گھروں کی کھڑکیاں اور دروازے تک اکھیڑ لئے۔ حضرت عبادہ بن صامت نے انہیں مدینہ سے باہر ذباب نامی پہاڑ تک پہنچایا اور وہ شام کی طرف چل دیئے۔

ایک مرتبہ قوم یہود سرزمین حجاز میں مدینہ اور خیبر کے گلی کوچے میں ذلیل و رسوا ہوئے۔ ان کے گھربار اجڑ گئے عزتوں اور رفعتوں نے ان کے گھروں سے کوچ کر لیا۔ رحمتوں اور عزتوں نے مسلمانوں کے گھروں میں ڈیرے ڈال دیئے۔ یہ سب کچھ جہاد کی برکتوں کے موجب تھا۔ مسلمانو! آج تمہیں پہاڑ پکارتے ہیں' بر و بحر دعوت عمل دے رہے ہیں' دیبل کی بندرگاہ کسی محمد بن قاسم کی تلاش میں ہے۔ اور سمندروں کی موجیں کسی طارق بن زیاد کی کھوج میں ہیں۔ کشمیری عوام' بوسنیا' اور فلپائن کے باشندے ضیاء الحق کے تدبر کے متلاشی ہیں۔ کلکتہ اور دہلی کے بازار حسن میں بیٹھنے والیاں وہی مسلمان بیٹیاں جنہیں تم ہندوستان چھوڑ آئے تھے مسلمانو! وہ تمہاری ہی بیٹیاں ہیں تم ذرا انہیں پہچاننے کی کوشش تو کرو وہ تمہارے ہی خون ہیں ان کی آہوں اور چیخوں سے تمہارے دل کیوں نہیں پھٹتے؟ مسلمانو!اٹھو کفار' یہود و ہنود کی قوت کو پاش پاش کر دو اگر تم آج نہ اٹھے تو تم دنیا سے مٹ جاؤ گے مسجد اقصیٰ اور بابری مسجد تمہیں کبھی معاف نہیں کریں گی۔ جہاد کے بغیر ممکن ہی نہیں کہ تم دنیا و آخرت کی فلاح پا جاؤ۔

قرآن کی روشنی میں دیکھئے جنگ کے کیا نتائج مرتب ہوتے ہیں۔

**ولیخزی الفسقین○ (۱۵)**

کہ وہ نافرمانوں کو رسوا کر لے۔

**اخرج الذین کفروا○ (۱۶)**

اہل کتاب کی جلا وطنی

یخربون بیوتھم○ (۱۷)

گھروں کی بربادی ان کے اپنے ہی ہاتھوں سے

وما افاء اللہ علی رسولہ (۱۸)

## مومنین کی خوش حالی

یہودیوں کی بہت سی املاک مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں۔ کیونکہ یہ املاک بغیر لڑائی کے مسلمانوں کے ہاتھ آئیں اس لئے ان کو مجاہدین میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ان املاک کا مصرف قرآن نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

وما افاء اللہ علی رسولہ منھم فما او جفتم علیہ من خیل ولا رکاب ولکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء واللہ علی کل شئی قدیر○ ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری فللہ وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب○ للفقراء المھجرین الذین اخرجوا من دیارھم و اموالھم یبتغون فضلا" من اللہ و رضوانا و ینصرون اللہ و رسولہ اولئک ھم الصادقون ○ والذین تبوء الدار و الایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم و لا یجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا و یوثرون علی انفسھم و لو کان بھم خصاصۃ و من یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون○ (۱۹)

اور جو مال اللہ نے ان کے قبضے سے نکال کر اپنے رسول کی طرف پلٹا دیئے وہ ایسے مال نہیں ہیں جن پر تم نے اپنے گھوڑے اور اونٹ دوڑائے ہوں' بلکہ اللہ اپنے رسولوں کو جن پر چاہتا ہے تسلط عطا فرما دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ بستیوں کے لوگوں سے اپنے رسول کی طرف پلٹا

دے وہ اللہ اور رسولؐ اور رشتے داروں اور یتامی اور مساکین اور مسافروں کے لئے ہے تاکہ وہ تمہارے مالداروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے۔ جو کچھ رسولؐ تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روک دے اس سے رک جاؤ۔ اللہ سے ڈرو اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ (نیز وہ مال) ان غریب مہاجرین کے لئے ہے جو اپنے گھروں اور جائیدادوں سے نکال باہر کئے گئے ہیں۔ یہ لوگ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی حمایت پر کمربستہ رہتے ہیں۔ یہی راست باز لوگ ہیں۔ (اور وہ ان لوگوں کے لئے بھی ہے) جو ان مہاجرین کی آمد سے پہلے ہی ایمان لا کر دار الہجرت میں مقیم تھے۔ یہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آئے ہیں اور جو کچھ بھی ان کو دے دیا جائے ان کی کوئی حاجت تک یہ اپنے دلوں میں محسوس نہیں کرتے۔

**والذین جاء و من بعدهم یقولون ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین اٰمنوا ربنا انک روف رحیم○ (۲۰)**

(اور وہ ان لوگوں کے لئے بھی ہے) جو ان اگلوں کے بعد آئے ہیں، جو کہتے ہیں کہ ہم "اے ہمارے رب ہمیں اور ہمارے ان سب بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لئے کوئی بغض نہ رکھ، اے ہمارے رب، تو بڑا مہربان اور رحیم ہے۔

یہ مال جو بطور فی (یعنی بغیر جنگ) کے حاصل ہوا تھا، اس میں سے کچھ مال خالصتاً" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا۔ پھر بھی اس میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کو بہت کچھ دیا۔ باقی جو بچتا اس میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کو پورے سال

کا خرچ دے دیا کرتے تھے۔ اس کے بعد جو بچتا تھا اس کو اللہ کے راستے میں خرچ کر دیا کرتے تھے' اس سے سامان جنگ خریدتے تھے (۲۱) ان اموال میں باغ فدک بھی شامل تھا۔

فدک کے بارے میں آپؐ کا فرمان ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں' ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ ہاں اس مال میں سے آل محمدؐ (یعنی ازواج مطہرات وغیرہ) اپنے گزارے کے لئے لے سکتے ہیں۔ (۲۲)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ یا تفسیر کا وہ واقعہ جس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ فدک حضرت فاطمہؓ کو دے دیا تھا بالکل لغو ہے۔

انصار نے کھجوروں کے جو باغات آپؐ کی تحویل میں دے رکھے تھے' بنو نضیر کی فتح کے بعد وہ باغات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو واپس کر دیئے۔ (۲۳)

# حواشی جنگ بنو نضیر

۱۔ سورۃ حشر آیت ۴

۲۔ ایضاً" آیت ۱۱

۳۔ سورہ الحشر آیت ۱۱، ۱۲

۴۔ ایضاً" ۱۳، ۱۴

۵۔ سورۃ حشر آیت ۵

۶۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن ابن عمرؓ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب جواز قطع الاشجار

۷۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن ابن عمر

۸۔ سورۃ حشر آیت ۲

۹۔ کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر

۱۰۔ سورۃ حشر آیت ۵ ۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر

۱۱۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن ابن عمرؓ ابن ماجہ میں ابن عمر سے اوپر والے دونوں شعر مروی ہیں

۱۲۔ سورۃ حشر آیت ۶

۱۳۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر

۱۴۔ سورۃ حشر آیت ۲، ۳

۱۵۔ سورۃ الحشر آیت ۵

۱۶۔ ایضاً" ۲

۱۷۔ ایضاً" ۲

۱۸۔ ایضاً" ۲

۱۹۔ ایضا ٦ تا ۹

۲۰۔ سورۃ الحشر آیت ۱۰

۲۱۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد باب حکم الفی

۲۲۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن ابی بکرو صحیح مسلم کتاب الجہاد باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم **ما ترکنا فھو صدقتہ**

۲۳۔ کتاب فرض **الخمس** باب کیف قسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم **قریظتہ** عن انس وکتاب المغازی صحیح بخاری۔

# جنگ احد

بدر کی شکست نے اہل مکہ کو آتش زیر پا کر دیا تھا۔ کوئی ایسا گھرانہ باقی نہ رہا تھا جہاں ماتم بپا نہ ہو۔ کسی کا والد' کسی کا جگر گوشہ' کسی کا بھائی یا کوئی نہ کوئی رشتہ دار ضرور بدر کی بھینٹ چڑھ چکا تھا' جو سردار گرفتار ہوئے ذلت سے دو چار تھے ان کا سربہا اڑھائی لاکھ درہم دینا پڑا۔ تازہ ترین واقعہ یوں رونما ہوا کہ کفار مکہ نے عراق کے راستے تجارت بحال کرنا چاہی تو وہاں بھی مسلمانوں نے چھاپہ مارا اور ایک لاکھ درہم کی مالیت کی چاندی ہاتھ سے جاتی رہی نہ یہ راستہ محفوظ نہ وہ راستہ۔ لے دے کر اب تجارت حبشہ اور یمن کے راستے باقی رہ گئی تھی۔ حبشہ سے تجارت میں شام کے مقابلے میں بہت کم منافع تھا۔ قریش کی سیادت ہر حیثیت سے متاثر ہو رہی تھی۔ دینی اعتبار سے یوں کہ عرب کی ایک بڑی تعداد بت پرستی سے برگشتہ ہونے لگی۔ یہ کعبہ کے متولیوں کی دینی برتری پر ایک ضرب کاری تھی' معاشرتی نقطہ نظر سے اسلام نے غلام کو آزاد کر کے مساوی درجہ دے کر اخوت کی لڑی میں پرو دیا تھا' خونی رشتے کاٹ کر دینی رشتہ مستحکم کر دیا۔ کفار کی عسکری برتری اور افرادی قوت کا بھرم میدان بدر میں کھل چکا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے کیسے کیسے سورما مارے گئے۔ نہ اسلحہ کی برتری کام آئی اور نہ ہی کثرت تعداد' یہ سب عناصر مل کر قریش کے سیاسی اثر و رسوخ کو ٹھیس پہنچا رہے تھے۔ حبشہ کے بادشاہ نے ان کی بات نہ سنی اور مسلمانوں کو اپنے ہاں باعزت طور پر

ٹھہرایا بلکہ خود بھی اسلامی قافلے کا ایک فرد بن گیا' اوس و خزرج جو عرصہ دراز سے یہودیوں کی سازشوں کا شکار تھے' امن و سلامتی کے متلاشی تھے انہوں نے مسلمانوں کو اپنے ہاں مستقل طور پر آباد کیا اور مدینہ مسلمانوں کے لئے ایک اسلامی ریاست کی حیثیت اختیار کر گیا۔ مسلمان یہاں پھل پھول رہے تھے۔ اہل مکہ اور سرداران قریش کے لئے یہ صورت حال بے حد پریشان کن اور راتوں کی نیند اڑانے والی تھی۔ سینے پر سانپ لوٹ رہا تھا' آہوں میں نفرت کا کالا دھواں اور انتقام کی آگ روشن تھی' مکہ کا ہر فرد محسوس کر رہا تھا کہ اگر جلد از جلد مسلمانوں کو نیچا نہ دکھایا گیا تو پھر قریش کی رہی سہی عزت اور وقار بھی خاک میں مل جائے گا۔

مشرکین مکہ نے پورے جوش و خروش کے ساتھ مدینہ پر حملہ کر دیا ارشاد باری ہے۔ **ویاتو کم من فورھم** (۱) اور کافر تم پر جوش کے ساتھ حملہ کر دیں گے۔ حملے کا مقصد مسلمانوں سے جنگ بدر کا بدلہ لینا تھا جیسا کہ ابو سفیان کے الفاظ سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ "آج بدر کا بدلہ ہے"

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خوشخبری و تسلی دی اور ان کی ہمت افزائی فرمائی۔ قران حکیم میں ہے:

**ولقد نصر کم اللہ ببدر وانتم اذلتہ فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون** ○ (۳)

اور خدا نے جنگ بدر میں بھی تمہاری مدد کی تھی اور اس وقت بھی تم بے سرو سامان تھے پس خدا سے ڈرو (اور ان احسانوں کو یاد کرو) تاکہ شکر کرو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی محاذ جنگ پر مسلمانوں کو پوری طرح اطمینان دلایا۔

قرآن حکیم میں ہے:

**اذ تقول للمومنین الن یکفیکم ان یمد کم ربکم بثلثتہ الف من الملئکتہ**

**منزلین○ بلی ان تصبروا وتتقوا ویاتوکم من فورھم ھذا یمددکم ربکم بخمسة الاف من الملٰئکة مسومین○ وما جعله الله الا بشری لکم ولتطمئن قلوبکم به وما النصر الا من عندالله العزیز الحکیم○** (۴)

جب تم مومنوں سے یہ کہہ (کر ان کا دل بڑھا) رہے تھے کہ کیا یہ کافی نہیں کہ پروردگار تین ہزار فرشتے نازل کر کے تمہیں مدد دے۔ ہاں اگر تم دل کو مضبوط رکھو اور (خدا سے) ڈرتے رہو اور کافر تم پر جوش کے ساتھ دفعتاً" حملہ کر دیں تو پروردگار پانچ ہزار فرشتے جن پر نشان ہوں گے تمہاری مدد کو بھیجے گا۔ اور اس مدد کو تو خدا تمہارے لئے (ذریعہ) بشارت بنایا۔ یعنی اس لئے کہ تمہارے دلوں کو اس سے تسلی حاصل ہو۔ ورنہ مدد تو خدا ہی کی ہے جو غالب (اور) حکم والا ہے۔

آپؐ صبح کے وقت مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے جیسا کہ قرآن میں ہے:

**واذ غدوت من اھلک تبوی المومنین** (۵)

اور (اس وقت کو یاد کرو) جب تم صبح کو اپنے گھر سے روانہ ہو کر ایمان والوں کو لڑائی کے لئے مورچوں پر (موقع بہ موقع) متعین کرنے لگے۔

جب آپ احد کے میدان میں پہنچے تو آپ کے ساتھیوں میں سے کچھ (جو منافق تھے) مدینہ واپس چلے آئے (انہوں نے جنگ میں شرکت نہیں کی بلکہ مومنین کی ہمت شکنی کا سبب بنے) مومنوں کے دو قبیلے بنو سلمہ اور بنو حارثہ بزدلی اور پست ہمتی کا شکار ہوئے۔ قرآن میں ہے:

**اذ ھمت طائفتن منکم ان تفشلا والله ولیھما وعلی الله فلیتوکل المومنون○** (۶)

اس وقت تم میں سے دو جماعتوں نے جی چھوڑ دینا چاہا مگر خدا ان کا مددگار تھا اور مومنوں کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

جو منافقین مدینہ چھوڑ کر چلے گئے ان کے متعلق صحابہ کرام میں دو گروہ ہو گئے۔ ان میں سے ایک کہتا تھا کہ ہم منافقین سے جنگ کریں گے دوسرا کہتا تھا کہ ہم ان سے جنگ نہیں کریں گے۔ اللہ نے بصورت خفگی ارشاد فرمایا:

فمالکم فی المنفقین فئتین واللہ ارکسھم بما کسبوا ○ (۷)

(اے مومنو!) تو کیا سبب ہے کہ تم منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہو رہے ہو حالانکہ خدا نے ان کو ان کے کرتوتوں کے سبب اوندھا کر دیا ہے۔

جنگ کی صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اندازوں کا ایک پیدل دستہ ایک جگہ متعین فرمایا۔ یہ دستہ پچاس تیر اندازوں پر مشتمل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دستہ پر حضرت عبداللہ بن جبیر کو امیر بنایا۔ ان لوگوں سے آپؐ نے فرمایا "تم یہاں سے نہ ہٹنا اگرچہ تم یہ دیکھو کہ ہماری فتح ہو گئی ہے اور ہم نے دشمن کو پامال کر دیا ہے۔ جب تک میں تم کو خود نہ بلواؤں اور اگر تم دیکھو کہ دشمن ہم پر غالب آگئے ہیں اور پرندے ہمارے جسموں کو نوچ کر لے جا رہے ہیں پھر بھی تم یہاں سے نہ ہٹنا اور ہماری مدد کے لئے نہ آنا حتیٰ کہ میں خود تم کو نہ بلواؤں۔ (۸)

حضرت براء کا بیان ہے اللہ نے کفار کو شکست فاش دی میں نے مشرکین کی عورتوں کو دیکھا کہ وہ میدان جنگ سے بھاگنے کے لئے پہاڑوں پر چڑھنے لگیں۔ عبداللہ بن جبیر سے ان کے تیر انداز ساتھیوں نے کہا عبداللہ تمہارے اصحاب دشمنوں پر غالب آگئے ہیں۔ اب تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو آگے بڑھ کر مال غنیمت لے لو۔ عبداللہ بن جبیر نے کہا تم بھول گئے ہو جو آپؐ نے تم سے کہا تھا' انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم تو جائیں گے اور مال غنیمت کا مال لیں گے وہ گئے اللہ نے ان کے منہ پھیر دیئے اور ان کو شکست ہوئی۔ (۹)

احد پہاڑ مسجد نبوی سے کوئی ساڑھے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ مدینہ

کے شمالی مضافات میں کوئی چار یا پانچ میل کے رقبہ میں خط مستقیم مشرق سے مغرب کی طرف پھیلا ہوا ہے اس کے اطراف چکر لگایا جائے تو پوری مسافت پانچ میل کی بنتی ہے۔ مدینہ سے دیکھو تو یہ پہاڑ سرخ رنگ کا نظر آتا ہے۔ جس پر کوئی سبزہ وغیرہ نہیں دکھائی دیتا قرب و جوار کے پہاڑی سلسلوں میں یہ الگ تھلگ پہاڑ ہے۔ اس کا سلسلہ ہائے کوہ میں منفرد ہونا اس نام کی وجہ تسمیہ ہے۔ پہاڑ پر کئی مقامات ایسے ہیں جہاں بارش کا پانی قدرتی طور پر حوض کی طرح جمع ہو جاتا ہے۔ احد کے جنوبی سمت میں بیچ میں ایک نعل نما حصہ ہے۔ اس کی زمین اونچی ہے۔ دامن جبل کے میدان کے بعد وادی قناۃ ہے۔ وادی قناۃ میں بہنے والا دریا عاقول کی قدرتی جھیل کو لبریز کرتا ہوا ینسوع کے قریب بحر احمر میں جاگرتا ہے۔ بارش میں اس دریا کا بہاؤ مشرق سے مغرب کی سمت ہوتا ہے۔ وادی قناۃ کے اس طرف ایک چھوٹی سی پہاڑی جبل العینین (دو چشموں کی پہاڑی) واقع ہے۔ چونکہ اس کے شمال میں دو چشمے تھے اس لئے یہ نام پڑ گیا۔ اسی مقام پر لڑائی کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس تیر اندازوں کو متعین فرما دیا تھا۔ جب سے اس کا نام "جبل الرماۃ" یعنی تیر اندازوں کی پہاڑی پڑ گیا۔

جب دونوں فوجیں میدان احد میں اتر آئیں اور ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہو گئیں تو کفار کی طرف سے سباع نامی ایک شخص مقابلہ کے لئے نکلا۔ اس نے کہا مجھ سے کون مقابلہ کرے گا؟ حضرت حمزہؓ مقابلہ کے لئے نکلے اور کہا "اے سباع! اے ام انمار کے بیٹے (جو عورتوں کے ختنے کیا کرتی تھی) کیا تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتا ہے؟" یہ کہہ کر اس پر حملہ کر دیا اور گذشتہ کل کی طرح اسے ختم کر دیا۔ (۱۰)

باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی مسلمانوں نے اللہ کے وعدہ کے مطابق کفار کو دھڑا دھڑ قتل کرنا شروع کر دیا۔

**ولقد صدقکم اللہ وعدہ اذ تحسونھم○ (۱۱)**

اور بے شک اللہ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دیا جب تم اس کے حکم سے انہیں قتل کرتے تھے۔

**من بعد ما اراکم ما تحبون○ (۱۲)**

اس کے بعد اللہ تمہیں دکھا چکا تھا تمہاری پسندیدہ چیز۔

کفار شکست کھا کر بھاگنے لگے۔ ان کی عورتوں کی حالت نہایت ناگفتہ بہ تھی۔ پنڈلیوں سے دامن اٹھائے تیزی سے پہاڑ کی طرف بھاگ رہی تھیں اور پنڈلیاں کھل جانے کی وجہ سے ان کی پازیبیں نظر آ رہی تھیں۔

"حضرت عبداللہ بن جبیر کے دستہ کے لوگوں نے جب یہ دیکھا تو کہنا شروع کر دیا "مال غنیمت' مال غنیمت" (یہ کہہ کر وہ مال غنیمت لوٹنے کے لئے جانے لگے) حضرت عبداللہ بن جبیر نے انہیں بہت سمجھایا کہ (ایسا نہ کرو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ یہاں سے نہ ہلنا' اور کیا تم بھول گئے ہو کہ تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہا تھا؟ انہوں نے کہا ہم تو ضرور مال غنیمت لوٹیں گے۔ غرض یہ کہ انہوں نے عبداللہ بن جبیر کا کہنا نہ مانا اور مال غنیمت لوٹنے میں مصروف ہو گئے۔ (۱۳)

صحابہ کرام نے کمزوری کا مظاہرہ کیا اور حکم رسول کی تعمیل میں اختلاف کیا اور بالآخر نافرمانی کر بیٹھے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

**حتی اذا فشلتم وتنازعتم فی الامر و عصیتم (۱۴)**

یہاں تک کہ تم نے بزدلی دکھائی (اور اپنے) کام میں اختلاف کیا اور تم نے نافرمانی کی۔

ان میں بعض دنیا کی طلب میں گرفتار ہو گئے اور مال غنیمت لوٹنے میں مصروف ہو گئے۔

**منکم من یرید الدنیا** (۱۵)اور تم میں سے کوئی دنیا کا ارادہ کرتا تھا۔

بعض لوگوں نے نافرمانی نہیں کی اور نہ ہی وہ دنیا کی طلب میں مبتلا ہوئے بلکہ مورچوں میں ڈٹے رہے اور آخرت کی طلب میں لگے رہے۔

**ومنکم من یرید الاخرۃ** (۱٦) اور کوئی تم میں آخرت چاہتا تھا۔

بہرحال طالبان دنیا کی اس نافرمانی کا وبال سب پر پڑا۔ اللہ نے بطور سزا کے مسلمانوں کو مصیبت میں مبتلا کر دیا۔ "**لیبتلیکم**" (۱۷) تاکہ وہ تمہاری آزمائش کرے کافروں کی طرف سے مسلمانوں کا منہ پھیر دیا (**ثم صرفکم عنھم**" (۱۸) پھر اللہ نے تمہارا منہ ان سے پھیر دیا۔ اس افراتفری میں مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچا۔ سب سے پہلے حضرت جابر کے والد شہید ہو گئے۔ (۱۹)

جب مسلمان کفار کی شکست خوردہ فوج کا تعاقب کر رہے تھے تو ابلیس ملعون چلا چلا کر مسلمانوں سے کہنے لگا "اے اللہ کے بندو پیچھے کی خبر تو لو مسلمان یہ سمجھے کہ کفار نے پیچھے سے حملہ کر دیا ہے آگے والے پیچھے کی طرف مڑے اور اپنے ہی آدمیوں سے لڑنے لگے آپس میں گتھم گتھا ہو گئے اور ایک دوسرے کو پہچاننا مشکل ہو گیا۔ حضرت یمانؓ پر مسلمان ٹوٹ پڑے' ان کے لڑکے حضرت حذیفہؓ بہت چلائے کہ "یہ تو میرے والد ہیں لیکن کسی نے ایک نہ سنی اور حضرت یمان کو شہید کر دیا۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا اللہ تمہیں معاف کرے۔ (۲۰)

اس پریشانی کے عالم میں کچھ لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ ان کی اپنی غلطی کے سبب شیطان نے انہیں کمزور کر دیا اور وہ بزدل ہو ئے۔ ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا پریشانی اور افراتفری کا عالم ہو سکتا ہے کہ جب اپنوں ہی کی تلواریں ایک دوسرے کا سر قلم کرنا شروع کر دیں ایسے وقت میں یقیناً ہر شخص اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرے گا۔

یہ بھاگنے والے اسی پیدل دستے کے افراد تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جبیر کی ماتحتی میں متعین فرمایا تھا۔ (۲۱)

میدان جنگ سے پیٹھ پھیرنے والوں کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

**ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعن انما استزلھم الشیطن (۲۲)**

جو لوگ تم میں سے (احد کے دن) جب کہ (مومنوں اور کافروں کی) دو جماعتیں ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئیں (جنگ سے) بھاگ گئے۔ تو ان کے بعض افعال کے سبب شیطان نے ان کو پھسلا دیا۔

یہ لوگ بھاگے ہی چلے جا رہے تھے مڑ کر نہیں دیکھتے تھے حالانکہ رسول خدا میدان جنگ میں کھڑے انہیں آوازیں دے رہے تھے' صحابہ پر دہشت طاری تھی انہوں نے کچھ بھی نہ سنا اس لئے کہ ان پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔ قرآن حکیم میں ہے:

**اذ تصعدون ولا تلون علی احد والرسول یدعوکم فی اخرکم فاثابکم غما بغم لکیلا تحزنوا علی ما فاتکم ولا ما اصابکم (۲۳)**

جب تم لوگ دور بھاگے جاتے تھے اور کسی کو پیچھے پھر کر نہیں دیکھتے تھے اور رسول اللہ تم کو تمہارے پیچھے کھڑے بلا رہے تھے کہ خدا نے تم کو غم پر غم پہنچایا تاکہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہی یا جو مصیبت تم پر واقع ہوئی اس سے کم اندوہناک نہ ہو۔

اس افراتفری کے عالم میں آپؐ کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے۔ (۲۴)

ایک گروہ کے خیالات اللہ تعالٰی نے یوں بیان فرمائے ہیں:

**وطائفتہ قد اھمتھم انفسھم یظنون باللہ غیر الحق ظن الجاھلیتہ یقولون ھل لنا من الامر من شی قل ان الامر کلہ للہ یخفون فی انفسھم ما لا یبدون لک یقولون لو کان لنا من الامر شئی ما قتلنا ھھنا قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیھم القتل الی مضاجعھم ولیبتلی اللہ ما فی**

صدورکم ولیمحص ما فی قلوبکم واللہ علیم بذات الصدور○ (۲۵)

اور ایک گروہ تھا (منافقوں کا) جو اپنی جانوں کے غم میں پڑے ہوئے تھے اور وہ اللہ پر ناحق بدگمانی کرتے تھے جاہلیت کی سی بدگمانی۔ وہ کہتے تھے کہ کیا اس کام میں ہمارے لئے بھی کچھ ہے؟ آپ فرما دیں بے شک سب کام اللہ ہی کے لئے ہے۔ چھپاتے ہیں اپنے دلوں میں وہ چیز جو تم پر ظاہر نہیں کرتے۔ کہتے ہیں کاش ہمارا کچھ اختیار ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ کئے جاتے۔ فرما دیجئے اگر تم اپنے گھروں میں (بھی) ہوتے تو جن لوگوں کا قتل کیا جانا لکھا جا چکا تھا وہ اپنی قتل گاہوں کی طرف ضرور نکل آتے اور (یہ) اس لئے (ہوا) کہ اللہ تمہارے دلوں کی بات آزمائے اور (شیطانی وسوسوں سے) تمہارے دلوں کو صاف کر دے اور اللہ دلوں کی بات خوب جانتا ہے۔

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ وہ ہتھیار پہنے ہوئے تھا۔ اس نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ میں لڑوں یا اسلام قبول کروں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام لاؤ پھر لڑو۔ وہ شخص مسلمان ہو گیا۔ پھر وہ جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے عمل کم کیا اور اجر بہت پایا۔ (۲۶)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ عمرو بن اقیش نے لوگوں سے ایام جاہلیت کا سود لینا تھا' اس نے اسلام قبول کرنا ناپسند کیا حتیٰ کہ وہ لوگوں سے اپنا سود وصول کر لے کیونکہ اسلام لانے سے سود ساقط ہو جاتا ہے۔ پھر وہ جنگ کے دن آئے پوچھا میرے چچا کے بیٹے کہاں ہیں لوگوں نے کہا احد میں پوچھا فلاں کہاں ہے پھر اس نے کہا فلاں کہاں ہے لوگوں نے کہا احد میں' انہوں نے زرہ پہنی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے پھر وہ ان کی طرف احد میں چل دیئے۔ جب مسلمانوں نے اسے احد کی طرف آتے ہوئے دیکھا کہا عمرو تم ہم سے دور رہو۔ اس نے کہا

میں ایمان لایا ہوں' پھر وہ لڑے اور لڑتے لڑتے زخمی ہو گئے اسے زخمی حالت میں ان کے گھر پہنچا دیا گیا۔ حضرت سعد بن معاذ ان کے پاس آئے انہوں نے اس کی ہمشیرہ سے کہا اپنے بھائی سے پوچھو تم کیوں لڑے اپنی قوم کی غیرت سے یا غصے سے یا اللہ کے لئے غصہ کر کے لڑے انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول کے لئے غصہ کر کے لڑا تھا پھر وہ فوت ہو گئے اور جنت میں گئے حالانکہ انہوں نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی۔ (۲۷)

حضرت انسؓ بن نضر کہا کرتے تھے کہ "بدر کے روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی لڑائی میں شریک نہ ہو سکا' اگر اللہ نے آئندہ جنگ کا موقع دیا تو اللہ دیکھے گا کہ میں کیا کرتا ہوں" جنگ احد میں مسلمانوں میں انتشار کی سی کیفیت پیدا ہوئی تو کہنے لگے "اے اللہ جو کچھ مسلمانوں نے کیا میں تجھ سے اس کی معافی چاہتا ہوں اور جو کچھ مشرکین نے کیا ہے اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ پھر اپنی تلوار لے کر آگے بڑھے۔ حضرت سعد بن معاذ سے ملاقات ہوئی۔ کہنے لگے اے سعدؓ تم کہاں جا رہے ہو مجھے تو احد پہاڑ کے سامنے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔ پھر وہ آگے بڑھے لڑے اور شہید ہو گئے۔ (۲۸)

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہوئے لڑ رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر حضرت سعد کو دیئے اور فرمایا اے سعدؓ تم پر میرے ماں باپ قربان تیر چلائے جاؤ۔

حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمی تھے جو بڑی شدت کے ساتھ آپ کی طرف سے جنگ کر رہے تھے۔ وہ سفید کپڑوں میں ملبوس تھے میں نے ان کو نہ کبھی اس سے پہلے دیکھا تھا اور نہ ہی کبھی بعد میں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا وہ جبریل اور میکائیل تھے۔ (۲۹)

جنگ شدت سے جاری تھی۔ دوران جنگ بعض اوقات ایسے بھی آئے کہ ان میں رسول اللہ کے پاس سوائے سعدؓ اور طلحہ کے کوئی نہیں رہا'(۳۰) کوئی لڑتا ہوا کہیں نکل گیا اور کوئی کہیں۔

حضرت زبیرؓ بن العوام فرماتے ہیں کہ احد کی لڑائی کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر دو زرہیں تھیں' یہ پہنے ہوئے آپ ایک چٹان پر چڑھنے کے لئے اٹھے مگر چڑھ نہ سکے۔ آپ نے اپنے نیچے طلحہ کو بٹھایا اور ان پر چڑھ کر چٹان پر پہنچے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ طلحہ نے واجب کر لیا (یعنی اس کے لئے جنت واجب ہو گئی) (۳۱)

حضرت طلحہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے کے لئے اپنے ہاتھ کو سپر بنا لیا (ان تیروں سے جو تیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آرہے تھے ان کو اپنے ہاتھ پر روکتے رہے) حتیٰ کہ ان کا ہاتھ شل ہو گیا۔ (۳۲)

جب لوگ ادھر ادھر پھیل گئے تو حضرت ابو طلحہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آگئے۔ پھر آپؐ کے سامنے اپنی ڈھال لگا کر کھڑے ہو گئے (اور تیروں کو اپنی ڈھال پر روکتے رہے) حضرت ابو طلحہ بہت بڑے تیر انداز تھے کمان کو بڑی شدت کے ساتھ کھینچتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے ہاتھ سے دو کمانیں ٹوٹ گئیں۔ اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے گذرتا اور اس کے ترکش میں تیر موجود ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے فرماتے کہ ان تیروں کو ابو طلحہ کے لئے چھوڑ جاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گردن اونچی کر کے بار بار کفار کی طرف دیکھتے۔ حضرت ابو طلحہؓ عرض کرتے۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپؐ اونچے ہو کر نہ دیکھیں' ایسا نہ ہو کہ کوئی تیر آپ کو لگ جائے (میں تو چاہتا ہوں) "تیر میرے سینے پر لگے نہ کہ آپ کے سینے پر" (۳۳)

غزوۂ احد میں جب مسلمانوں کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ نکلے' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم انصاریوں کے ساتھ ایک کونہ میں تھے! ان میں طلحہ بن عبیداللہ بھی تھے مشرکین نے انہیں اس خیال سے گھیرا کہ وہ تھوڑے سے آدمی ہیں لہٰذا انہیں مار دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر ارشاد فرمایا ! ان کی طرف سے کون جہاد کرے گا! طلحہ نے عرض کیا میں ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ! تم اپنے حال پر رہو' ایک انصاری شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میں! تو پھر آپؐ نے فرمایا جاؤ' تو پھر وہ لڑا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا' بعدازاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قوم کی طرف سے کون جہاد کرے گا۔ طلحہؓ نے کہا میں۔ حضور نے فرمایا ٹھہرا رہ' پھر ایک انصاری نے کہا کہ میں تو حضورؐ نے فرمایا جاؤ' وہ لڑا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ بعدازاں حضور مسلسل فرماتے رہے اور ایک ایک مرد انصاری لڑائی کے لئے نکلتا چلا گیا! اور شہید ہوتا رہا' یہاں تک کہ فقط حضور صلی اللہ علیہ سلم اور طلحہ باقی رہ گئے' اس وقت آپؐ نے فرمایا اب جہاد کون کرے گا؟ حضرت طلحہؓ نے عرض کیا میں' بعدازاں حضرت طلحہؓ نے بھی گیارہ اشخاص کی طرح جہاد فرمایا' حتیٰ کہ آپ کے دست مبارک پر ایک ضرب لگی اور ان کی انگلیاں کٹ گئیں' آپ نے کلمہ درد کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا' جب تجھے زخم لگا تھا تو اگر اس وقت بسم اللہ کہتا تو فرشتے تجھے اٹھا لیتے اور لوگ دیکھتے رہتے' بعدازاں اللہ رب العزت نے مشرکوں کو پھیر دیا۔ (۳۴)

جب جنگ شدت اختیار کر گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا اور یہ تلوار مجھ سے کون لیتا ہے؟ سب نے ہاتھ پھیلا دیئے۔ ہر ایک نے کہا میں لیتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کون اسے لے کر اس کا حق ادا کرے گا؟ یہ سن کر سب پیچھے ہٹ گئے (انہیں

خدشہ ہوا کہ وہ اس کا حق ادا نہ کر سکیں) حضرت ابو دجانہؓ سماک بن خرشہ نے کہا "میں اسے لے کر اس کا حق ادا کروں گا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار انہیں دے دی' انہوں نے تلوار لے کر کفار پر پوری طاقت کے ساتھ حملہ کیا اور بہت سے کافروں کے سر پھاڑ دیئے (۳۵)

کوئی ابو دجانہ کو دیکھتا تو موت کے منہ میں آنکھیں ڈال کر لڑنے کا مطلب سمجھتا کہ آپ کس قدر دلیری اور جواں مردی کے ساتھ دشمنوں کی صفوں میں گھس گئے' دشمنوں کی کثرت کو خاطر میں نہ لائے۔ ماتھے پر سرخ پٹی باندھ لی۔ یہ سرخ پٹی مشرکوں کے لئے موت کی پگڑی تھی۔ جو دشمن بھی سامنے آیا اسے واصل جہنم کیا۔ ان کی معرکہ آرائی نے کفار میں ہلچل مچا دی۔ انہوں نے شمشیر رسولؐ کا حق ادا کر دیا ان کی زبان پر یہ رجز تھے۔

میں وہی ہوں جس سے میرے حبیب' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درختوں کے قریب پہاڑ کے دامن میں عہد و پیمان لیا تھا! میں کھڑے ہو کر آخری صف تک مقابلہ کرتا رہوں گا اللہ اور اس کے رسول کی تلوار برابر چلاتا رہوں گا!

آپؓ صفوں کو چیرتے ہوئے کفار کی گردنوں سے کھیلتے ہوئے آخری صف تک پہنچ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ کوئی شخص کفار کو مسلمانوں کے خلاف لڑائی کے لئے ابھار رہا ہے۔ تیزی سے اس کی طرف لپکے تلوار لہرائی تو چیخ اٹھی میں عورت ہوں۔

حضرت حمزہؓ پوری جرات و جواں مردی کے ساتھ لڑ رہے تھے' انہوں نے جنگ بدر میں طعیمہ بن عدی بن خیار کو قتل کیا تھا۔ طعیمہ کے بھتیجے جبیر بن مطعم نے چاہا کہ حضرت حمزہؓ سے انتقام لے' اس نے اپنے غلام وحشی سے کہا تھا' اگر تم میرے چچا طعیمہ کے بدلہ میں حمزہ کو قتل کر دو تو تمہیں آزاد کر دوں

گا۔ آزادی کی لالچ میں وحشی جنگ احد میں شریک ہوئے اور پتھر کے پیچھے چھپ کر حضرت حمزہ کی گھات میں بیٹھ گئے۔ لڑتے لڑاتے جب حضرت حمزہ وحشی کے قریب سے گزرے تو وحشی نے انہیں اپنا ہتھیار پھینک کر مارا اور ان کی ناف کے نیچے پھالا رکھ کر اس زور سے دبایا کہ ان کے دونوں کولہوں کے پار ہو گیا۔ زخم اتنا شدید تھا کہ حضرت حمزہ جانبر نہ ہو سکے اور ان کی وفات ہو گئی۔ (۳۶)

رسول اللہ ؐ بھی اس جنگ میں شدید زخمی ہوئے۔ آپ کا سامنے والا ایک دانت بھی ٹوٹ گیا۔ شدت ضرب سے سر مبارک پر خود ٹوٹ گیا اور چہرہ انور بھی زخمی ہو گیا (۳۷) اور خون بہنے لگا۔ حضورؐ خون صاف کرتے جاتے فرما رہے تھے۔ وہ قوم کیونکر فلاح پا سکتی ہے جو اپنے نبی کے چہرے کو رنگین کر دے۔ حالانکہ وہ تو انہیں کے رب کی طرف بلا رہا ہے۔ اللہ نے فرمایا۔ اے رسولؐ آپؐ کو فکر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ہو سکتا کہ اللہ ان کی توبہ قبول فرمائے اور یہ لوگ مسلمان ہو جائیں' یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ ان کو عذاب میں مبتلا کر دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔ (۳۸)

گھمسان کا رن پڑا مشرکین نے اپنی تمام قوتوں کو بدر کا بدلہ لینے کے لئے احد میں جھونک دیا تھا۔ مسلمان شدید آلام و مصائب میں گھر گئے' جلیل القدر صحابہ شہید ہوئے' جس کی وجہ سے مسلمانوں کو بے پناہ صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی ایک جماعت پر غنودگی طاری کر دی' غنودگی کی وجہ سے دہشت اور گھبراہٹ دور ہو گئی' صحابہ کرام پھر ترو تازہ ہو گئے۔

**ثم انزل علیکم من بعد الغم امنته نعاسا یغشی طائفته منکم (۳۹)**

پھر خدا نے غم و رنج کے بعد تم پر تسلی نازل فرمائی (یعنی) نیند کہ تم میں سے ایک جماعت پر طاری ہو گئی۔

اس غنودگی کے عالم میں ابو طلحہؓ کے ہاتھ سے دو تین مرتبہ تلوار گر پڑی' وہ

اٹھاتے تھے اور وہ پھر گر پڑتی تھی۔ (۴۰)

مشرکین میں ایک شخص' جس نے کچھ مسلمانوں کو آگ میں جلایا تھا' اس کو میدان جنگ میں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے فرمایا "تیر مارو" انہوں نے حکم کی تعمیل میں بے پھل کا تیر اسے مارا۔ اور وہ تیر اس شخص کے پہلو میں لگا۔ تیر لگتے ہی وہ گر پڑا اور اس کا ستر کھل گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے قتل کی بڑی خوشی ہوئی۔ آپ اتنا مسکرائے یہاں تک کہ آپ کی کچلیاں نظر آنے لگیں۔ (۴۱)

حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلیم اور ان کے ساتھ انصار کی اور عورتوں کو ساتھ لے جا کر جہاد کیا کرتے تھے۔ یہ عورتیں پیاسوں کو پانی پلاتیں زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ (۴۲)

بخاری شریف میں ہے "صحابہ کرام کافی زخمی ہو چکے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ام سلیمؓ اپنے دامن اٹھائے ہوئے اس حال میں تھیں کہ ان کی پازیبیں دکھائی دے رہی تھیں' اپنی پیٹھ پر مشکیں اٹھا اٹھا کر لاتیں' اور زخمی لوگوں کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں۔ جب مشکیں خالی ہو جاتیں تو پھر جا کر بھر لاتیں۔

حضرت ربیع بنت معوذ اور دوسری مسلمان عورتیں بھی زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں' ان کی خدمت اور مرہم پٹی کر رہی تھیں' زخمیوں اور مقتولین کو مدینہ منتقل کر رہی تھیں۔ (۴۳)

اسی اثناء میں جنگ رک گئی۔ ابو سفیان پہاڑ پر چڑھے اور کہا "کیا اس قوم میں محمدؐ ہیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان کو جواب مت دو" ابو سفیان نے کہا "اس قوم میں ابو بکر بن ابی قحافہ ہیں؟" آپؐ نے فرمایا جواب مت دو" پھر ابو سفیان نے کہا "کیا اس قوم میں عمرؓ بن خطاب ہیں؟" اس کے

بعد ابو سفیان نے کہا "بے شک یہ سب لوگ شہید ہو گئے' اگر زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے" یہ سن کر حضرت عمرؓ کی زبان بے ساختہ یہ الفاظ نکل گئے "اے اللہ کے دشمن تو غلط کہتا ہے۔ اللہ نے تیرے غمگین کرنے والوں کو بچا لیا ہے۔ "ابو سفیان نے کہا' ہبل (بت) کی جے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ کہو اللہ بلند و برتر ہے" ابو سفیان نے کہا "ہماری مددگار عزی (دیوی) ہے اور تمہاری کوئی عزی نہیں" آپؐ نے فرمایا یہ کہو "ہمارا مولیٰ اللہ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں" ابو سفیان نے کہا یہ جنگ بدر کا بدلہ ہے' لڑائی ڈول کی طرح ہوا کرتی ہے (کبھی کسی کا نقصان اور کبھی کسی کا) پھر ابو سفیان نے کہا "تم مقتولین کے اعضاء کٹے ہوئے پاؤ گے' میں نے اس کا حکم نہیں دیا تھا میرے ساتھیوں نے اپنی مرضی سے یہ کام کیا ہے' البتہ میں اسے برا نہیں سمجھتا۔" (۴۴)

اس جنگ میں اگرچہ مومنوں کو کافی نقصان پہنچا لیکن انہوں نے میدان جنگ کو نہیں چھوڑا۔

کچھ لوگوں نے یہ افواہ پھیلا دی کہ مشرکین دوبارہ جمع ہو کر مسلمانوں پر حملہ آور ہونے والے ہیں۔

جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

**الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا وقالوا حسبنا اللہ** (۴۵)

(جب) ان سے لوگوں نے آکر بیان کیا کہ کفار نے تمہارے (مقابلے) کے لئے (لشکر کثیر) جمع کیا ہے تو ان سے ڈرو۔ تو ان کا ایمان اور زیادہ ہو گیا۔ اور کہنے لگے ہم کو اللہ کافی ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سنی کہ کفار پھر حملہ کرنیوالے

ہیں' تو آپؐ نے فرمایا کون کفار کا تعاقب کرے گا؟ اگرچہ مومنین کافی زخمی ہو چکے تھے' تاہم ستر آدمی فوراً تیار ہو گئے' جن میں ابو بکرؓ اور حضرت زبیرؓ بھی شامل تھے' ان لوگوں کے متعلق اللہ نے ارشاد فرمایا:

**الذین استجابوا للہ والرسول من بعد ما اصابھم القرح للذین احسنوا منھم واتقوا اجر عظیم○ (۴۶)**

جنہوں نے باوجود زخم کھانے کے خدا اور رسول کے حکم کو قبول کیا۔ جو لوگ ان میں نیکو کار اور پرہیز گار ہیں ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔ صحابہ کرام نے کفار کا تعاقب کیا تو وہ بھاگ گئے۔

مومنوں کو ڈرایا گیا کہ کافر پھر از سر نو منظم ہو کر تم پر حملہ کرنے والے ہیں' لیکن صحابہ کرام اس پروپیگنڈا سے متاثر ہوئے اور نہ ہی وہ ڈرے' بلکہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر وہ دوبارہ حملہ آور ہوئے تو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں ان کا مقابلہ کروں گا۔ اللہ نے مومنوں کو آئندہ بھی اسی قسم کا مظاہرہ کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا: **انما ذلکم الشیطن یخوف اولیاءہ فلا تخافوھم وخافون ان کنتم مومنین○ (۴۷)**

یہ (خوف دلانے والا) تو شیطان ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے تو اگر تم مومن ہو تو ان سے مت ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرتے رہنا۔

اگرچہ دوران جنگ مسلمانوں کو کافی مصائب کا سامنا کرنا پڑا بالآخر فتح ان ہی کی ہوئی' کفار میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مسلمان میدان جنگ میں ڈٹے رہے' پھر کفار کا تعاقب کیا۔

**لیقطع طرفا من الذین کفروا او یکبتھم فینقلبوا خائبین○ (۴۸)**

(یہ خدا نے) اس لئے (کیا) کہ کافروں کی ایک جماعت کو ہلاک یا انہیں ذلیل و مغلوب کر دے کہ (جیسے آئے تھے ویسے ہی) ناکام واپس جائیں۔ ارشاد

خداوندی ہے۔ **ویمحق الکفرین**○ (۴۹) اور کافروں کو نابود کر دے اس جنگ میں ستر مسلمان شہید ہوئے (۵۰) چند ایک کے علاوہ سب انصار تھے۔ (۵۱)

اس جنگ میں حضرت مصعبؓ بھی شہید ہوئے۔ انہیں ایک چادر میں کفنایا گیا' وہ اتنی چھوٹی تھی کہ اگر سر ڈھانکتے تو پیر کھل جاتے اور اگر پیر ڈھانکتے تو سر کھل جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سر ڈھانک دو اور پاؤں پر گھاس ڈال دو۔ (۵۲)

حضرت مصعبؓ بن عمیر نے لوائے نبوی کو گرنے نہ دیا تھا۔ دشمن افراتفری کے عالم میں اسلامی جھنڈے کو لہراتے دیکھ کر سانپ کی طرح بل کھا رہا تھا۔ آخر عبداللہ بن قمیہ سے رہا نہ گیا۔ وہ پے در پے ان پر حملے کرنے لگا۔ کوئی ان کی پامردی اور جانبازی دیکھتا کہ اسلامی پھریرا کسی طور سرنگوں نہیں ہو رہا تھا۔ ابن قمیہ گھوڑے پر سوار تھا اور پینترے بدل بدل کر علمبردار پر حملے کر رہا تھا۔ ایک موقع پر اس کی تلوار حضرت مصعب کے داہنے ہاتھ پر پڑی اور ہاتھ کہنی سے کٹ گیا۔ انہوں نے لوائے نبوی کو بائیں ہاتھ میں لے لیا۔ قمیہ چراغ پا ہو گیا۔ گھوڑا پھیر کر پھر تلوار ماری' اب کے دوسرا ہاتھ بھی کہنی سے جدا ہو گیا' مجاہد نے دونوں کٹی ہوئی کہنیوں میں اسلامی جھنڈے لے کر تھام کر سینہ سے چمٹا لیا۔ ابن قمیہ نے دیکھا کہ پھریرا اسی شان سے بلند ہے تو دور سے گھوڑا دوڑاتا آیا۔ زور سے نیزے کو ان کے سینہ میں اتار دیا۔ ان کے قدم لڑکھڑائے پرچم سرنگوں ہونے لگا تو بڑھ کر ان کے بھائی ابو الروم نے علم تھام لیا۔

حضرت انس بن نضر بھی اس جنگ میں شہید ہوئے' ان کے بدن پر نیزے' تلوار اور تیر کے اسی سے زیادہ نشان تھے۔ ان کی حالت ایسی ہو گئی تھی کہ پہچانے نہیں جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی بہن ربیعؓ نے انگلیوں کے پوروں کو دیکھ کر انہیں پہچانا۔ (۵۳)

حضرت جابرؓ کے والد عبداللہ بھی اس جنگ میں شہید ہوئے' کفار نے ان کے اعضاء کاٹ دیئے تھے۔ حضرت جابرؓ رونے لگے اور بار بار ان کے چہرہ کو کپڑا ہٹا ہٹا کر دیکھتے رہے۔ صحابہ نے انہیں منع کیا' لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے منع نہیں کیا۔ جب حضرت عبداللہ کو دفن کرنے کے لئے اٹھایا گیا تو حضرت جابرؓ کی پھوپھی بھی اپنے بھائی کی لاش کو دیکھ کر رونے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا "یہ کون ہے؟" حضرت جابرؓ نے کہا "یہ عمرو کی بیٹی ہے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا "ان پر مت رو (بلکہ خوش ہو کہ) فرشتے ان پر اپنے پروں سے اس وقت تک سایہ کئے رہے جب تک وہ اٹھائے نہ گئے" اللہ نے ان کو بڑا اعزاز بخشا ہے) (۵۴)

حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جب احد کی لڑائی کا دن آیا (اور مسلمان شہید ہوئے) تو میری پھوپھی میرے والد کو ہم لوگوں کے قبرستان میں دفن کرنے کے لئے لائیں اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے ندا دی کہ شہیدوں کو ان کے شہید ہونے کی جگہ واپس لے جاؤ۔ (۵۵)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء کی تدفین شروع کی تو دو دو آدمیوں کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر قبر میں رکھا۔ ہر قبر میں ایک بغلی بھی بنوائی گئی۔ جب آپ دفن کرتے تو دریافت فرماتے کہ ان میں سے کون قرآن مجید کا زیادہ عالم تھا۔ جب آپؐ کو بتایا جاتا تو آپ اسے بغلی قبر میں رکھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تمام شہداء خون میں لتھڑے ہوئے دفن کئے گئے نہ ہی انہیں غسل دیا گیا اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ دفن کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں قیامت کے دن ان لوگوں پر گواہ ہوں گا" (۵۶)

حضرت ہشام بن عامر فرماتے ہیں کہ احد کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم

ﷺکی خدمت اقدس میں شکایت کی گئی کہ زخم زیادہ ہیں (یعنی مقتولین خون میں لت پت ہیں ان کا کیا کیا جائے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبریں کھودو اور انہیں کشادہ رکھو۔ احسان کرو اور دو دو تین تین کو ایک قبر میں دفن کرو۔ اور جس کے پاس قرآن زیادہ ہو (یعنی قرآن زیادہ یاد ہو اور سب سے زیادہ اچھا پڑھنے والا ہو) اسے (قبلہ کی طرف) آگے رکھو۔ وہاں میرے باپ کا بھی انتقال ہو گیا تو وہ بھی دو شخصوں کے آگے رکھے گئے۔ (۵۷)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے بھائی احد کے دن شہید کئے گئے تو اللہ نے ان کی روحوں کو سبز چڑیوں کے پیٹ میں کر دیا' وہ بہشت کی نہروں پر پھرتی ہیں اور اس کے میوے کھاتی ہیں اور سونے کی قندیلوں میں بسیرا اور ٹھکانہ کرتی ہیں۔ عرش کے سایہ میں جب ان روحوں نے اپنے کھانے پینے اور سونے کی خوشی حاصل کی' تو کہا کون ہے جو ہماری طرف سے ہمارے بھائیوں کو یہ خبر پہنچائے کہ ہم بہشت میں زندہ ہیں اور کھاتے پیتے ہیں تاکہ وہ بہشت حاصل کرنے میں بے رغبتی نہ کریں اور لڑائی کے وقت سستی نہ کریں تو اللہ نے فرمایا میں انہیں تمہاری خبر پہنچاؤں گا پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

**ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا (۵۸)**

جنگ احد میں مسلمانوں کا شدید نقصان ہوا اللہ نے ان کے غم کو دور کرنے کے لئے ارشاد فرمایا:

**ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین○ ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ وتلک الایام نداولھا بین الناس ولیعلم اللہ الذین امنوا ویتخذ منکم شھداء واللہ لا یحب الظلمین○ ولیمحص اللہ الذین امنوا ویمحق الکفرین○ ام حسبتم ان تدخلوا الجنتہ**

و لما يعلم الله الذين جهدوا منكم ويعلم الصبرين○ ولقد كنتم تمنون الموت من قبل ان تلقوه فقد رايتموه وانتم تنظرون○ وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات او قتل انقلبتم على اعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا وسيجزى الله الشكرين○ وما كان لنفس ان تموت الا باذن الله كتبا موجلا ومن يرد ثواب الدنيا نوته منها ومن يرد ثواب الاخرة نوته وسنجزى الشكرين○ وكاين من نبي قتل معه ربيون كثير فما وهنوا لما اصابهم في سبيل الله وما ضعفوا وما استكانوا والله يحب الصبرين○ وما كان قولهم الا ان قالوا ربنا اغفرلنا ذ نوبنا واسرافنا في امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا على القوم الكفرين○ فاتهم الله ثواب الدنيا وحسن ثواب الاخرة والله يحب المحسنين○ يايها الذين امنوا ان تطيعوا الذين كفروا يردوكم على اعقابكم فتنقلبوا خسرين ○ بل الله مولكم وهو خير النصرين○ سنلقى في قلوب الذين كفروا الرعب بما اشركوا بالله مالم ينزل به سلطنا و ماوهم النار وبئس مثوى الظلمين○ (۵۹)

اگر تمہیں زخم لگے تو تمہارے دشمنوں کو بھی اسی طرح زخم پہنچے اور ان دنوں کو ہم پھیرتے رہتے ہیں لوگوں کے درمیان۔ اور تاکہ اللہ جدا کر دے ایمان والوں کو اور بنالے تم میں سے (کچھ لوگوں کو) شہید اور اللہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور اس لئے کہ اللہ مسلمانوں کو خالص کر دے اور کفار کو مٹا دے۔ کیا تم نے گمان کر لیا ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے تمہارے مجاہدین اور صبر کرنے والوں کو (ان کے غیروں سے) ممتاز نہیں کیا۔ بے شک تم موت کی تمنا کرتے تھے اس کے ملنے سے پہلے تو اب تم نے اسے دیکھ لیا اور وہ تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور نہیں ہیں محمد مگر رسول۔ ان

سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ وفات پا جائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو الٹے پاؤں پھرے گا تو وہ اللہ کو نقصان نہیں پہنچائے گا' اور عنقریب اللہ شکرگذاروں کو (نیک) بدلہ عطا فرمائے گا۔ اور کسی جان کے لئے حکم الٰہی کے بغیر موت نہیں۔ (سب کی) اجل لکھی ہوئی ہے اور جو دنیا کا نیک بدلہ چاہے ہم اس میں سے اسے دیں گے اور جو آخرت کا بدلہ چاہے ہم اس میں سے اسے دیں گے' عنقریب ہم (اچھا) بدلہ دیں گے شکر کرنے والوں کو۔ اور کتنے ہی نبی ہوئے جن کی ہمراہی میں بکثرت اللہ والوں نے قتال کیا تو وہ ست نہ ہوئے ان مصیبتوں کی وجہ سے جو اللہ کی راہ میں انہیں پہنچیں اور نہ وہ کمزور ہوئے نہ دبے اور اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور ان کا کہنا صرف یہی تھا کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہ بخش دے اور ہمارے کام میں ہماری زیادتیاں (بھی) اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافروں پر ہماری مدد فرما۔ تو اللہ نے انہیں دنیا کا انعام دیا اور آخرت کے ثواب کی خوبی دی اور نیکی کرنے والوں کو اللہ پسند کرتا ہے۔ اے ایمان والو! اگر تم نے کافروں کا کہا مانا تو وہ تمہیں الٹے پاؤں پھیر دیں گے پھر تم نقصان اٹھا کر پلٹ جاؤ گے۔ بلکہ اللہ تمہارا مددگار ہے اور وہ سب سے بہتر مدد کرنے والا ہے۔ ہم ابھی کافروں کے دلوں میں رعب ڈالیں گے اس لئے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ اس چیز کو شریک کیا جس کی اس نے کوئی سند نہیں اتاری اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بہت برا ٹھکانہ ہے ظالموں کا۔

اے مومنو! اگر تمہیں یہ خیال ہو کہ اللہ نے جنگ احد میں اپنی نصرت و مدد کا وعدہ پورا نہیں فرمایا تو سن لو' **ولقد صدقکم اللہ وعدہ اذ تحسونھم باذنہ حتی اذا فشلتم وتنازعتم فی الامر وعصیتم من بعد ما ارکم ما تحبون○**

(۶۰)

اور بے شک اللہ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا جب تم اس کے حکم سے انہیں قتل کرتے تھے یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی دکھائی اور اپنے کام میں اختلاف کیا اور تم نے نافرمانی کی اس کے بعد کہ اللہ تمہیں دکھا چکا تھا تمہاری پسندیدہ چیز۔

پھر آئندہ کے لئے ارشاد فرمایا : **یایھا الذین امنوا لا تکونوا کالذین کفروا وقالوا لاخوانھم اذا ضربوا فی الارض او کانوا غزی لو کانوا عندنا ما ماتوا وما قتلوا لیجعل اللہ ذلک حسرۃ فی قلوبھم واللہ یحیی ویمیت واللہ بما تعملون بصیر ○ ولئن قتلتم فی سبیل اللہ او متم لمغفرۃ من اللہ و رحمتہ خیر مما یجمعون ○ ولئن متم او قتلتم لا الی اللہ تحشرون ○ (۶۱)**

اے ایمان والو! کافروں کی طرح نہ ہونا جنہوں نے اپنے بھائیوں کے متعلق کہا جب انہوں نے سفر کیا یا کسی لڑائی میں گئے (اور لقمہ اجل بن گئے) اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ قتل کئے جاتے تاکہ اللہ اس بات کو ان کے دلوں میں حسرت (کا سبب) بنا دے اور (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ (ہی) جلاتا اور مارتا ہے اور تمہارے سب کاموں کو خوب دیکھ رہا ہے۔ اور البتہ اگر تم اللہ کی راہ میں قتل کئے جاؤ یا تمہیں موت آجائے تو یقیناً اللہ کی مغفرت اور رحمت بہتر ہے اس (دنیاوی دولت) سے جسے وہ جمع کرتے ہیں اور اگر تمہیں موت آجائے یا قتل کئے جاؤ تو ضرور تم اللہ کی طرف جمع کئے جاؤ گے۔

اس جنگ میں بعض مومنین سے غلطی ہوئی' دنیا طلبی نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی پر ابھارا۔ ان کی غلطی کی وجہ سے مومنین کو کافی نقصان پہنچا۔ نافرمانی کرنے والوں نے ہمت ہار دی اور میدان جنگ سے بھاگنے لگے' اللہ نے ان کی اس غلطی کو معاف فرما دیا۔

**ولقد عفا عنکم (۶۲)**

اور بے شک اس نے تمہیں معاف کر دیا۔

**ولقد عفا اللہ عنھم (۶۳)**

اور بے شک اللہ نے انہیں معاف کر دیا۔

پھر اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ بھی انہیں معاف فرما دیں اور ان کے لئے رب العزت سے بخشش کی دعا کریں۔

**فاعف عنھم واستغفرلھم وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین○ (۶۴)**

آپ انہیں معاف کر دیں اور ان کے لئے بخشش مانگیں اور (ضروری) کاموں میں ان سے مشورہ لیں پھر جب (کسی کام کا) آپ پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کریں (اور اسے کر گذریں)۔ بے شک اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

پھر مسلمانوں کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

**ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم وان یخذلکم فمن ذالذی ینصرکم من بعدہ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون○ (۶۵)**

(اے مسلمانو) اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غلبہ نہیں پا سکتا اور اگر وہ تمہیں بے سہارا چھوڑ دے تو پھر ایسا کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کر سکے اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

اے مومنو! یہ کتنا زبردست احسان ہے کہ اس نے تمہیں معاف کر دیا اور اے مومنو! اس نے تم پر صرف یہی احسان عظیم نہیں کیا بلکہ وہ بہت احسان کر چکا ہے اور سب سے بڑا احسان تو یہ ہے کہ اس نے تم میں ایک رسول مبعوث فرمایا۔

**لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمتہ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین ○ (۶۶)**

اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر جو بھیجا ان میں رسول انہی کا، پڑھتا ہے ان پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو شرک وغیرہ سے اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور کام کی بات اور وہ تو اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

پھر مومنین کو تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تم پر بدر میں مصیبت نازل ہوئی، حالانکہ اس سے دوگنی مصیبت تمہارے ہاتھوں کفار کو پہنچ چکی تھی، تم پکار اٹھے کہ یہ ناگہانی مصیبت ہم پر کہاں سے آگئی۔ فرمایا اے نبی ان سے کہدو کہ یہ تمام مصیبت تمہاری شامت اعمال کا نتیجہ تھی۔

قرآن حکیم میں ہے: **او لما اصابتکم مصیبتہ قد اصبتم مثلیھا قلتم انی ھذا قل ھو من عند انفسکم ○ (۶۷)**

کیا جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچی اس حال میں کہ اس سے دگنی تم انہیں پہنچا چکے ہو (پھر بھی) تم نے کہا کہ یہ مصیبت کہاں سے آئی؟ کہہ دیجئے وہ تمہاری طرف سے آئی۔

پھر اللہ نے اس مصیبت کی وجہ بیان فرمائی:

**وما اصابکم یوم التقی الجمعن فباذن اللہ ولیعلم المومنین ○ (۶۸)**

اور دونوں لشکروں کے ملنے کے دن تم پر جو مصیبت آئی وہ اللہ کے حکم سے تھی اور اس لئے کہ مومنوں کو (منافقوں سے) ممتاز کر دے۔

منافقین میدان جنگ سے چلے آئے تھے جنگ کے بعد مومنوں نے ان منافقوں سے پوچھا کہ۔

**وقیل لھم تعالوا قاتلوا فی سبیل اللہ او ادفعوا قالوا لو نعلم قتالا لا**

**تبعنکم ہم للکفر یومئذ اقرب منہم للایمان یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم واللہ اعلم بما یکتمون○ (۶۹)**

اور ان سے کہا گیا آؤ اللہ کی راہ میں لڑو' یا (دشمن کو) دفع کرو وہ بولے اگر ہم جانتے کہ لڑائی ہو گی تو ضرور تمہارے ساتھ جاتے وہ اس دن ایمان کی بہ نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے۔ انہی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں اور اللہ خوب جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں۔ وہ (منافق) جنہوں نے اپنے (شہید) بھائیوں کے حق میں کہا جبکہ خود بیٹھ رہے۔ اگر وہ ہماری بات مانتے تو قتل نہ ہوتے۔ فرما دیجئے تم اپنی جانوں سے مال کو ٹال دو اگر تم سچے ہو۔

منافقین نے مومنوں کی شہادت کی اہمیت کو گھٹانے کے لئے بہت کچھ کہا جیسا کہ اوپر والی آیت میں مذکور ہے۔ انہوں نے اپنے نفاق کو چھپانے کے لئے' کثیر تعداد میں مسلمانوں کے قتل ہو جانے کو ان کی اپنی کوتاہیوں اور غلط منصوبہ بندی کا نتیجہ قرار دیا۔ پھر اللہ نے شہدائے احد کے بارے میں فرمایا۔ **ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون○ فرحین بما اتھم اللہ من فضلہ و یستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم الا خوف علیھم ولا ھم یحزنون○ یستبشرون بنعمتہ من اللہ و فضل و ان اللہ لا یضیع اجر المومنین○ (۷۰)**

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں' انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ وہ خوش ہیں اس پر جو انہیں اللہ نے اپنے فضل سے دیا اور اپنے پچھلوں کے متعلق جو ابھی ان سے نہیں ملے یہ بشارت پا کر خوش ہوتے ہیں کہ ان پر (بھی) نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ خوشیاں مناتے ہیں اللہ کی نعمت اور اس کے فضل پر اور اس پر کہ اللہ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔"

اللہ نے فرمایا کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ مومن اور منافق اکٹھے رہ سکیں بلکہ منافقوں کو مسلمانوں سے بالکل الگ تھلگ کر کے رکھ دوں گا۔ منافق بھول جائیں کہ ان کا نفاق چھپا رہے گا۔

**ما کان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث (۱۷)**

(اے لوگو) اللہ ایمان والوں کو اس حال پر نہ چھوڑے گا جس پر تم ہو یہاں تک کہ جدا کر دے ناپاک کو پاک سے۔

جنگ بدر اور احد کے نتائج نے ثابت کر دیا تھا کہ صبر و تقویٰ کے بغیر نصرت و کامرانی حاصل نہیں ہو سکتی۔

جنگ بدر کے موقع پر دونوں قوتیں موجود تھیں' اس لئے مسلمانوں کی مٹھی بھر تعداد نے دشمن کی بہت بڑی تعداد کو شکست فاش دی۔ لیکن جنگ احد میں ایک گروہ نے کمزوری دکھائی' وہ صبر و تقویٰ کی آزمائش میں پورا نہ اترا نتیجہ یہ نکلا کہ نقصان ہوا۔

سورۃ آل عمران میں (جہاں احد کا ذکر آیا) متعدد اصولی مہمات واضح کر دی گئی ہیں۔ جنگ احد کے موقع پر کثرت رائے سے یہ بات قرار پا گئی تھی کہ شہر سے نکل کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ چنانچہ مسلمان نکلے۔ منافقوں نے لوگوں کو بھکانا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دو قبیلے بددل ہو گئے۔ اس طرح ابتداء ہی سے صبر اور تقویٰ کی روح کمزور پڑ گئی۔ اس کا نتیجہ وہی ہونا تھا جو آخر پیش آیا۔

ضمناً" اس حقیقت کی طرف اشارہ کہ ظلم و کفر کرنے والوں کی بداعمالیاں کتنی ہی سخت کیوں نہ ہوں' لیکن ہادی و مصلح کو ان کی ہدایت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے اور نہ رحمت و بخشش کی طلب کے سوا کوئی اور جذبہ اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے۔ بخشنا یا نہ بخشنا خدا کا کام ہے اور اسی پر چھوڑ دینا چاہئے۔

جنگ احد میں خود پیغمبر اسلام پر دشمنوں نے پے در پے حملے کئے اور انہیں

ہلاک کر ڈالنا چاہا۔ تاہم خدا نے پسند نہیں کیا کہ دشمنوں کی ہدایت و بخشش کی طلب کے سوا کوئی جذبہ ان کے قلب میں پیدا ہو (صلی اللہ علیہ وسلم)

اے پیران دعوت! جو ٹھوکر تمہیں احد میں لگی ہے۔ اگر چاہتے ہو کہ اس سے عبرت پکڑو تو چاہیئے کہ ان آلودگیوں سے پاک و صاف ہو جاؤ جو تمہارے دلوں میں کمزوری کا روگ پیدا کرنے والی ہیں۔ از انجملہ مال و دولت کی حرص ہے۔ جب تک یہ روگ دلوں میں موجود ہے' جان فروشی کی سچی روح پیدا نہیں ہو سکتی۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاص گھاٹی پر جو نقشہ جنگ میں بڑی اہمیت رکھتی تھی ایک جماعت متعین کر دی تھی اور کہہ دیا تھا کہ اس جگہ سے نہ ہلیں' لیکن جب مسلمانوں کے فتح مندانہ مقابلہ نے دشمنوں کے پاؤں اکھاڑ دیئے تو یہ جماعت (بجز دس آدمیوں کے) مال غنیمت لوٹنے کی طمع میں بے قابو ہو گئی اور مورچہ چھوڑ کر لوٹ مار شروع کر دی۔ دشمنوں نے جب یہ حال دیکھا تو فوراً پلٹ پڑے اور بے خبری میں حملہ کر دیا۔ یہی حادثہ ہے جس نے مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل دی تھی۔

چونکہ مورچہ چھوڑنے والوں کی لغزش کا اصلی سبب مال و دولت کی طمع تھی اور مال و دولت کی طمع کا ایک بڑا آلہ سود کا لین دین تھا اس لئے خصوصیت کے ساتھ یہاں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ سود در سود کی وجہ سے بڑی بڑی رقمیں قرض داروں کے سر چڑھ گئی تھیں' قدرتی طور پر ان کا چھوڑنا لوگوں پر شاق گذرتا تھا۔ بس حکم الٰہی ہوا کہ تمہارے دلوں کے تزکیہ کے لئے اس بات میں سب سے بڑی آزمائش ہے۔ سود در سود کی وجہ سے کتنی ہی رقم قرض داروں پر نہ چڑھ گئی ہو' اسے یک قلم چھوڑ دو۔

علاوہ بریں جنگ احد کی شکست کا اصلی سبب یہی تھا کہ نظام و اطاعت یعنی

ڈسپلن کی روح پوری طرح پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے ضروری تھا کہ اب کسی بات پر زور دیا جائے، جس کی فوری تعمیل میں اطاعت و فرمانبرداری کی پوری پوری آزمائش ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ آزمائش سود لینے کی ممانعت سے زیادہ اور کسی بات میں نہیں ہو سکتی تھی۔ سود کی حرمت سے قرض خواہوں کو ایک ایسی بات چھوڑ دینی پڑتی تھی جسے صدیوں سے اپنا حق سمجھتے آئے تھے اور ان کے مال و دولت کی افزائش کا یہ سب سے بڑا ذریعہ تھا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ فرمایا: تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو

پیغمبر اسلام (صلعم) سے خطاب، **موعظت** اور منصب امامت کی بعض اصولی مہمات۔

یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تمہارے دل میں نرمی اور مزاج میں شفقت ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو لوگوں کے دل تمہاری طرف سے بے اختیار نہ کھنچتے جس طرح اب کھنچ رہے ہیں۔

جنگ احد میں ایک گروہ کی لغزش بڑی ہی سخت لغزش تھی تاہم تمہاری شفقت کا مقتضا یہی ہے کہ عفو و درگذر سے کام لو۔

تمہارا طریق کار یہ ہونا چاہئے کہ صلح و جنگ کا کوئی معاملہ بغیر مشورے کے انجام نہ پائے۔

اس بارے میں دستور العمل یہ ہے کہ پہلے جماعت سے مشورہ کرو پھر مشورہ کے بعد کوئی ایک بات ٹھان لی تو اس پر مضبوطی کے ساتھ جم جاؤ۔ شوریٰ اپنے محل اور وقت میں ضروری ہے۔ عزم اپنے محل اور وقت میں۔ جب تک مشورہ نہیں کیا ہے، کوئی نکتہ چینی اور کوئی مخالفت اسے متزلزل نہیں کر سکتی۔ (۴۲)

امام کے لئے ضروری ہے کہ جماعت سے مشورہ کرے، لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ امام صاحب عزم ہو۔

جنگ احد کا معاملہ منافقوں کے لئے جو مخلص مسلمانوں کے ساتھ ملے جلے زندگی بسر کر رہے تھے ایک فیصلہ کن آزمائش تھا۔ اس موقع پر ان کا نفاق پوری طرح کھل گیا۔ جنگ کے ابتدائی مشورے سے لے کر جنگ کے بعد تک کوئی موقع ایسا نہیں آیا کہ فتنہ پروری سے باز رہے ہوں۔ جب کثرت رائے سے یہ بات قرار پائی کہ شہر سے باہر نکل کر مقابلہ کرنا چاہئے تو لوگوں کو بھکانے لگے کہ باہر نکل کر لڑنا موت کے منہ میں جانا ہے۔ جب ان سے کہا گیا کہ اچھا شہر کی مدافعت کرو تو طرح طرح کے بہانے کرنے لگے۔ کہتے تھے ہمیں امید نہیں کہ لڑائی کی نوبت آئے۔ اگر امید ہوتی تو ضرور تیاری کرتے۔ پھر جب لوگوں کی کمزوری اور نافرمانی سے شکست ہو گئی تو انہیں فتنہ و شرارت کا نیا موقع ہاتھ آگیا۔ کبھی کہتے یہ سب کچھ اسی لئے ہوا کہ ہماری بات نہیں مانی گئی۔ کبھی کہتے روز روز کی لڑائیوں سے کیا فائدہ؟ نجات اسی میں ہے کہ دشمنوں کو راضی کر لیا جائے۔ مقصود یہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کے دلوں میں مایوسی اور ہراس پیدا کر دیں' اور ان کی کوئی بات بھی ٹھیک طور پر نہ بن جائے۔

احد کے میدان سے جاتے ہوئے دشمن کہہ گئے تھے کہ آئندہ سال پھر آئیں گے اور آخری فیصلہ کر کے جائیں گے۔ دوسرے سال جب وہ وقت آیا تو مسلمان تیار ہو کر باہر نکلے' لیکن دشمنوں کا کوئی پتا نہ تھا۔ انہیں مکہ سے نکلنے کی جرات ہی نہ ہوئی۔ مسلمان چند دن تک انتظار کر کے خوش دل اور کامیاب واپس آگئے لیکن اس موقع پر منافقوں نے دشمنوں سے مل کر ہر طرح کی شرارتیں کیں۔ دشمن چاہتے تھے کہ ڈر جانے کی ذلت ان کے حصے میں نہ آئے' مسلمانوں کے حصے میں آئے اور یہ جبھی ہو سکتا تھا کہ مسلمان جنگ کے لئے آمادہ نہ ہوں' چنانچہ مسلمانوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے مخبر بھیجے گئے اور بہت سی افواہیں مشہور کر دی گئیں۔ منافق انہیں پھیلاتے اور مسلمانوں کو سرگرمی سے باز

رکھنا چاہتے تھے۔ یہاں ان تمام باتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور منافقوں کو آخری مہلت دی گئی ہے کہ اپنی منافقانہ روش سے باز آجائیں ورنہ وہ وقت آگیا ہے کہ ان کے چہروں پر سے نفاق کا پردہ اٹھا دیا جائے گا۔

ان آیات میں منافقوں کی جو نفسیاتی حالت دکھائی گئی ہے وہ کوئی مخصوص صورت حال نہیں۔ اگر غور کرو گے تو معلوم ہو جائے گا کہ جماعت کے کمزور اور متذبذب افراد ہمیشہ ایسی ہی صورت پیدا کر دیا کرتے ہیں۔

جس طرح جنگ بدر کی فتح مندی سے مسلمانوں کی تربیت مدنظر تھی' اسی طرح جنگ احد کی عارضی شکست میں بھی تربیت کا پہلو پوشیدہ تھا۔ ایک دوڑنے والے کی مشق کے لئے صرف یہی کافی نہیں ہوتا کہ وہ بے روک ٹوک دوڑتا چلا جائے بلکہ اس کی بھی ضرورت ہوتی ہے کہ ایک دو مرتبہ گر گر کر گرنے اور سنبھلنے کا سبق بھی سیکھ لے۔ بدر کی فتح مندی نے استعداد و سعی کی برکتیں دکھا دی تھیں۔ ضرورت تھی کہ اب کمزوری و تغافل کے نتائج کا بھی تجربہ ہو جائے۔ چنانچہ احد کے حادثہ نے یہ مقصد پورا کر دیا۔

بدر کی فتح مندی اور تائید الٰہی کی بشارتوں نے بہت سے مسلمانوں میں ایک طرح کی بے پروائی اور غفلت پیدا کر دی تھی۔ وہ سعی و تدبیر کی کاوشوں سے بے حس ہو گئے تھے اور سمجھنے لگے تھے کہ ہم کوشش کریں یا نہ کریں ہر حال میں ہمارے لئے فتح ہی ہے۔ اس طرح کی خام خیالیاں ابتدائی فتح مندیوں کے بعد پیدا ہو جایا کرتی ہیں' لیکن یہ ایک خطرناک حالت تھی اس کا نتیجہ غفلت و غرور تھا اور ضروری تھا کہ اس کی نشوونما روک دی جائے۔ پس احد کے تجربوں نے مسلمانوں کو بتلا دیا کہ خدا کی تائید و نصرت کا وعدہ برحق ہے' لیکن اس کے تمام کاموں کی طرح اس کی تائید و نصرت کے بھی سنن و قوانین ہیں اور ضروری ہے کہ انہی کے مطابق نتائج بھی ظہور میں آئیں جو جماعت کمزوری و غفلت میں مبتلا

ہو جائے گی صبر و ثبات میں پوری نہیں اترے گی اور جو اطاعت و نظام میں کچی ہو گی وہ خدا کی تائید و نصرت کی مستحق نہیں ہو سکتی۔

جب مسلمانوں کی بڑی تعداد مضطرب ہو کر بھاگنے لگی تو پیغمبر اسلام (صلعم) چند جاں نثاروں کے حلقہ میں کھڑے پکار رہے تھے۔ خدا کے بندو میری طرف آؤ' میری طرف آؤ۔ تم کہاں بھاگے جا رہے ہو؟ ان آیات میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

جو لوگ ایمان و اخلاص میں پکے تھے اور محض صورت حال کے فوری اثر نے انہیں گھبرا دیا تھا۔ وہ پیغمبر اسلام کی آواز سنتے ہی چونک اٹھے۔ انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے اچانک ایک مدہوشی کی سی حالت طاری ہو گئی اور اس مدہوشی میں سارا خوف و ہراس فراموش ہو گیا۔ چنانچہ وہ فوراً پلٹے اور نہ صرف دشمنوں کو میدان جنگ سے بھگا ہی دیا' بلکہ حمراء الاسد نامی مقام تک جو مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہے' ان کے تعاقب میں بڑھے چلے گئے لیکن جو لوگ دل کے کچے یا منافق تھے' انہیں اپنی جانوں کی فکر لگی رہی۔ وہ کہتے تھے جو کچھ ہوا' اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ اگر خدا فتح و نصرت دیتا تو ایسی حالت کیوں پیش آتی؟ قرآن کہتا ہے' یہ عہد جاہلیت یعنی عرب کے قبل از اسلام زمانے کے سے خیالات ہیں اور ان دلوں میں نہیں گذر سکتے' جو اسلام کی تعلیم سے روشن ہو چکے ہیں۔ بلاشبہ فتح و نصرت اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے لیکن وہ فتح و نصرت انہی کو دیتا ہے جو صبر تقویٰ میں پکے ہوتے ہیں۔

اصل کام اعلائے حق اس موقع سے فائدہ اٹھا کر تمہیں ایسی راہ پر لگانا چاہتے ہیں کہ راہ حق سے بے دل ہو جاؤ۔ وہ تمہیں دشمنوں کی کثرت و طاقت کے افسانے سنا کر مرعوب کرنا چاہتے ہیں' لیکن اگر تم راہ حق میں ثابت قدم رہے اور انسانی طاقتوں کی جگہ اللہ کی کارسازی و رفاقت پر بھروسا رکھا تو وہ وقت

دور نہیں جب تمہاری ہیبت سے ان کے دل کانپ اٹھیں گے۔

اس اصل عظیم کی طرف اشارہ کہ جن لوگوں کے سامنے اعتقاد و ہدایت کی کوئی روشن اور ثابت حقیقت نہیں ہوتی اور خدا کو چھوڑ کر اعتماد و پرستش کے بہت سے ٹھکانے بنا لیتے ہیں' ان میں عزم و یقین کی وہ روح پیدا نہیں ہو سکتی' جو اہل حق و ایمان کے لئے مخصوص ہے۔ وہ جب کبھی کسی ایسی جماعت کے مقابلے میں نکلیں جو ایمان و یقین کی روح سے معمور ہو گی تو خواہ کتنی ہی طاقت و شوکت رکھتے ہوں لیکن کبھی اسے مرعوب نہیں کر سکیں گے۔

نزول قرآن کے وقت مسلمانوں میں جو طاقت پیدا کی گئی تھی اس کے مقابلے میں مشرکین عرب کا یہی حال تھا۔ وہ تعداد میں بہت اور سرو سامان میں طاقتور تھے' مگر ایمان و یقین کی روح سے محروم تھے۔ مسلمان تعداد میں بہت تھوڑے اور سروسامان سے محروم تھے مگر ایمان و یقین کی روح سے معمور تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ قلت کی ہیبت سے کثرت کے دل کانپ اٹھے اور مٹھی بھر انسانوں نے عرب کی پوری آبادی کو شکست دے دی۔

منافقین تمہیں جنگ اور اس کی شکست یاد دلا کر ڈرا رہے ہیں تاکہ آئندہ دشمنوں کے مقابلے کی جرات نہ کرو' لیکن تم اچھی طرح جانتے ہو کہ احد کے میدان میں جو کچھ پیش آیا اس کی کیا حقیقت ہے؟ خدا کا وعدہ نصرت اس موقع پر بھی پورا ہوا تھا دشمنوں کے قدم اکھڑ گئے تھے لیکن جب تم نے عین حالت جنگ میں حکم رسول کی نافرمانی کی اور ایک گروہ مال غنیمت لوٹنے کی طمع میں مورچہ چھوڑ کر تتر بتر ہو گیا تو میدان جنگ کی ہوا پلٹ گئی اور فتح ہوتے ہوتے شکست ہو گئی۔ پس یہ جو کچھ ہوا' دشمنوں کی طاقت و کثرت سے نہیں ہوا' جس سے منافق تمہیں ڈرا رہے ہیں بلکہ تمہاری نافرمانی اور بے ہمتی سے ہوا۔ اس کا نتیجہ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ دشمنوں کی طاقت و کثرت سے مرعوب ہو' بلکہ یہ ہونا چاہئے

کہ اپنے اندر صبرو تقویٰ کی سچی روح پیدا کرو۔

تمہیں جنگ احد میں جو ٹھوکر لگی ہے تو چاہئے کہ اس سے عبرت پکڑو اور آئندہ کے لئے اپنے اعمال کی نگہداشت کرو۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ اس کوفت میں ایسے کھو جاؤ کہ آئندہ کے لئے ہمت ہار بیٹھو۔ یہ جنگ کا میدان ہے کبھی ایک فریق جیتتا ہے اور کبھی دوسرے کی باری آتی ہے۔ بدر میں تمہاری چوٹ ان پر لگی تھی' احد میں ان کی چوٹ تم پر لگ گئی لیکن کئی جماعتوں کی کشمکش کی تاریخ میں ایک دو میدانوں کی ہار جیت کیا اہمیت رکھتی ہے؟ اصل چیز جو سوچنے کی ہے وہ تمہارے دلوں کی ایمانی قوت ہے۔ اگر تمہارے اندر ایمان کی سچی روح موجود ہے تو پھر دنیا میں رفعت و سربلندی صرف تمہارے ہی لئے ہے۔

علاوہ بریں یہ حادثہ اگرچہ بظاہر شکست ہے لیکن بہ باطن چند در چند مصلحتیں اور حکمتیں رکھتا ہے۔ ازاں جملہ یہ کہ کھرے کھوٹے کی آزمائش ہو گئی۔ جو منافق اور کچے دل کے آدمی اسلامی جمعیت میں ملے ہوئے تھے ان کے چہرے بے نقاب ہو گئے اور ازا نجملہ یہ کہ لوگوں کو جنگ کے نازک اور فیصلہ کن معاملات کا تجربہ ہو گیا۔ تجربے اور مشاہدے کے بعد ان کے قدم زیادہ محتاط ہو جائیں گے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ بعض مسلمانوں کے دلوں میں کمزوریاں پیدا ہو گئی تھیں' وہ اس ٹھوکر کے لگنے سے دور ہو گئیں اور ان کا عزم و ایمان زیادہ مضبوط اور بے داغ ہو گیا۔ (۷۳)

# حواشی جنگ احد

۱۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۲۵

۲۔ صحیح بخاری کتاب المغازی

۳۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۲۳

۴۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۲۴ تا ۱۲۶

۵۔ آل عمران آیت ۱۲۱

۶۔ آل عمران آیت ۱۲۲' صحیح بخاری کتاب المغازی عن جابر

۷۔ سورۃ نساء' صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب التفسیر عن زید بن ثابت

۸۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد عن براء و کتاب الجہاد باب ما یکرہ من التنازع فی الحرب

۹۔ سنن ابی داؤد باب الکمناء عن براء

۱۰۔ صحیح بخاری کتاب المغازی عن وحشیؓ

۱۱۔ آل عمران آیت ۱۵۲

۱۲۔ نفس المرجع

۱۳۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد و کتاب الجہاد باب ما یکرہ عن التنازع فی الحرب عن براء

۱۴۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۵۲

۱۵۔ نفس المرجع

۱۶۔ نفس المرجع

۱۷۔ ایضاً

۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ھل یخرج المیت

۲۰۔ صحیح بخاری کتاب المغازی عن عائشہ

۲۱۔ صحیح بخاری باب ما یکرہ من التنازع فی الحرب

۲۲۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۵۵

۲۳۔ ایضاً" آیت ۱۵۳

۲۴ صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما یکرہ التنازع عن براء

۲۵۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۵۴

۲۶۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد باب عمل صالح قبل القتال عن براء

۲۷۔ ابو داؤد باب فی من یسلم ویقتل مکانہ فی سبیل اللہ تعالی عن ابی ہریرہ

۲۸۔ صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنتہ للشہید عن انس

۲۹۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی قتال جبریل

۳۰۔ صحیح بخاری کتاب المغازی عن طلحتہ و سعد و ابواب المناقب

۳۱۔ ترمذی باب ماجاء فی الدرع

۳۲۔ صحیح بخاری کتاب المغازی عن قیس و ابواب المناقب

۳۳۔ صحیح بخاری کتاب المغازی و ابواب المناقب عن انس و صحیح مسلم باب غزوۃ النساء مع الرجال

۳۴۔ سنن نسائی باب ما یقول من یطعنہ العدو عن جابر بن عبداللہ

۳۵۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل عن انس

۳۶۔ صحیح بخاری کتاب المغازی عن وحشی

۳۷۔ صحیح بخاری کتاب المغازی عن سہل

۳۸۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد عن انس

۳۹۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۵۴

۴۰۔ صحیح مسلم باب غزوۃ النساء مع الرجال
۴۱۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل سعد بن ابی وقاص
۴۲۔ ترمذی شریف باب ماجاء فی خروج النساء فی الحرب
۴۳۔ صحیح بخاری کتاب الجھاد باب مداوۃ النساء و الجرح وباب رد النساء الجرحی عن ربیع
۴۴۔ صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب الجھاد باب ما یکرہ من التنازع فی الحرب عن براء
۴۵۔ آل عمران آیت ۱۷۳
۴۶۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب الذین استجابوا عن عائشہ
۴۷۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۷۵
۴۸۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۲۷
۴۹۔ ایضاً" آیت ۱۴۱
۵۰۔ صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب الجھاد باب لا تحسبن الذین قتلوا عن براء
۵۱۔ صحیح بخاری کتاب المغازی عن انس
۵۲۔ صحیح بخاری کتاب المغازی عن خباب و عبدالرحمٰن بن عوف وباب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن خباب و صحیح مسلم باب فی کفن المیت عن خباب
۵۳۔ صحیح بخاری کتاب المغازی عن خباب و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنتہ للشھید
۵۴۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد و کتاب الجنائز
۵۵۔ جامع ترمذی باب ماجاء فی دفن الشھداء
۵۶۔ صحیح بخاری باب من یقدم فی اللحد عن جابر
۵۷۔ ترمذی باب ما جاء فی دفن الشھداء

۵۸۔ ابو داؤد باب فی فضل الشھادۃ عن ابن عباس
۵۹۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۳۹ تا ۱۵۱
۶۰۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۵۲
۶۱۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۵۶ تا ۱۵۸
۶۲۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۵۴
۶۳۔ ایضاً" ایضاً" ۱۵۵
۶۴۔ ایضاً" ایضاً" ۱۵۹
۶۵۔ ایضاً" ۱۶۰
۶۶۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۶۴
۶۷۔ ایضاً" ۱۶۵
۶۸۔ ایضاً" ۱۶۶
۶۹۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۶۷۔ ۱۶۸
۷۰۔ ایضاً" ۱۶۹ تا ۱۷۱
۷۱۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۷۹
۷۲۔ رسول رحمت ابو الکلام آزاد صفحہ ۳۱۶ تا ۳۱۸
۷۳۔ رسول رحمت ابو الکلام آزاد صفحہ ۳۱۶ تا ۳۲۱

# حادثہ رجیع

جنگ احد کے بعد حادثہ رجیع پیش آیا دشمنوں نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور پامال کرنے کے لئے اپنی کوششیں تیز تر کر دیں۔ آپؐ ان کے ناپاک عزائم سے پوری طرح آگاہ رہتے تھے۔ اسی سلسلہ میں آپؐ نے دس آدمیوں کا ایک دستہ کافروں کی جاسوسی کے لئے روانہ فرمایا اور حضرت عاصمؓ بن ثابت انصاری کو جو کہ عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا تھے ان پر امیر مقرر کیا۔ حضرت عاصمؓ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ جب وہ مقام مطلوبہ پر پہنچے جو عسفان اور مکہ کے درمیان ہے تو ان کی خبر ہذیل کے ایک قبیلہ کو جس کا نام بنو لحیان تھا پہنچی۔ بنو لحیان نے ان مومنین کے مقابلہ کے لئے دو سو آدمیوں کو روانہ کیا۔ جو سب تیر انداز تھے۔ مومنین کو تلاش کرنے کے لئے وہ ان کے قدموں کے نشانات پر چلتے گئے۔ جب انہوں نے مومنین کی کھائی ہوئی کھجوریں جو مدینہ سے زاد راہ کے طور پر لائے تھے دیکھیں تو کہنے لگے یہ تو مدینہ کی کھجوریں ہیں۔ غرض یہ کہ وہ نشانات قدم پر چلتے ہوئے مومنین کے پاس پہنچ گئے۔ جب حضرت عاصمؓ اور ان کے ساتھیوں نے انہیں دیکھا تو وہ پہاڑ کی چوٹی پر چلے گئے۔ کفار نے انہیں گھیر لیا اور ان سے کہا پہاڑ سے اتر آؤ اور اپنا ہاتھ ہمیں دے دو (یعنی گرفتاری پیش کر دو) ہم تم سے عہد کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ حضرت عاصمؓ نے کہا "اللہ کی قسم میں کافروں کی امان میں نہیں اتروں گا" یہ کہہ کر دعا کی

"اے اللہ ہماری خبر اپنے نبی کو پہنچا دے" کافروں نے تیر مارنے شروع کئے۔ دونوں طرف سے باقاعدہ جنگ ہوتی رہی یہاں تک کہ کافروں نے حضرت عاصم اور ان کے ساتھ چھ آدمیوں کو شہید کر دیا۔ تین آدمی جو بچے وہ کافروں کے عہد و پیمان پر بھروسہ کر کے پہاڑ سے نیچے اتر آئے۔ منجملہ ان کے حضرت خبیب انصاری اور حضرت زید بن دثنہ تھے۔ جب کفار نے ان پر قابو پا لیا تو اپنی کمانوں کی تانتیں کھول کھول کر انہیں باندھ دیا۔ حضرت خبیب اور حضرت ابن دثنہ کے علاوہ جو تیسرے صحابی تھے انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا "یہ ان لوگوں کی پہلی وعدہ خلافی ہے۔ اللہ کی قسم میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گا" معلوم ہوتا ہے کہ ان کا قتل کرنے کا ارادہ ہے" انہوں نے کفار کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ کافروں نے ان کو کھینچا اور اس بات پر مجبور کیا کہ وہ ان کے ساتھ چلیں۔ لیکن وہ نہ مانے۔ کافروں نے انہیں وہیں شہید کر دیا۔ اب وہ خبیب اور حضرت ابن دثنہ کو لے کر چلے یہاں تک کہ ان دونوں کو مکہ مکرمہ میں لے جا کر فروخت کر دیا۔ حضرت خبیب کو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کے بیٹوں نے خرید لیا۔ اس لئے کہ حضرت خبیبؓ نے جنگ بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ حضرت خبیبؓ ان لوگوں کے ہاں قید رہے۔ جب وہ لوگ ان کے قتل کے لئے جمع ہوئے تو حضرت خبیبؓ نے حارث کی بیٹی سے استرا مانگا تاکہ اس سے جسم کی صفائی کر سکیں۔ لڑکی نے استرا انہیں دے دیا۔ اسی اثناء میں حضرت خبیبؓ نے اس لڑکی کے بیٹے کو اپنی گود میں لے لیا۔ اس لڑکی کو خبر نہیں ہوئی۔ جب اس نے اپنے بچہ کو حضرت خبیبؓ کے زانو پر بیٹھا ہوا دیکھا اور یہ دیکھا کہ حضرت خبیب کے ہاتھ میں استرا ہے تو وہ ڈر گئی۔ حضرت خبیب نے اس کے چہرہ سے اس کی گھبراہٹ کو پہچان لیا۔ انہوں نے اس لڑکی سے کہا "کیا تمہیں اس بات کا خوف ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا۔ نہیں میں ایسا نہیں کروں گا" وہ لڑکی کہتی

ہے کہ "میں نے خبیب سے بہتر قیدی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم میں نے ان کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ دیکھا' وہ اس کو کھا رہے تھے' حالانکہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے' مکہ مکرمہ میں اس زمانہ میں کوئی پھل نہیں آرہا تھا' وہ رزق اللہ کی طرف سے تھا اور اللہ ہی نے خبیبؓ کو دیا تھا" پھر کافر حضرت خبیب کو لے کر حدود حرم کے باہر گئے تاکہ انہیں قتل کریں۔ حضرت خبیب نے ان سے کہا "مجھے اتنی مہلت دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں" کافروں نے انہیں چھوڑ دیا۔ انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی' اس کے بعد کہا اگر تم یہ خیال نہ کرتے کہ مجھے قتل کا خوف ہے تو میں طویل نماز پڑھتا۔ پھر اس طرح دعاء کی "اے اللہ ان کو گن لے' ان کو علیحدہ علیحدہ مار اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑ۔ پھر یہ شعر پڑھے۔

ولست ابالی حین اقتل مسلما
علی ای شق کان للہ مصرعی
وذلک فی ذات الالہ و ان یشا
یبارک علی اوصال شلو ممزع

جبکہ میں اسلام پر قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کہ میں کس پہلو پر گرتا ہوں۔ یہ مصیبت تو اللہ کی راہ میں پہنچ رہی ہے اور اگر اللہ چاہے تو کٹے ہوئے اعضاء کے ٹکڑوں میں برکت عطا فرمائے۔

اس کے بعد حارث کے بیٹے نے انہیں شہید کر دیا۔

حضرت خبیب ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے ہر اس مسلم کے لئے جو قید کر کے قتل کیا جائے۔ دو رکعت مسنون کر دیں (کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس فعل کو برقرار رکھا اور ناپسند نہیں فرمایا)

اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم بن ثابت کی دعاء قبول فرمائی جو انہوں نے

شہادت کے دن مانگی تھی اور اپنے نبی کو ان کی خبر پہنچا دی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اس واقعہ سے مطلع فرمایا۔

کفار قریش میں سے چند لوگوں نے حضرت عاصم کے قتل کا یقین نہیں کیا' لہٰذا انہوں نے چند آدمی روانہ کیے تاکہ وہ ان کے جسم کا کوئی حصہ کاٹ کر لے آئیں جس سے یہ پہچانا جائے کہ واقعی وہ قتل ہو گئے۔ کیونکہ حضرت عاصمؓ نے جنگ بدر میں ان کے ایک سردار کو قتل کیا تھا لہٰذا وہ حضرت عاصمؓ کے قتل کے بہت زیادہ متمنی تھے۔ جب قریش کے بھیجے ہوئے آدمی وہاں پہنچے حضرت عاصم کی لاش پر بھڑیں چھتہ کی طرح چھا گئیں۔ بھڑوں نے ان کی لاش کو محفوظ کر دیا اور کافر اس بات پر قادر نہ ہو سکے کہ ان کے جسم کا کوئی ٹکڑا کاٹ سکیں۔ (۱)

## حواشی

۱۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ھل یستاسر الرجل عن ابی ہریرہ کتاب المغازی ابواب غزوۃ بدر باب غزوۃ الرجیع

# واقعہ بیرٔ معونہ سنہ ۴ھ

رعل' ذکوان' عصیہ اور بنو لحیان کے لوگوں نے (بظاہر مسلمان بن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ایسے آدمی طلب کئے جو (تبلیغی جدوجہد میں) ان کی مدد کر سکیں اور ان کو قرآن و سنت کی تعلیم بھی دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر قراء کو جو کہ بڑے ہی فضلاء اور بزرگوار تھے' منتخب فرمایا اور ان کے ساتھ روانہ کر دیا۔ ان میں حضرت انسؓ کے ماموں یعنی حضرت ام سلیم کے بھائی حضرت حرام بن ملحان اور ایک لنگڑے قاری بھی شامل تھے۔ یہ لوگ دن کے وقت لکڑیاں چن کر لاتے اور ان کو بیچ کر اصحاب صفہ اور فقرا کے لئے کھانا خریدتے رات کو قرآن حکیم پڑھتے (دین) حاصل کرتے اور نماز (تہجد) پڑھا کرتے تھے۔

مدینہ منورہ سے روانہ ہونے کے بعد جب یہ لوگ بیرٔ معونہ کے مقام پر پہنچے تو ان لوگوں نے بدعہدی کی۔ جو عہد انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا اسے توڑ دیا۔ حضرت حرامؓ کو جب ان کی بدعہدی کا علم ہوا تو دو آدمیوں کے ساتھ آگے بڑھ گئے۔ کچھ دور جا کر انہوں نے اپنے ساتھیوں سے جن میں ایک لنگڑے تھے کہا "تم دونوں میرے قریب چلتے رہنا جب تک کہ میں ان کے پاس پہنچوں۔ اگر کافروں نے مجھے امن دے دیا تو تم میرے قریب ٹھہرے رہنا اور اگر مجھے مار ڈالا تو تم اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جانا۔ یہ کہہ کر

حضرت حرامؓ کافروں کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کیا تم مجھے امن دیتے ہو تاکہ میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچاؤں۔ انہوں نے امن دے دیا۔ حضرت حرام نے تقریر شروع کی۔ ان لوگوں نے ایک شخص کو اشارہ کیا۔ اس نے پیچھے سے آکر حضرت حرام کو نیزہ مارا اور ان کے جسم کے پار کر دیا۔ حضرت حرامؓ نے اپنا خون لے کر اپنے منہ اور سر پر مل لیا اور کہا **"فزت ورب الکعبتہ"** قسم ہے کعبہ کے رب کی میں اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ کفار نے دو کے علاوہ باقی تمام مومنین کو شہید کر دیا۔ مومنین یہ کہتے رہے کہ ہم لڑنے نہیں آئے ہیں۔ لیکن انہوں نے ایک نہیں سنی۔ شہید ہونے والوں میں حضرت عروہ بن اسماء بن صلت اور منذر بن عمرؓ شامل تھے۔

دو مسلمان جو بچ گئے تھے ان میں سے ایک لنگڑے قاری تھے۔ یہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے اور بچ کر نکل آئے دوسرے حضرت عمرو بن امیہ ضمری تھے جن کو کافروں نے گرفتار کر لیا۔

عامر بن طفیل جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نامراد لوٹا تھا اس سازش میں ملوث تھا۔ جب حضرت عمرو بن امیہ گرفتار کر کے اس کے پاس لائے گئے تو اس نے ایک لاش کی طرف اشارہ کر کے پوچھا یہ کون ہے۔ حضرت عمرو نے کہا "یہ عامر بن فہیرہ ہیں" عامر بن طفیل نے کہا "میں نے دیکھا کہ وہ قتل ہونے کے بعد آسمان کی طرف اٹھائے گئے بڑی دیر تک ان کی لاش آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہی پھر وہ زمین پر رکھ دی گئی" یہ وہی عامر بن فہیرہ ہیں جو سفر ہجرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس واقعہ کی خبر پہنچی۔ آپؐ نے صحابہ کو مطلع کیا اور فرمایا "تمہارے ساتھی مصیبت میں مبتلا ہوئے" شہادت کے بعد انہوں نے اپنے رب سے دعا مانگی "اے ہمارے رب ہمارے بھائیوں کو

ہماری اور اپنی رضامندی کی خبر پہنچا دے" اللہ تعالیٰ نے ان کا حال صحابہ کو بتا دیا وحی کے یہ الفاظ تھے۔

**بلغوا عنا قومنا انا لقینا ربنا فرضی عنا وارضانا**

ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ بے شک ہم اپنے رب سے ملے۔ وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم اس سے راضی ہیں۔

وحی کے یہ الفاظ قرآن مجید کی آیت کے طور پر تلاوت کئے جاتے تھے۔ بعد میں بحکم الٰہی ان کی تلاوت منسوخ کر دی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ سے اتنا سخت صدمہ ہوا کہ آپ ایک ماہ تک صبح کی نماز میں رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھتے رہے۔ آپ عرب کے ان قبیلوں پر بددعاء کرتے تھے جنھوں نے اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی بدعہدی کی صورت میں کی تھی۔

عامر بن طفیل کو طاعون ہو گیا' اس نے کہا یہ اونٹ کی غدود کی طرح ایک غدود ہے میرا گھوڑا لاؤ وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور گھوڑے کی پشت پر ہی مر گیا۔ (۱)

## حواشی

۱۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع بئر معونتہ عن انس و عن عائشہ۔ صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنتہ للشہید

# غزوہ بنو مصطلق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنو مصطلق پر حملہ کیا۔ راستہ میں آپؐ نے حضرت جابر کو کسی کام کے لئے روانہ کیا۔ جب وہ واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سواری پر) نماز پڑھ رہے تھے۔ (حضرت جابرؓ کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آپؐ نماز پڑھ رہے ہیں) انہوں نے کچھ بات کہی' آپؐ نے ہاتھوں سے اشارہ کیا (انہوں نے بات بند کر دی آپ نماز پڑھتے رہے) رکوع و سجود کے لئے آپؐ سر جھکا دیا کرتے تھے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں "مجھے آپؐ کی قراءت کی آواز آرہی تھی" جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نماز پڑھ رہا تھا اس لئے جواب نہ دے سکا اچھا بتاؤ تم نے وہ کام کر لیا؟" (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو ساتھ لے کر بنو مصطلق پر اچانک حملہ کر دیا انہیں آپ کے آنے کی خبر نہ ہوئی۔ جب آپ ان کے پاس پہنچے تو وہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑنے والوں کو قتل کر دیا اور باقی کو قید کر لیا۔ ان قیدیوں میں حضرت جویریہؓ بھی تھیں۔ (۲)

بعض لوگوں کو عورتوں کی خواہش ہوئی لیکن انہوں نے یہ نہ چاہا کہ ان کی لونڈیاں حاملہ ہوں لہٰذا انہوں نے عزل کا ارادہ کیا۔ پھر انہوں نے سوچا کہ جب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں تو آپؐ سے پوچھے بغیر عزل کیوں کریں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عزل نہ کرنے میں تمہارا کوئی حرج نہیں چونکہ جو جان قیامت تک پیدا ہونے والی ہے وہ پیدا ہو کر رہے گی۔ (۳)

کچھ عرصہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ خفیہ طور پر زندہ گاڑنا ہے" گویا اس کی ممانعت فرما دی۔ (۴)

مہاجرین میں ایک شخص بہت ہی ظریف الطبع تھا۔ اس نے مذاق میں ایک انصاری کی پیٹھ پر تھپڑ مار دیا۔ انصاری کو غصہ آگیا۔ اس نے انصار کو آواز دی۔ اس نے مہاجرین کو آواز دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آوازیں سن کر اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ ایام جاہلیت کی سی پکار کیسی؟ یہ کیا لوگوں کا حال ہے؟" صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری کیفیت سنائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پکار کو (ہمیشہ کے لئے) ترک کر دو۔ یہ خبیث پکار ہے۔ (۵)

ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ ہی میں تھے کہ حضرت زید بن ارقم نے عبداللہ بن ابی منافق کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ "جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں ان کو کچھ نہ کچھ دیا کرو (جب انہیں کچھ ملے گا تو وہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر) بھاگ جائیں گے۔ مہاجرین نے ہم سے فریاد رسی کی تھی (ہم نے انہیں ٹھکانہ دیا لیکن یہ ہمارے ہی سر پر چڑھ گئے) اب ہم یہ کریں گے کہ مدینہ پہنچ کر جو عزت والا ہے وہ ذلیل آدمی کو (مدینہ سے) نکال دے گا" حضرت زید بن ارقم نے اس بات کا ذکر اپنے چچا سے یا حضرت عمر سے کیا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کو بلایا۔ حضرت زید نے آپ صلی اللہ علیہ

وسلم سے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ پھر آپ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلایا اور ان سے اس واقعہ کی تحقیق کی۔ تمام منافقین نے قسمیں کھا کر انکار کر دیا اور حضرت زیدؓ کی تکذیب کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سچا سمجھ لیا اور حضرت زید بن ارقم کی بات غلط سمجھا۔ حضرت زید کو اس بات سے شدید صدمہ ہوا۔ وہاں سے اٹھ کر وہ اپنی منزل میں جا کر بیٹھ گے اور کچھ دیر بعد سو گئے۔ جب ان کے چچا کو معلوم ہوا تو وہ ان کے پاس آئے۔ حضرت زید کو غمگین دیکھ کر انہوں نے کہا۔ تمہاری یہ کیفیت غالبا" اس لئے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں جھوٹا سمجھا اور تم پر خفگی کا اظہار کیا۔

ابھی کچھ دیر گذری نہیں تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ کو بلایا۔ جب حضرت زیدؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ نے تمہاری تصدیق کر دی ہے"

**اذا جاء ک المنفقون قالوا نشهد انک لرسول الله والله يعلم انک لرسوله والله يشهد ان المنفقين لكذبون ○ اتخذوا ايمانهم جنته فصدوا عن سبيل الله انهم ساء ما كانوا يعملون○ ذلک بانهم امنوا ثم كفروا فطبع على قلوبهم فهم لا يفقهون○ و اذا رايتهم تعجبک اجسامهم وان يقولوا تسمع لقولهم كانهم خشب مسندة يحسبون كل صيحته عليهم هم العدو فاحذرهم قاتلهم الله انى يوفكون○**

جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو (ضرور) کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک ضرور آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یقیناً ضرور آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک منافق ضرور جھوٹے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا ہے پھر لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا۔ بے

شک وہ بہت ہی برے کام کر رہے ہیں۔ یہ اس وجہ سے کہ وہ (زبان سے) ایمان لائے پھر انہوں نے (دل کا) کفر ظاہر کیا۔ تو ان کے دلوں پر مہر کر دی تو وہ کچھ نہیں سمجھ سکتے اور اے مخاطب جب تو انہیں دیکھے تو ان کے قد و قامت تجھے پسندیدہ نظر آئیں اور اگر وہ بات کریں تو ان کی بات تو غور سے سنے گا گویا کہ وہ لکڑی کی شہتیریں ہیں دیوار کے سہارے کھڑی کی ہوئیں۔ ہر اونچی آواز کو وہ اپنے اوپر سمجھتے ہیں وہی (سخت زہریلے) دشمن ہیں۔ تو ان سے بچتے رہو ان پر اللہ کی مار کہاں بھٹکتے پھرتے ہیں۔

چونکہ آپ رحمتہ للعالمین تھے۔ آپ نے اس ناطے منافقین کو بلوایا۔ تاکہ ان کے لئے اللہ سے بخشش کی دعا مانگیں۔ منافقین نے متکبرانہ انداز میں اپنے سر مٹکا دیئے۔ اللہ نے ان کے اس متکبرانہ اور معاندانہ رویئے کو قرآن میں یوں بیان فرمایا:

**واذا قیل لھم تعالوا یستغفرلکم رسول اللہ لووا رءوسھم و رایتھم یصدون وھم مستکبرون○ سواء علیھم استغفرت لھم ام لم تستغفر لھم لن یغفر اللہ لھم ان اللہ لا یھدی القوم الفسقین○ ھم الذین یقولون لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ حتی ینفضوا وللہ خزائن السموات الارض ولکن المنفقین لا یفقھون○ یقولون لئن رجعنا الی المدینتہ لیخرجن الاعز منھا الاذل وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنفقین لا یعلمون○**

اور جب ان سے کہا جائے اللہ کے رسول تمہارے لئے مغفرت طلب کریں (تو از راہ تمسخر) اپنے سر مٹکاتے ہیں۔ اور آپ انہیں دیکھتے ہیں کہ تکبر کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں ان پر یکساں ہے کہ آپ ان کے لئے معافی چاہیں یا ان کے لئے معافی نہ چاہیں۔

اللہ انہیں ہرگز معاف نہ فرمائے گا بے شک اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت

نہیں فرماتا۔ وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ نہ خرچ کرو ان لوگوں پر جو رسول اللہ کے پاس ہیں یہاں تک کہ یہ سب منتشر ہو جائیں گے اور اللہ ہی کی ملک ہیں آسمانوں اور زمینوں کے خزانے مگر منافق نہیں سمجھتے۔ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ سکے تو عزت والے ذلت والوں کو وہاں سے ضرور نکال دیں گے۔ حالانکہ عزت تو صرف اللہ کے رسول اور ایمان والوں کے لئے ہے لیکن منافق نہیں جانتے۔

حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے کہ اس خبیث عبداللہ بن ابی کی گردن اڑا دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رہنے دو لوگ کہیں گے کہ کیسے رسول ہیں کہ اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔ (۸)

# حواشی غزوہ بنو مصطلق

۱۔ صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب تحریم الکلام فی الصلوۃ عن جابر

۲۔ صحیح مسلم کتاب الجهاد والسیر باب جواز الاغارۃ عن ابن عمر

۳۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بنی مصطلق عن ابی سعید

۴۔ صحیح مسلم کتاب النکاح باب جواز الغیلۃ عن جرامۃ

۵۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ المنافقون

۶۔ سورۃ منافقون آیت ۱ تا ۴

۷۔ ایضاً" آیت ۵ تا ۸

۸۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر عورۃ المنافقون عن زید بن ارقم

# غزوہ خندق سنہ ۴ھ

اس غزوہ کو غزوہ خندق اس لئے کہتے ہیں کہ اس موقع پر خندق کھود کر مدینہ کی حفاظت کی گئی تھی۔ غزوہ احزاب اس لئے کہتے ہیں کہ کئی گروہ مسلمانوں کے خلاف جتھا بنا کر قوی اتحاد کی صورت اختیار کر گئے (الکفر ملتہ واحدۃ)

**وجوہات :۔** ادھر مشرکین مکہ اپنے سرداروں کے قتل پر بڑے غمگین اور پریشان حال تھے۔ کیونکہ وہ معاشی طور پر بھی بڑے پریشان تھے۔ ادھر آپؐ کی آمد یہود کے لئے بھی سوہان روح بنی ہوئی تھی۔ انہیں اپنی قیادت و سیادت جاتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ ان کی معیشت بھی تباہ ہو رہی تھی۔ بنو قینقاع اور بنو نضیر مدینہ سے جلا وطن ہو چکے تھے۔ ان کی زمینیں اور جائیداد سب ہی ان کے ہاتھ سے نکل گئے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے مستقبل سے سخت پریشان تھے۔ اس لئے انہوں نے منصوبہ بندی کی کہ اگر اس موقع پر مسلمانوں کا قلع قمع نہ کیا گیا پھر ان سے نپٹنا مشکل ہو جائے گا انہوں نے سارے عرب کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے خزانوں کے منہ کھول دیئے۔ حیّ بن اخطب، سلام بن ابی حقیق، کنانہ بن ربیع، سلام بن مشکم، ابی عمارہ، غرض کہ یہودیوں کے بڑے بڑے سردار سب ہی ایک وفد کی صورت میں مکہ گئے۔ قریش مکہ کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ کیا اور انہیں اپنی طرف سے ہر طرح کے تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

جنگ کا مقصد صرف مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانا تھا۔ قرآن میں ہے:

**یریدون لیطفوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون (۱)**

وہ اپنے منہ سے پھونکیں مار کر اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے خواہ کافر کتنا ہی برا منائیں۔

کافروں نے اسی مقصد کی خاطر مدینہ پر حملہ کیا۔ جس کے نتیجہ میں جنگ خندق ہوئی جنگ خندق جنگ احد کے ٹھیک ایک سال بعد ہوئی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں کے حملہ کرنے کی خبر ملی تو سب سے پہلا کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیا کہ مومنین کی مردم شماری کرائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جو لوگ اسلام کا کلمہ پڑھتے ہیں ان کے نام لکھ کر لاؤ۔ اس حکم کی تعمیل میں ایک ہزار پانچ سو مردوں کے نام لکھے گئے۔(۲)

مدینہ منورہ پر جنگ کے بادل منڈلا رہے تھے ہر وقت کھٹکا سا لگا رہتا تھا کہ کسی وقت بھی حملہ ہو جائے گا۔

ایک رات ایسا ہوا کہ مدینہ کے باہر سے خوفناک آواز آئی۔ تمام اہل مدینہ گھبرا گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً حضرت ابو طلحہؓ کا گھوڑا عاریتاً لیا جو بہت سست رفتار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہو کر مدینہ کے باہر دیکھنے کے لئے گئے (کہ یہ کیسی آواز ہے) آپؐ کے جانے کے بعد اور لوگ بھی تیار ہو گئے اور اس آواز کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آتے ہوئے ملے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن میں تلوار لٹکی ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں، گھبراؤ نہیں، کوئی خطرہ نہیں میں دیکھ کے آرہا ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے حضرت ابو طلحہؓ سے فرمایا کہ ہم نے آپ کے گھوڑے کو مثل دریا کے تیز پایا۔ اس کے بعد وہ گھوڑا کسی گھوڑے سے پیچھے نہ رہتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح تن تنہا آدھی رات کو اس آواز کی طرف چلے جانا بہادری کی زبردست علامت ہے۔ اس لئے حضرت انسؓ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر تھے۔ (۳)

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کے آنے کی خبر سن کر ابو طلحہ کے ایک گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اس گھوڑے کو مندوب کہا جاتا تھا۔ باہر نکل کر دیکھا تو خوف و گھبراہٹ کی کوئی چیز نہ پائی۔ تو آکر فرمایا کہ کوئی گھبراہٹ کی بات نہ تھی میں نے اس گھوڑے کو واقعی دریا کی طرح تیز دوڑایا تھا۔

ایک رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے باہر گشت کرتے ہوئے کافی دیر تک جاگتے رہے۔ جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو فرمایا "کاش آج رات کو میرے صحابہ میں سے کوئی صالح شخص میری چوکیداری کرتا" حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے یہ الفاظ سنے تو فوراً ہتھیار پہن کر حاضر ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار کی آواز سنی تو فرمایا "یہ کون ہے؟" حضرت سعد نے کہا "میں سعد بن ابی وقاص ہوں' میں آپ کی چوکیداری کرنے آیا ہوں" یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطمینان سے سو گئے۔ (۴)

جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں کے حملہ کرنے کا یقین ہو گیا تو مردم شماری کے بعد دوسرا حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیا کہ مدینہ کے ارد گرد خندق کھودی جائے۔ صحابہ نے خندق کھودنی شروع کر دی' خندق میں مٹی نکال کر وہ اپنی پیٹھوں پر لادتے تھے اور پھر اسے باہر لے جا کر ڈال دیتے

تھے۔ (۵)

مہاجرین اور انصار اس کام میں مشغول تھے۔ ان کے پاس نہ غلام تھے نہ مزدور کہ وہ اس کام کو سرانجام دیتے صبح کا وقت تھا۔ سردی کا دن تھا۔ صحابہ کرام خندق کھود رہے تھے کہ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حالت دیکھی کہ فاقہ سے دو چار ہیں۔ لیکن محنت و مشقت کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **اللھم ان العیش عیش الاخرۃ فاغفر للانصار والمہاجرۃ**

ترجمہ :۔ اے اللہ عیش تو درحقیقت آخرت کا عیش ہے اے اللہ انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں صحابہ کرام یہ پڑھتے تھے۔

(ترجمہ) ہم وہ ہیں کہ جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی کہ ہم جب تک باقی ہیں ہمیشہ جہاد کرتے رہیں گے ہم وہ ہیں کہ جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی کہ ہم جب تک زندہ ہیں ہمیشہ جہاد کرتے رہیں گے۔ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی ہے کہ ہم جب تک زندہ ہیں (جہاد کرتے رہیں گے) ہمیشہ اسلام پر قائم رہیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جواب میں فرماتے ہیں۔

**اللھم انہ لا خیر الا خیر الاخرۃ فبارک فی الانصار والمہاجرۃ**

(ترجمہ) اے اللہ کوئی عیش (حقیقی) نہیں سوائے آخرت کے عیش کے (اے اللہ) انصار اور مہاجرین کو عزت عطا فرما۔ اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح فرماتے۔

**اللھم لا عیش الا عیش الاخرۃ فاصلح الانصار والمہاجرۃ**

(ترجمہ) اے اللہ کوئی عیش (حقیقی) نہیں سوائے آخرت کے عیش کے (اے اللہ) انصار اور مہاجرین کی اصلاح فرما۔

بخاری کے الفاظ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اگرچہ بھوکے تھے (لیکن بڑے اطمینان و حوصلہ کے ساتھ) محض اللہ کی رضا جوئی کی خاطر وہ یہ تمام مصیبتیں برداشت کر رہے تھے (کبھی ایسا ہوتا کہ) لوگ ایک مٹھی جو لاتے، پھر وہ بدبودار روغن میں پکائے جاتے اور قوم کے سامنے رکھ دیئے جاتے۔ کھاتے وقت جو حلق میں ناگوار بھی معلوم ہوتے اور ان میں بدبو بھی آتی تھی۔ (۶) تاہم چار و ناچار انہیں کھانا پڑتا تھا۔

خندق کھودتے کھودتے اتفاقاً" ایک چٹان نکل آئی (وہ اتنی سخت تھی کہ کسی سے نہ ٹوٹی) لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر عرض کیا کہ ایک چٹان (ایسی) نکل آئی ہے (کہ کسی طرح نہیں ٹوٹتی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خود آکر اسے توڑتا ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں روانہ ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے۔ تین روز سے کسی نے بھی کھانا نہ کھایا تھا۔ ایسے عالم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کھینچ کر کدال ماری کدال مارتے ہی وہ چٹان ریزہ ریزہ ہو گئی۔ (۷)

جب حضرت جابرؓ نے یہ دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے ہیں تو خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے گھر جانے کی اجازت دے دیجئے۔ آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ اجازت حاصل کر کے وہ اپنی بیوی کے پاس آئے۔ بیوی سے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا ہے کہ میں صبر نہیں کر سکتا۔ تمہارے پاس (کھانے کے لئے) کچھ ہے۔ بیوی نے کہا "میرے پاس کچھ جو اور ایک بکری کا بچہ ہے" یہ کہہ کر انہوں نے تھیلی میں سے جو نکالے جو حجم میں صرف ایک صاع

تھے۔ انہوں نے انہیں پیسنا شروع کر دیا۔ حضرت جابر نے بکری کے بچے کو ذبح کیا' گوشت کو پتیلی میں ڈال کر پکنے کے لئے آگ پر رکھ دیا۔ جو پیسنے کے بعد ان کی بیوی آٹا گوندھنے لگیں۔ حضرت جابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانے روانہ ہوئے۔ بیوی نے کہا "مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کے سامنے رسوا نہ کرنا" حضرت جابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور چپکے سے کہا "اے اللہ کے رسول' میرے پاس کچھ کھانا ہے آپ ایک دو آدمیوں کے ساتھ تشریف لے چلیئے" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "کتنا کھانا ہے" حضرت جابر نے کھانے کی تعداد بتائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ تو بہت ہے اور بڑا پاکیزہ ہے۔ جاؤ اپنی بیوی سے کہو میرے آنے سے پہلے پتیلی نہ اتاریں نہ روٹی پکائیں اگر تنور میں روٹیاں لگا دی ہوں تو انہیں نہ اتاریں" یہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے فرمایا "اے خندق والو! جابرؓ نے کھانا پکایا ہے لہٰذا جلدی چلو" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماتے ہی مہاجرین اور انصار سب چلنے کے لئے تیار ہو گئے۔ حضرت جابر فوراً اپنی بیوی کے پاس پہنچے اور کہنے لگے "وائے افسوس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام مہاجرین اور انصار کے ساتھ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں خندق کھود رہے ہیں تشریف لا رہے ہیں۔ بیوی نے کہا کیا تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تھا کہ "کھانا کس قدر ہے" حضرت جابر نے کہا "ہاں" اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جابر کے پاس پہنچ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "کیا تم نے وہ کام جس کے متعلق میں نے کہا تھا کر لیا۔" حضرت جابر کی بیوی نے کہا ہاں' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹے میں اور برتن میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی۔ پھر حضرت جابر کی بیوی سے فرمایا کہ ایک روٹی پکانے والی کو بلاؤ جو تمہارے ساتھ روٹی پکائے اور

تم پتیلی میں سے سالن بھی نکالتے جانا۔ یہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کہا اندر چلے آؤ اور ایک دوسرے سے مزاحمت نہ کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھانا کھلانا شروع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روٹی توڑتے اور گوشت اس پر رکھ کر لوگوں کو کھانے کے لئے دے دیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی پتیلی میں سے سالن اور تنور سے روٹی نکالتے تھے۔ نکالنے کے بعد فوراً پتیلی اور تنور کو ڈھانک دیتے۔ اس طرح آپ روٹی سالن لوگوں کے سامنے رکھتے اور جب وہ فارغ ہو جاتے تو دستر خوان اٹھا لیتے اور پھر دوسروں کے سامنے بچھا دیتے۔ یہی ہوتا رہا یہاں تک کہ سب کا پیٹ بھر گیا۔ پتیلی سے ابھی سالن ابل رہا تھا آٹے کی روٹیاں پک رہی تھیں لیکن وہ کم نہ ہوا تھا۔ ایک ہزار آدمی کھا چکے تھے لیکن کھانا ابھی باقی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر کی بیوی سے فرمایا کہ تم بھی کھاؤ اور تحفہ اوروں کے ہاں بھی بھیجو کیونکہ ہم سب ہی بھوکے ہیں۔ (۸)

جبل احد کا مشرقی و مغربی رخ ہے۔ یہ خندق مقام شیخین سے شروع ہو کر جبل سلع کے مغربی حصہ تک کھودی گئی۔ بعد میں مزید بڑھا کر بطحان اور وادی رانونا کے مقام اتصال تک پہنچائی گی یہ لمبائی ساڑھے تین میل ہوتی ہے۔ چوڑائی اتنی تھی کہ گھڑ سوار کے لئے بھی اس پر سے جست لگانا ناممکن تھا گہرائی اتنی تھی کہ تری نکل آئی۔ علامہ شبلی نے گہرائی پانچ گز لکھی ہے۔

خندق کھودنے کے لئے جبل سلع کے دامن میں پڑاؤ ڈالا گیا۔ سرخ چمڑے کا خیمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لگایا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بہ نفس نفیس خندق کھودنے میں شریک تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کی مٹی اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے۔ اور باوجود اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ پر بکثرت بال تھے۔ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کے بال اور شکم مبارک خاک سے چھپ گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ابن رواحتہ کے یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

**اللھم لو لا انت ما اھتدینا۔ ولا تصدقن ولا صلینا۔ فانزلنا سکینتہ علینا ولبت الاقدام ان لا قینا۔ ان الاولی قد بغوا علینا۔ وان ارادوا فتنتہ ابینا**

اے اللہ اگر تیرا فضل نہ ہوتا تو ہم ہدایت یاب نہ ہوتے۔ نہ صدقے دیتے، نہ نماز پڑھتے، ہم پر تسکین نازل فرما اور اگر دشمن سے ہمارا مقابلہ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ، بے شک ان لوگوں نے ہم پر زیادتی کی ہے، اگر یہ فتنہ کا ارادہ کریں گے تو ہم ایسا نہ ہونے دیں گے اور آخری لفظ ابینا ابینا کے ساتھ اپنی آواز کو بلند فرماتے۔ (۹)

خندق تیار ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی تیاری شروع کر دی اور ہتھیار وغیرہ پہن لئے۔ (۱۰)

ادھر مسلمان خندق کی کھدائی سے فارغ ہوئے ادھر کفار کے لشکر جوق در جوق پہنچنا شروع ہو گئے۔

ایک عرصہ سے جنگ کا خطرہ محسوس کیا جا رہا تھا بالاخر قرآن کہتا ہے:

**اذ جاء تکم جنود۔** (۱۱) جب کافروں کی فوجیں تم پر آپہنچیں۔

قرآن مجید کے لفظ "احزاب" سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ متعدد فوجیں تھیں جنہوں نے یک بارگی مدینہ منورہ پر حملہ کیا تھا۔ مسلمانوں نے اپنے بچوں اور عورتوں کو حضرت حسان کے قلعہ میں محفوظ کر دیا (۱۲) یہ الفاظ صرف مسلم کی روایت میں ہیں۔

**اذ جاء وکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون باللہ الظنونا ○ ھنالک ابتلی المومنون وزلزلوا زلزالا شدیدا ○** (۱۳)

جب کافر تم پر چڑھ آئے تمہارے اوپر سے تمہارے نیچے سے اور جب آنکھیں پھری کی پھری رہ گئیں اور دل منہ کو آنے لگے اور تم اللہ کے متعلق مختلف گمان کرنے لگے۔ وہ مکان تھا جہاں مسلمانوں کی آزمائش کی گئی اور وہ نہایت سختی سے ہلا دیئے گئے۔

رات کا وقت تھا۔ ہوا تیز چل رہی تھی۔ سردی کی شدت تھی کہ عین اس عالم میں اللہ کے رسول نے فرمایا "کوئی شخص ہے جو کافروں کی خبر لائے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو میری معیت نصیب فرمائے گا' سب خاموش رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی فرمایا۔ پھر سب خاموش رہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ سے فرمایا۔ اٹھو اور جا کر کفار کی خبر لاؤ۔ دیکھو انہیں مجھ پر نہ اکسانا' حضرت حذیفہ نے حکم کی تعمیل کی۔ اتنی سخت سردی کے باوجود انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا گویا وہ گرم حمام میں چلے جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ کفار کی فوجوں تک پہنچ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ابو سفیان اپنی پیٹھ سینک رہے ہیں۔ انہیں دیکھتے ہی حضرت حذیفہؓ نے تیر کمان پر چڑھایا اور انہیں مارنے کا ارادہ کیا۔ وہ تیر مارنے ہی والے تھے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد آیا کہ "انہیں مجھ پر نہ اکسانا" لہٰذا انہوں نے تیر نہ مارا وہ کہتے ہیں کہ اگر میں تیر مارتا تو ضرور ابو سفیان کے لگتا الغرض کفار کی جاسوسی کے بعد حضرت حذیفہؓ وہاں سے واپس ہوئے اور انہیں پھر وہی محسوس ہوا کہ وہ گرم حمام میں چل رہے ہیں جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور سب حال بیان کر چکے تو پھر سردی محسوس ہونے لگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنا ایک فاضل کمبل اڑھا دیا۔ جسے اوڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے۔ حضرت حذیفہؓ کمبل اوڑھ کر صبح تک سوتے رہے۔ جب صبح صادق ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے بہت زیادہ سونے

والے اٹھ جاؤ" (۱۴)

کفار کی کثرت سے منافقین گھبرا گئے۔ اللہ نے ان کے کردار اور بدنیتی کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

**واذ یقول المنفقون والذین فی قلوبھم مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا○ واذ قالت طائفۃ منھم یا ھل یثرب لا مقام لکم فارجعوا ویستاذن فریق منھم النبی یقولون ان بیوتنا عورۃ وما ھی بعورۃ ان یریدون الا فرارا○ ولو دخلت علیھم من اقطارھا ثم سئلوا الفتنۃ لاتوھا وما تلبثوا بھا الا یسیرا○ ولقد کانوا عاھدوا اللہ من قبل لا یولون الادبار وکان عھد اللہ مسئولا○ قل لن ینفعکم الفرار ان فررتم من الموت او القتل واذا لا تمتعون الا قلیلا○ قل من ذالذی یعصمکم من اللہ ان اراد بکم سوء او اراد بکم رحمۃ ولا یجدون لھم من دون اللہ ولیا ولا نصیرا○**

(۱۵)

(ترجمہ) اور جب کہا منافقوں نے اور ان لوگوں نے جن کے دلوں میں (شک کی) بیماری تھی کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے (فتح کا) وعدہ نہیں کیا تھا مگر دھوکہ دینے کے لئے اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا اے مدینہ والو تمہارے ٹھہرنے کی کوئی جگہ نہیں تو تم واپس چلے جاؤ اور ان میں سے ایک گروہ نے نبیؐ سے یہ کہہ کر اجازت مانگی بے شک ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ غیر محفوظ نہ تھے وہ تو بھاگنا ہی چاہتے تھے۔ اور اگر مدینہ کے اطراف سے ان پر فوجیں داخل کر دی جاتیں پھر ان سے شرک طلب کیا جاتا وہ ضرور ان کی مراد پوری کر دیتے اور اس میں تاخیر نہ کرتے مگر بہت تھوڑی اور بے شک وہ اس سے پہلے اللہ سے ضرور عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ پھیر کر نہ بھاگیں گے اور اللہ کے ساتھ کیا عہد ضرور پوچھا جائے گا۔ فرما دیجئے تمہیں بھاگنا ہرگز نفع نہ دے گا اگر

تم موت یا قتل سے بھاگو اور اس وقت تم فائدہ نہ پہنچاؤ گے مگر تھوڑا۔ فرما دیجئے تمہیں کون بچائے گا اللہ سے اگر وہ تمہیں تکلیف پہنچانا چاہے یا تم پر رحمت کا ارادہ فرمائے وہ اپنے لئے اللہ کو چھوڑ کر کسی کو حمایت کرنے والا نہ پائیں گے اور نہ کوئی مددگار۔

منافقوں نے مومنوں کے ایمان میں تذبذب پیدا کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ان کی حوصلہ شکنی کی پوری کوشش کی تاہم منافقین کی تمام کاوشیں بے سود و بے کار ہی ثابت ہوئیں بلکہ مسلمان پوری استقامت کے ساتھ ایمان کی شاہراہ پر گامزن رہے جونہی انہوں نے کفار کو میدان جنگ میں آتے ہوئے دیکھا تو پکار اٹھے:

**ولما را المومنون الاحزاب قالوا هذا ما وعدنا الله ورسوله وصدق الله ورسوله وما زادهم الا ايمانا وتسليما○ من المومنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر وما بدلوا تبديلا ○ ليجزى الله الصدقين بصدقهم و يعذب المنفقين ان شاء او يتوب عليهم ان الله كان غفورا رحيما○ (۱۶)**

(ترجمہ) اور جب مسلمانوں نے (کافروں کے) لشکر دیکھے (تو) کہنے لگے یہ ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ فرمایا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا اور اس نے ان کے لئے نہ زیادہ کیا۔ مگر ایمان (کی قوت) اور مان لینے کو۔ ایمان والوں میں سے کچھ ایسے (قوی) مرد ہیں۔ جنہوں نے سچا کر دیا اس عہد کو جو اللہ سے کیا تھا تو ان میں سے کوئی (جہاد میں شریک ہو کر) اپنی نذر پوری کر چکا۔ اور ان میں سے کوئی انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے (اپنے وعدہ میں کچھ بھی) رد و بدل نہیں کیا۔ تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا (بہترین) اجر عطا فرمائے اور منافقوں کو عذاب دے اگر چاہے یا (انہیں توبہ کی توفیق عطا فرما کر) ان پر

رجوع برحمت ہو بے شک اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

میدان جہاد میں اترتے وقت مسلمانوں کو اللہ کی طرف سے نصرت پر پورا یقین رکھنا چاہئے۔ کفار کی کثرت سے ہرگز خائف نہیں ہونا چاہئے۔

تلواروں کے سائے تلے اس کی طرف سے مدد کا امیدوار ہونا چاہئے کہ وہ ذات مجھے ضائع نہ کرے گی۔ جنگ احزاب میں آنے والے صحابہ کرام جذبہ ایمانی سے پوری طرح سرشار تھے۔ قدرت نے ہوائیں چلا چلا کر ان کی مدد فرمائی چونکہ کائنات کی ہر چیز پر اسی کی ذات کا تصرف ہے۔

جنگ شروع ہوئی مسلمان بے جگری سے لڑتے رہے۔ اس کے برعکس منافقین نے جنگ سے پہلو تہی اختیار کی۔ بلکہ دوسروں کو بھی جنگ سے روکنے کی کوششیں کرتے رہے۔ قرآن حکیم نے منافقین کے بارے میں فرمایا:

**قد یعلم اللہ المعوقین منکم و القائلین لاخوانھم ھلم الینا ولا یاتون الباس الا قلیلا ○ اشحتہ علیکم فاذا جاء الخوف رایتھم ینظرون الیک تدور اعینھم کالذی یغشی علیہ من الموت فاذا ذھب الخوف سلقوکم بالسنتہ حداد الشحتہ علی الخیر اولئک لم یومنوا فاحبط اللہ اعمالھم وکان ذلک علی اللہ یسیرا ○ (۱۷)**

بے شک اللہ جانتا ہے تم میں سے ان لوگوں کو جو (جہاد سے) روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر ہماری طرف آجاؤ اور یہ لوگ لڑائی میں نہیں آتے مگر بہت کم۔ تمہارے حق میں بخیل ہو کر پھر جب خوف (کا موقع) آجائے تو آپ انہیں دیکھتے کہ وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھنے لگتے ہیں کہ ان کی آنکھیں گھومتی ہیں جیسے کسی پر موت کی غشی طاری ہو' پھر جب وہ خوف دور ہو جائے تو تمہیں تکلیف پہنچائیں تیز زبانوں سے' حرص کرتے ہوئے (غنیمت کے) مال پر وہ لوگ (پہلے ہی سے) ایمان نہیں لائے تو اللہ نے ان کے عمل ضائع

کر دیئے اور یہ اللہ پر کچھ مشکل نہیں۔

ایک نوجوان مسلم بھی اس جنگ میں شریک تھے۔ ان کی نئی نئی شادی ہوئی تھی وہ روزانہ دو پہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر اپنے گھر آیا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے حسب معمول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے ہتھیار لے جاؤ کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ بنو قریظہ کہیں تمہیں نقصان نہ پہنچائیں" انہوں نے تعمیل کی اور اپنے ہتھیار لے کر روانہ ہوئے۔ جب گھر پہنچتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی بیوی دروازہ کے دونوں کواڑوں کے درمیان کھڑی ہیں۔ انہوں نے غیرت سے اپنا نیزہ انہیں مارنے کے لئے اٹھایا۔ بیوی نے کہا اپنے نیزہ کو سنبھالو اور اندر جا کر دیکھو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میں کیوں باہر کھڑی ہوں۔ وہ نوجوان صحابی اندر گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بڑا سانپ کنڈلی مارے ہوئے بستر پر بیٹھا ہے۔ انہوں نے اس پر نیزہ اٹھایا اور نیزہ میں اس کو پرو لیا۔ پھر اندر سے نکلے اور نیزہ مکان کے صحن میں گاڑ دیا۔ وہ سانپ اس پر لوٹ پوٹ ہوتا رہا۔ پھر یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ سانپ پہلے مرا یا وہ نوجوان مسلمان۔ صحابہ کرام نے اس نوجوان کی خبر موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی اور سارا واقعہ بیان کیا۔ پھر عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ اسے زندہ کر دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ساتھی کے لئے مغفرت کی دعا کرو۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ میں کچھ جن رہتے ہیں جو مسلمان ہو گئے ہیں لہذا جب کسی سانپ کو دیکھو تو تین دن تک اسے خبردار کرو' اگر اس کے بعد بھی وہ دکھائی دے تو اسے مار ڈالو اس لئے کہ وہ شیطان بھی کافر (جن) ہے اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جاؤ اپنے بھائی کو دفن کرنے کا انتظام کرو" (۱۸)

مذکورہ بالا واقعہ میں اس نوجوان کو جو نصیحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے گھر جاتے وقت کی تھی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کا قبیلہ بنو قریظہ بھی خفیہ طور پر کفار کے ساتھ ملا ہوا تھا اور عملاً کفار کی مدد کر رہا تھا۔

**الذین ظاہروھم من اھل الکتاب (۱۹)**

جن اہل کتاب نے ان (دشمنان اسلام) کی مدد کی تھی۔

مدینہ منورہ کے باہر مشرکین تھے جنہوں نے مدینہ منورہ کا محاصرہ کر رکھا تھا اور اندرون شہر یہودی اور منافقین سازش میں لگے ہوئے تھے۔ انتہائی خطرناک حالات تھے جن سے مومنین دو چار تھے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کون جا کر بنو قریظہ کی خبر لائے گا؟" حضرت زبیرؓ نے کہا "میں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس قوم کی خبر کون لائے گا؟" حضرت زبیر نے پھر عرض کیا "میں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیرؓ ہیں۔ الغرض حضرت زبیرؓ روانہ ہوئے صحابہ کرام کے بچے جو حضرت حسان کے قلعہ میں محفوظ تھے ان میں عبداللہ بن زبیر اور عمر بن ابی سلمہ بھی تھے۔ یہ دونوں بچے باری باری ایک دوسرے پر چڑھ کر باہر کا نظارہ کرتے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے دو تین مرتبہ اپنے والد کو ہتھیار لگائے ہوئے بنو قریظہ کی بستی میں آتے جاتے دیکھا۔ حضرت زبیرؓ بنو قریظہ کی جاسوسی کر کے واپس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام حال سنایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں۔ (۲۰)

جنگ شدت سے جاری تھی ایک دن تو اتنی مہلت بھی نہ مل سکی کہ مسلمان نماز عصر پڑھتے۔ چونکہ ابھی تک صلوۃ خوف کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔

سورج غروب ہونے کے بعد حضرت عمرؓ کفار قریش کو برا بھلا کہتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا "اے اللہ کے رسول میں عصر کی نماز پڑھنے نہ پایا تھا کہ سورج غروب ہو گیا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کی قسم میں نے بھی نہیں پڑھی' اللہ ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے جنہوں نے ہمیں بیچ والی نماز پڑھنے کی مہلت نہ دی۔"

یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا پھر سب صحابہ بطحان مقام گئے۔ سب نے وضو کیا' پھر سب نے سورج غروب ہونے سے پہلے نماز عصر پڑھی اس کے بعد نماز مغرب پڑھی۔ (۲۱)

دوران جنگ قریش کے ایک شخص نے جس کو حبان بن عرقہ کہا جاتا تھا۔ حضرت سعد بن معاذ کو ایک تیر مارا' تیر ان کی رگ اکحل اور سینہ میں لگا اکحل ہاتھ کی بیچ کی رگ کو کہتے ہیں۔ وہ شدید زخمی ہو گئے۔ (۲۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے دست مبارک سے داغ دیا۔ زخم پر ورم آگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ داغ دیا۔

حضرت ابی بن کعب بھی رگ ہفت اندام میں تیر لگنے سے زخمی ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس ایک طبیب کو بھیجا۔ طبیب نے ان کی فصد کی اور پھر داغ دیا۔ (۲۳) کچھ عرصہ بعد آپ نے داغ دینے سے منع فرما دیا۔

لڑائی نے طول کھینچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعاء کی کہ اے اللہ! کتاب کے اتارنے والے۔ جلدی حساب لینے والے' ان افواج کو شکست دے۔ اے اللہ ان کو شکست دے اور ان کو جھنجھوڑ ڈال۔ (۲۴)

دعاؤں کے سننے والے نے اپنے رسول کی دعا سن لی جاڑے کی سخت رات

کو طوفان برق و باران پر نمودار ہوا جھکڑ چلنے لگے۔ ریت اڑنے لگی۔ دشمنوں کے خیمے اڑ گئے۔ طنابیں ٹوٹ گئیں اونٹ بھاگ گئے۔ گھوڑے بدک گئے۔ چولہے الٹ گئے۔ خاک ہی خاک۔ ہنگامہ مچ گیا۔ میدان محشر کا نقشہ کھینچ گیا۔ اللہ نے اپنے اس احسان کو جتلایا:

**یا ایہا الذین امنوا اذکروا نعمتہ اللہ علیکم اذ جاء تکم جنود فارسلنا علیہم ریحا و جنودا لم تروھا و کان اللہ بما تعملون بصیرا ○** (۲۵)

اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب کافروں کی فوجیں تم پر آپہنچیں تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور (فرشتوں کے) لشکر جنہیں تم نے نہ دیکھا اور اللہ تمہارے سب کاموں کو خوب دیکھتا ہے۔

حضرت جبرئیل اور دوسرے فرشتے ہتھیار پہنے ہوئے مومنین کی مدد کے لئے میدان جنگ میں آگئے۔ لڑتے لڑتے حضرت جبرئیل کا سرخاک سے چھپ گیا۔ (۲۶)

نصرت الٰہی سے کافروں کے پیر اکھڑ گئے۔ اللہ نے کفار کو خوب اچھی طرح ذلیل کیا۔ **ورد اللہ الذین کفروا بغیظہم لم ینالوا خیرا و کفی اللہ المومنین القتال و کان اللہ قویا عزیزا ○** (سورۃ احزاب آیت ۲۵)

اللہ نے کافروں کو (مدینہ سے نامراد) لوٹا دیا۔ ان کے دلوں کی جلن کے ساتھ کہ انہیں کچھ بھی بھلائی ہاتھ نہ آئی۔ اور اللہ نے ایمان والوں کی کفایت فرما دی قتال سے اللہ بڑی قوت والا بڑی عزت والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے باد صبا سے مدد دی گئی اور قوم عاد کو باد دبور سے ہلاک کیا گیا تھا۔ پھر فرمایا اب ہم کفار پر حملہ کریں گے۔ کفار ہم پر حملہ نہ کر سکیں گے۔ (۲۸) تاریخ شاہد ہے کہ پھر کفار حملہ نہ کر سکے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا اللہ کے سوا کوئی الہ (معبود)

نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس نے اپنے لشکر کو غالب کیا اپنے بندے کی مدد کی اور اس اکیلے نے افواج کفار کو مغلوب کیا' اللہ کے بعد کوئی چیز نہیں۔ (اللہ ہی سب کو محیط ہے اور وہی سب کے بعد باقی رہنے والا ہے)

کس شان سے اللہ کے نبی توحید کا اعلان کر رہے ہیں۔ فتح و کامرانی کو اپنی قوت اور کوشش کا نتیجہ قرار نہیں دیتے۔ آندھی کو اتفاقی چیز نہیں سمجھتے بلکہ ان تمام چیزوں کو اللہ کی نصرت و قدرت کا کرشمہ سمجھتے ہیں۔ جنگ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار کھول دیئے اور غسل فرمایا۔ (۲۹)

## منافقین کی بدحواسی اور خواہش

کافروں کے تمام لشکر ناکام واپس لوٹ گئے جیسا کہ ارشاد باری ہے :

**یحسبون الاحزاب لم یذھبوا وان یات الاحزاب یودوا لو انھم بادون فی الاعراب یسالون عن انباء کم ولو کانوا فیکم ما قتلوا الا قلیلا ○**

(احزاب آیت ۲۰)

دشمنوں کے بھاگ جانے کے بعد بھی وہ گمان کر رہے ہیں کہ کافروں کے لشکر نہیں گئے۔

وہ لشکر (دوبارہ) آجائیں تو وہ چاہیں گے کاش وہ گنواروں میں جا رہیں (اور) تمہاری خبریں پوچھا کریں اور اگر وہ لوگ تم میں ہوتے تو (کافروں سے) جنگ نہ کرتے مگر بہت کم۔

حیی کو خود بنی قریظہ کی ضرورت محسوس ہوئی وہ رات کے وقت بنی قریظہ کے سردار کعب بن اسد کے گھر پہنچا۔ اس نے دروازہ تک نہ کھولا تین بار کی کوشش کے بعد اس سے ملنے میں کامیاب ہوا۔ کعب نے کہا تو بڑا منحوس ہے اپنے قبیلہ کی تباہی کا باعث بنا اور اب ہمیں برباد کرنا چاہتا ہے۔ ہمارا مسلمانوں سے معاہدہ ہے اور ہم امن اور خوشحالی کے ساتھ ہیں۔ اس خبیث نے مذہبی

واسطے دے کر اتنے زبردست لشکر کی آمد اور مسلمانوں کے قلع قمع کے ایسے سبز باغ دکھائے کہ بنی قریظہ نے عہد نامہ ختم کر ڈالا۔

جنگ خندق کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار اتار دیئے تھے آپؐ کے ہتھیار اتارنے کے بعد حضرت جبرئیل اپنے سر سے خاک جھاڑتے ہوئے آئے اور کہا آپؐ نے ہتھیار اتار دیئے۔ اللہ کی قسم ہم نے تو ابھی نہیں اتارے۔ آپؐ ان لوگوں کی طرف چلئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کہاں؟" حضرت جبرئیل نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ (۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا "بنو قریظہ کی طرف چلو اور تم میں سے کوئی عصر کی نماز نہ پڑھے جب تک بنو قریظہ (کی بستی) نہ پہنچ جائے" صحابہ روانہ ہوئے۔ بعض لوگوں کو نماز عصر کا وقت راستہ میں آگیا ان میں سے بعض نے کہا ہم نماز نہیں پڑھیں گے جب تک بنو قریظہ (کی بستی) نہ پہنچ جائیں۔ بعض نے کہا نہیں ہم تو نماز راستہ ہی میں پڑھیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء یہ نہیں تھا۔ (کہ نماز قضا ہو جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا تو یہ تھا کہ ہم وہاں پہنچنے میں عجلت سے کام لیں) جب ان لوگوں کی ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تو آپؐ سے اس بات کا ذکر کیا گیا۔ آپؐ نے ان دونوں میں سے کسی کو برا نہیں کہا۔ (۳۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظہ کی بستی میں پہنچے۔ فرشتے آپؐ کے ساتھ تھے۔ فرشتوں کے لشکر کے چلنے سے کوچہ غنم میں گرد اڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی (۳۲)جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کہ بنو قریظہ خفیہ طور پر مشرکین کی مدد کر رہے تھے۔ یہ وہی بنو قریظہ ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ کرم بنو نضیر کے ساتھ جلا وطن نہیں کیا تھا۔ انہوں نے احسان فراموشی کی آپؐ سے اور مومنین سے (خفیہ طور پر) جنگ کی۔ (۳۳) لہٰذا بحکم الٰہی رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ جونہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ کیا تو اللہ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے:

**وقذف فی قلوبھم الرعب** (سورۃ الاحزاب آیت ۲۶)

ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا۔

قرآن مجید نے واضح الفاظ میں ذکر فرمایا ہے کہ بنو قریظہ نے بیرونی حملہ آوروں کی امداد کی تھی۔ اور اسی وجہ سے انہیں ان کے قلعوں سے نکال دیا گیا۔

**وانزل الذین ظاھروھم من اھل الکتاب من صیاصیھم** ○

جن اہل کتاب نے ان دشمنان اسلام کی مدد کی تھی اللہ نے ان کے قلعوں سے انہیں اتار لیا۔ گویا کہ بنو قریظہ نے جنگ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جب بیرونی حملہ آور اپنی کامیابی سے مایوس ہو گئے تو ان حالات میں وہ فوراً محاصرہ چھوڑ کر اپنے شہر کی طرف روانہ ہو گئے اور بنو قریظہ تن تنہا اپنے قلعوں میں جا بیٹھے۔

مسلمانوں نے انہیں ان کے قلعوں سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ قلعوں سے اترتے وقت انہوں نے یہ شرط منظور کر لی کہ ان کے حق میں جو فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں وہ انہیں قبول ہو گا۔ (۳۴) لیکن بعد میں انہوں نے حضرت سعد بن معاذ کے فیصلہ پر اترنے کو ترجیح دی (۳۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست کو قبول کر لیا اور حضرت سعد کو حکم بنا دیا (۳۶)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کو بلوایا حضرت سعد گدھے پر سوار ہو کر حاضر ہوئے جب وہ مسجد کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا "اپنے سردار کے استقبال کے لئے جاؤ" حضرت

سعد مسجد میں آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ لوگ تمہارے فیصلہ پر اترے ہیں" حضرت سعد نے کہا "میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے لڑنے والے قتل کر دیئے جائیں ان کی عورتوں کو اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کے اموال تقسیم کر لئے جائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اللہ بادشاہ (حقیقی) کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ (۳۷)

حضرت سعد بن معاذ کے فیصلہ کے مطابق مسلمانوں نے لڑنے والے مردوں کو قتل کر دیا اور باقی کو قیدی کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہودیوں کے مال و متاع اور زمینوں کا وارث بنادیا۔

**فریقا تقتلون وتاسرون فریقا○** (سورۃ احزاب آیت۲۶)

ایک گروہ کو تم قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو تم اپنا قیدی بناتے ہو۔

**واورثکم ارضھم ودیارھم واموالھم وارضا لم تطوھا وکان اللہ علی کل شئی قدیرا** (سورۃ احزاب آیت ۲۷)

اے مسلمانو! اللہ نے ان کی زمینوں اور ان کے گھروں اور ان کے مال و اسباب کا تمہیں وارث بنا دیا اور ایسی زمین کا جس پر تم نے قدم (ابھی) نہ رکھا اللہ جو چاہے اس پر قادر رہے۔

بنو قریظہ سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت سے فرمایا "کفار کی ہجو بیان کرو۔ بے شک جبرئیل بھی تمہارے ساتھ ہیں" (۳۸)

حضرت سعد بن معاذ جنگ خندق میں زخمی ہو گئے تھے۔ اسی حالت میں وہ بنو قریظہ کے معاملہ میں فیصلہ کرنے کے لئے مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے مسجد میں خیمہ لگوایا تاکہ آپ با

آسانی قریب سے ان کی عیادت و تیمار داری کر سکیں۔ حضرت سعد خیمہ میں قیام پذیر ہو گئے۔ ایک دن انہوں نے اس طرح دعا کی کہ "اے اللہ تو جانتا ہے کہ مجھے کسی سے جہاد کرنا اتنا محبوب نہیں جتنا کہ اس قوم سے ہے جس نے تیرے رسول کی تکذیب کی اور ان کو مکہ سے نکالا اے اللہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم میں اور ان کفار قریش میں اب لڑائی نہیں ہو گی۔ اگر آئندہ لڑائی ہونی ہے تو تو مجھے باقی رکھ تاکہ تیرے راستہ میں ان سے جہاد کروں" اور اگر تو نے ان سے اب لڑائی کو ختم کر دیا ہے تو اس زخم کو جاری کر دے اور میری موت اس میں واقع کر دے' اس دعا کے بعد ان کے سینے سے خون جاری ہو گیا۔ مسجد میں بنو غفار قبیلہ کا بھی خیمہ تھا۔ خون بہتے بہتے ان کے خیمہ میں پہنچ گیا۔ وہ لوگ گھبرا گئے اور کہنے لگے اے خیمہ والو یہ کیا چیز ہے جو تمہاری طرف سے آ رہی ہے' تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت سعد کے زخم سے خون بہہ رہا ہے' خون بہتا رہا اور اسی حالت میں حضرت سعد کا انتقال ہو گیا۔ (۳۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان کی موت سے رحمان کا عرش حرکت میں آ گیا۔ (۴۰)

بنو قریظہ کی فتح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اموال مومنین میں تقسیم کر دیئے۔ کھجور کے درخت جو انصار نے مہاجرین کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کئے تھے۔ ان میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کی فتح کے موقع پر انصار کو واپس کر دیئے تھے۔ جو باقی رہ گئے انہیں بنو قریظہ کی فتح کے بعد واپس کر دیا۔ (۴۱)

حضرت انس کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ پر فتح پائی اور ان کے باغات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضے میں آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے عطیات کو واپس کرنا شروع کر دیا اور جب

میرے گھر والوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اپنے عطیہ کی واپسی کے لئے بھیجا۔ یہ عطیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ایمن جنہوں نے بچپن میں آپ کی پرورش کی تھی دے رکھا تھا جب انہیں یہ خبر پہنچی کہ میں اس عطیہ کی واپسی کی درخواست کروانے آیا ہوں تو وہ فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور میری گردن میں کپڑا ڈال کر کہنے لگیں اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود، حاکم و کارساز نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ عطیہ ہرگز تمہیں واپس نہیں کریں گے وہ تو آپ مجھے دے چکے ہیں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی باتیں سنیں تو ان کو راضی کرنے کی کوشش کی۔ آپؐ نے فرمایا "میں تمہیں اس کے بدلہ میں اس قدر دے دوں گا، وہ کہنے لگیں واللہ میں تو نہیں دوں گی" بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عطیہ سے دس گنا یا اس کے لگ بھگ دے کر حضرت ام ایمن کو راضی کر لیا (۴۲) اور وہ عطیہ حضرت انس کے گھر والوں کو واپس کر دیا۔

# حواشی غزوہ خندق

۱۔ سورۃ صف آیت ۸

۲۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد باب کتابتہ الامام الناس عن حذیفتہ

۳۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الشجاعتہ فی الحرب وباب الرکوب علی الدابتہ وباب فرس القطوف وباب الحمائل و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی شجاعتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحیح بخاری کتاب الاداب وباب حسن الخلق عن انس

۴۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الحراستہ فی الغزو عن عائشہ

۵۔ صحیح بخاری کتاب المغازی عن سہل و انس

۶۔ صحیح بخاری کتاب المغازی عن انس و کتاب المناقب باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصلح الانصار و صحیح مسلم کتاب الجہاد وباب غزوۃ الاحزاب

۷۔ صحیح بخاری کتاب المغازی عن جابر

۸۔ صحیح بخاری کتاب المغازی عن جابر و صحیح مسلم کتاب الاشربتہ باب جواز استتباعہ غیرہ

۹۔ صحیح بخاری کتاب المغازی عن براء کتاب الجہاد باب حفر الخندق

۱۰۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب عن عائشہ

۱۱۔ سورۂ احزاب آیت ۹

۱۲۔ صحیح بخاری ابواب المناقب باب مناقب زبیر و صحیح مسلم کتاب الفضائل عن عبداللہ بن زبیر

۱۳۔ سورۃ احزاب آیت ۱ ۔ ۱۱

۱۴۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد وباب غزوۃ احزاب عن حزیفتہؓ

۱۵۔ احزاب ۱۲ تا ۱۷

۱۶۔ سورۃ احزاب ۲۲ تا ۲۴

۱۷۔ سورۃ احزاب ۱۸ تا ۱۹

۱۸۔ صحیح مسلم کتاب قتل الحیات عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۹۔ احزاب آیت ۲۶

۲۰۔ صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب الجہاد باب فضل الطلیعۃ عن جابر و ابواب المناقب باب مناقب' زبیر عن عبداللہ بن زبیر صحیح مسلم کتاب الفضائل

۲۱۔ صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب الصلوۃ عن جابر و علی و صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب التغلیظ فی تفویت صلوۃ العصر عن علی و جابر۔

۲۲۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی من الاحزاب عن عائشہ

۲۳۔ صحیح مسلم کتاب السلام باب لکل داء دواء

۲۴۔ صحیح بخاری کتاب المغازی عن عبداللہ بن ابی اوفی و کتاب الجہاد و باب استحباب الدعاء

۲۵۔ سورۃ احزاب آیت ۹

۲۶۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب عن عائشہ

۲۷۔ صحیح بخاری کتاب المغازی عن ابن عباسؓ

۲۸۔ صحیح بخاری کتاب المغازی عن سلیمان بن صرد

۲۹۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب عن عائشہ

۳۰۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب و کتاب الجہاد باب الغسل بعد الحرب عن عائشہ

۳۱۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب

عن عائشہ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب جواز قتال عن نقض العھد

۳۲۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی عن الاحزاب عن انس

۳۳۔ صحیح مسلم کتاب باب اجلاء الیھود عن ابن عمر

۳۴۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب عن عائشہ

۳۵۔ صحیح بخاری کتاب المغازی مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی سعد

۳۶۔ ترمذی باب ماجاء فی النزول علی الحکم المرجع السابق۔

۳۷۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی من الاحزاب عن عائشہ وابی سعید و ابواب المناقب وکتاب الجہاد باب اذا نزل عدو علی حکم۔ و صحیح مسلم کتاب کتاب الجہاد باب جواز قتال من نقض العھد عن عائشہ

۳۸۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب عن عائشہ

۳۹۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب وکتاب الصلوۃ باب الخیمۃ فی المسجد و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب جواز قتال نقض العھد عن عائشہ

۴۰۔ صحیح بخاری ابواب المناقب عن جابر و مسلم کتاب الفضائل

۴۱۔ صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب کیف قسم النبی قریظہ عن انس

۴۲۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب

# فتح مبین ذیقعدہ سنہ ۶ ھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کے اندر جو خواب دکھلایا گیا کہ آپ اور آپ کے صحابہ کرام مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ آپؐ نے بیت اللہ کی کنجی لی اور صحابہؓ سمیت بیت اللہ کا طواف اور عمرہ کیا۔ پھر کچھ لوگوں نے سر کے بال منڈوانے پر اکتفا کیا اور کچھ نے کٹوانے پر اکتفا کیا۔ آپؐ نے صحابہ کرام کو اس خواب کی اطلاع دی تو انہیں بڑی مسرت ہوئی اور انہوں نے یہ سمجھا کہ اس سال مکہ میں داخلہ نصیب ہو گا آپؐ نے صحابہ کرام کو یہ بھی بتلایا کہ آپ عمرہ ادا فرمائیں گے۔

## آپؐ کا خواب :۔

**لقد صدق اللہ رسولہ الرءیا بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ امنین محلقین رءوسکم و مقصرین لا تخافون (۱)**

(ترجمہ) بے شک اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا حق کے ساتھ اللہ کے چاہنے سے تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے۔ امن و امان کے ساتھ اپنے سر منڈاتے ہوئے اور (کچھ لوگ) اپنے بال کترواتے ہوئے تمہیں (کسی کا) خوف نہ ہو گا تو اللہ نے (ازل سے) جانا جو تم نہیں جانتے تو اس سے پہلے قریب آنے والی (ایک اور) فتح مقرر فرما دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوشخبری صحابہ کرام کو سنائی پھر ذیقعدہ کے مہینہ میں صحابہ کرام کے ساتھ عمرہ کے ارادے سے مکہ روانہ ہوئے۔ صحابہ کرام کی تعداد ۱۴۰۰ سے زائد تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ پہنچے تو اپنی قربانی کو قلادہ پہنا دیا۔ اس کو خون آلود کیا اور پھر عمرہ کے لئے احرام باندھ لیا۔ احرام باندھنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خزاعہ قبیلہ کے ایک شخص کو جاسوس بنا کر روانہ کیا اور آپ روانہ ہو گئے جب آپ مقام غدیر الاسقاط پر پہنچے تو وہ جاسوس واپس آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ اس نے کہا۔ قریش نے آپ سے لڑنے کے لئے جماعتیں اکٹھی کی ہیں اور حبشیوں کو اپنی مدد کے لئے بلا لیا ہے۔ وہ آپ سے لڑیں گے اور آپ کو بیت اللہ جانے سے روکیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا۔ اے لوگو مجھے مشورہ دو کیا تمہاری رائے ہے کہ میں کافروں کو جا کر غارت کر دوں۔ جو ہمیں بیت اللہ جانے سے مانع ہوں اور ان کے اہل و عیال کو قیدی بنا لوں' اگر وہ ہمارا مقابلہ کریں گے تو اللہ عز و جل ہماری مدد کرے گا (اور ہمیں ان کے شر سے بچائے گا) جس طرح اس نے ہمارے جاسوس کو ان کی شر سے بچایا اور اگر وہ مقابلہ نہ کریں تو ہم انہیں لٹے ہوئے اور بھاگے ہوئے لوگوں کی طرح (شکست خوردہ) چھوڑ دیں گے' حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ تو بیت اللہ کے ارادے سے آئے ہیں"

آپؐ کا منشا کسی کو قتل کرنا یا کسی سے لڑنا تو نہیں ہے' آپ چلیں تو سہی اگر کوئی ہمیں روکے گا تو ہم ان سے لڑیں گے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کا نام لے کر چلو" (۲)

راستہ میں ایک جگہ لوگوں کو پیاس لگی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک لوٹا تھا۔ آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضو کیا' پھر لوگ آپؐ

کے پاس آئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا' تم لوگوں کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ہمارے پاس نہ وضو کے لئے پانی ہے نہ پینے کے لئے پانی ہے سوائے اس پانی کے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لوٹے میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لوٹے میں اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ یکایک آپؐ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی جوش مارنے لگا۔ تمام لوگوں نے پانی پیا اور وضو بھی کیا۔ حضرت جابرؓ سے پوچھا گیا کہ تم اس دن کتنے آدمی تھے؟ کہنے لگے اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی کافی ہو جاتا' ہم اس دن پندرہ سولہ سو کے قریب تھے۔ (۳)

سفر جاری تھا' سوائے حضرت ابو قتادہؓ کے تمام صحابہ کرام احرام باندھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ دشمن مقام غیقہ میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تم ساحل کے کنارہ کنارہ چلو اور مجھ کو آکر ملو انہوں نے ایسا ہی کیا جب وہ مقام قاصر میں پہنچے تو سب نے پڑاؤ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کچھ آگے جا کر ٹھہر گئے۔ حضرت ابو قتادہؓ صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے اپنی جوتی سی رہے تھے کہ اتنے میں صحابہ کرام کو ایک جنگلی گدھا دکھائی دیا۔ احرام کی وجہ سے وہ خود اس کو شکار نہیں کر سکتے تھے اور حضرت ابو قتادہ کو بھی نہ بتا سکتے تھے ' اگرچہ وہ چاہ رہے تھے کہ کاش حضرت ابو قتادہ اسے دیکھ لیں ان میں سے بعض ابو قتادہ کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگے۔ اتفاقاً" حضرت ابو قتادہ نے منہ موڑا تو انہیں گدھا دکھائی دیا۔ وہ پہاڑوں پر چڑھنے کے لئے مشتاق تھے۔ انہوں نے اپنے گھوڑے پر زین کسا اور اس پر سوار ہو گئے۔ جلدی میں کوڑا اور نیزہ لینا بھول گئے۔ انہوں نے صحابہ کرام سے کہا "نیزہ اور کوڑا مجھے دے دو" صحابہ کرام نے کہا اللہ کی قسم ہم تمہاری کسی قسم کی بھی مدد نہیں کریں گے۔ حضرت ابو قتادہ کو غصہ آگیا۔ گھوڑے سے اترے اور دونوں

چیزیں اٹھا لیں۔ پھر سوار ہو کر تیزی سے اس گدھے پر حملہ کر دیا اور اس کی ٹانگ کاٹ دی۔ پھر صحابہ کرام کے پاس آئے اور کہا چلو اس کو اٹھا کر لے آئیں صحابہ کرام نے کہا "ہم تو اسے ہاتھ بھی نہ لگائیں گے" یہ سن کر وہ خود گئے اور اس کو اٹھا کر صحابہ کرام کے پاس لے آئے۔ گدھا مرچکا تھا (اس کا گوشت پکایا گیا) بعض صحابہ نے گوشت کھایا اور بعض کو حالت احرام میں اس کا گوشت کھانے میں شبہ ہوا' لہٰذا انہوں نے نہیں کھایا۔ پھر وہ لوگ آگے روانہ ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافی آگے نکل گئے تھے صحابہ کرام کو اندیشہ ہوا کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے چھوٹ نہ جائیں (لہٰذا وہ تیزی سے روانہ ہوئے) حضرت ابو قتادہ بھی گھوڑے کو تیزی سے دوڑاتے اور کبھی آہستہ چلاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ اندھیری رات میں انہیں بنو غفار کا ایک شخص ملا۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں۔ انہوں نے کہا میں نے انہیں تعھن میں چھوڑا ہے اور دوپہر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام سقیا میں قیام فرمائیں گے۔ حضرت ابو قتادہ آپ سے جا کر مل گئے اور عرض کیا "آپ کے اصحاب آپ پر سلام اور رحمت بھیجتے ہیں' انہیں اندیشہ ہے کہ دشمن انہیں آپ سے دور نہ کر دے' لہٰذا آپؐ ان کا انتظار فرمائیے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے انتظار میں ٹھہر گئے۔

جب صحابہ کرام آپ کے پاس پہنچے تو آپ سے اس گدھے کے گوشت کے کھانے کے متعلق پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم نے شکار کیا تھا یا کسی کی مدد کی تھی یا اشارہ کیا تھا صحابہؓ نے کہا نہیں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس اس میں سے کچھ باقی ہے؟ حضرت ابو قتادہ ایک دست چھپا کر لے آئے تھے کہنے لگے "جی ہاں باقی ہے" رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا جو بچا ہوا ہے وہ بھی کھا لو اس کا کھانا حلال ہے۔

حضرت ابو قتادہؓ نے وہ دست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا آپؐ نے اس میں سے کھایا حالانکہ آپؐ احرام باندھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا "یہ کھانا تو وہ ہے جو تمہیں اللہ نے کھلایا ہے" (۴)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے روانہ ہوئے ابوایا ودان کے مقام پر حضرت صعب بن جثامہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ھدیتہ" ایک جنگلی گدھا پیش کیا۔ آپ نے واپس کر دیا پھر جب آپ نے اس کے چہرہ پر ملال کے آثار دیکھے تو فرمایا ہم نے کسی اور وجہ سے واپس نہیں کیا بلکہ صرف اس وجہ سے واپس کیا ہے کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں۔ (۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں آپ نے فرمایا "خالد بن ولید (مقام غمیم) میں قریش کے سواروں کے ساتھ مقدمتہ الجیش میں ہیں لہٰذا تم داہنی جانب چلو" (صحابہؓ نے حکم کی تعمیل کی) حضرت خالد کو (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) مسلمانوں کے آنے کی خبر نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ جب لشکر اسلام کا غبار ان کے پاس پہنچا تو وہ سمجھے کہ مسلمان آگئے۔ وہ فوراً قریش کو خبر دینے کے لئے روانہ ہوئے۔ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر چلتے رہے' یہاں تک کہ آپ جب اس پہاڑی پر پہنچے جس کے اوپر سے ہو کر مکہ میں اترتے تھے تو آپؐ کی اونٹنی جس کا نام قصویٰ تھا۔ بیٹھ گئی۔ لوگوں نے کہا حل حل لیکن اونٹنی نے جنبش نہیں کی۔ صحابہؓ نے کہا قصویٰ بیٹھ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قصویٰ نہیں بیٹھی نہ اس کی یہ عادت ہے بلکہ اسے اس ذات نے روک دیا ہے جس نے ہاتھی کو روکا تھا" پھر آپؐ نے فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کفار قریش مجھ سے جس بات کا سوال کریں گے بشرطیکہ وہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کی حرمت

کا لحاظ (کرتے ہوئے مجھ سے کسی حرام چیز کا مطالبہ نہیں) کریں گے تو میں ان کی اس بات کو منظور کر لوں گا" یہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو ڈانٹا۔ اونٹنی نے ایک جست لگائی (اور کھڑی ہو گئی)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم (پہاڑی سے) ایک طرف ہٹ کر آگے روانہ ہوئے۔ جب آپؐ حدیبیہ کنویں کے پاس پہنچے تو اتر پڑے اور وہاں قیام فرمایا صحابہ کرام بھی وہاں پہنچ گئے اور اس کنویں میں سے تھوڑا تھوڑا پانی لیتے رہے۔ تھوڑی دیر میں اسے بالکل صاف کر دیا اور ایک قطرہ پانی بھی اس میں نہ چھوڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب پانی ختم ہونے کی خبر ہوئی تو آپ تشریف لائے اور کنویں کی منڈیر پر بیٹھ گئے۔ پھر آپ نے وضو کے لئے پانی منگایا۔ آپؐ نے کنویں میں کلی فرمائی اور دعا فرمائی۔ پھر آپ نے فرمایا "اسے کچھ دیر کے لئے چھوڑ دو" لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کنویں میں اتنا پانی ہو گیا کہ تمام صحابہؓ اور ان کے جانوروں نے سیر ہو کر پیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علہ وسلم اور صحابہ کرام آگے روانہ ہوئے اور تھوڑی دور جا کر حدیبیہ ہی کے علاقہ میں ایک گڑھے کے پاس ٹھہر گئے۔ گڑھے میں پانی بہت کم تھا گرمی کا زمانہ تھا۔ لوگوں نے تھوڑی دیر میں اسے بھی صاف کر دیا۔ پھر آپ سے پیاس کی شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور فرمایا اسے وہاں گاڑ دو تیر کے گاڑتے ہی پانی جوش مارنے لگا۔ لوگوں نے پانی پیا اور سب سیراب ہو گئے۔
حضرت کعب بن عجرہ کے سر میں جوئیں پڑ گئیں۔ حدیبیہ پہنچتے پہنچتے جوئیں کثرت سے ہو گئیں کہ سر سے جھڑنے لگیں ان کی اس تکلیف کو رفع کرنے کے لئے اللہ نے فرمایا:

**فمن کان منکم مریضا او بہ اذی من راسہ ففدیتہ من صیام او صدقتہ او نسک ○(۶)**

(ترجمہ) جو تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہو تو (اس پر بال اترانے کا) بدلہ ہے روزے یا خیرات یا قربانی سے۔

صحابہ کرام حضرت کعب کو اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ آپؐ نے ان سے فرمایا "میں دیکھتا ہوں کہ تم بڑی تکلیف میں ہو' لہٰذا تم سر منڈوا لو اور فدیہ میں تین روزے رکھو یا ایک فرق پیمانہ کے برابر کھانا چھ آدمیوں کو بطور صدقہ دے دو یا جو قربانی میسر ہو تو وہ قربانی کر دو' انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔

صحابہ کرامؓ مختلف درختوں کے سایوں میں قیام کرنے کے لئے پھیل گئے' اور اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو بات چیت کرنے کے لئے سفیر کے طور پر مکہ روانہ کیا۔ آپؐ نے اس کام کے لئے حضرت عثمان کا انتخاب اس لئے کیا کہ مکہ والوں کے نزدیک ان سے زیادہ کوئی معزز نہ تھا۔ حضرت عثمان کی روانگی کے کچھ عرصہ بعد ان کی شہادت کی افواہ پھیل گئی۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر سننے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر مسلمانوں سے حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے لڑنے مرنے پر بیعت لی۔ اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ تو اپنے بیٹے حضرت عبداللہ سے کہا جاؤ دیکھو یہ کیا معاملہ ہے اور فلاں انصاری سے میرا گھوڑا بھی لیتے آنا۔ حضرت عبداللہ روانہ ہوئے۔ دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیعت لے رہے ہیں۔ حضرت عبداللہؓ نے فوراً بیعت کی پھر حضرت عمرؓ کو خبر دی۔ حضرت عمرؓ اس وقت ہتھیار پہن رہے تھے۔ وہ گئے اور انہوں نے بھی جا کر بیعت کی۔ مسلم کے الفاظ (پھر حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو سہارا دیا) لوگ بیعت کرتے رہے یہاں تک کہ تقریباً پندرہ سو

آدمیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت عثمان چونکہ موجود نہیں تھے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سیدھے ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ قرار دیا اور اس کو اپنے بائیں ہاتھ پر مارا فرمایا "یہ عثمان کی بیعت ہے"

حضرت سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ بیعت کرنے کے بعد میں ایک درخت کے سایہ میں جا بیٹھا' جب لوگ چھٹ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا "اے اکوع کے بیٹے تم بیعت کیوں نہیں کرتے؟" میں نے عرض کی "میں بیعت کر چکا ہوں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پھر سہی"

میں نے دوبارہ بیعت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میرے پاس ہتھیار نہیں ہیں تو مجھے ایک ڈھال عنایت فرمائی' میں نے وہ ڈھال اپنے چچا عامر کو دے دی اس کے بعد کچھ لوگوں نے بیعت کی۔ جب یہ سلسلہ ختم ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے سلمہ تم بیعت کیوں نہیں کرتے؟ میں نے کہا میں تو شروع میں بیعت کر چکا ہوں اور ایک مرتبہ بیچ میں اور کر لی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پھر سہی" میں نے تیسری مرتبہ بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا "اے سلمہ وہ ڈھال کہاں گئی؟" میں نے عرض کی "میرے چچا عامر کے پاس ہتھیار نہیں تھے میں نے وہ ڈھال ان کو دے دی" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا "تم اس شخص کی مثل ہو جس نے دعا کی تھی کہ الٰہی مجھے ایسا دوست عطا فرما جو مجھے میری جان سے زیادہ پیارا ہو"

اسی اثناء میں بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی قوم کے چند لوگوں کے ہمراہ بنی خزاعۃ قبیلہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تہامہ کے پورے علاقے میں صرف یہی قبیلہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیر خواہ تھا۔ بدیل نے کہا "میں نے کعب بن لوی اور عامر بن لوی کو اس حال میں

چھوڑا ہے کہ وہ حدیبیہ کے عمیق چشموں پر فروکش ہیں۔ ان کے ہمراہ دودھ دینے والی اونٹنیاں ہیں' وہ آپ سے جنگ کرنا چاہتے ہیں اور آپؐ کو کعبہ سے روکنا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے' بلکہ عمرہ کرنے آئے ہیں۔ قریش کو لڑائی نے کمزور کر دیا اور ان کو نقصان پہنچایا۔ ایسی حالت میں اگر وہ چاہیں تو میں ان کے لئے صلح کی کوئی مدت مقرر کر دوں گا' اس مدت میں پھر وہ میرے اور دوسرے لوگوں کے درمیان مداخلت نہ کریں اگر صلح کی مدت میں' میں غالب آجاؤں تو اگر وہ چاہیں تو اس دین میں داخل ہو جائیں۔ جس میں اور لوگ داخل ہوئے ہیں۔ اور اگر وہ اس دین میں داخل نہ ہوں تو پھر کی مدت تک آرام سے بیٹھیں۔ اگر وہ اس بات کو منظور نہ کریں گے تو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اپنی اس حالت میں ان سے لڑوں گا۔ یہاں تک کہ میں قتل کر دیا جاؤں اور ایسا ہو نہیں سکتا کیونکہ اللہ اپنے دین کو جاری کر کے رہے گا۔ بدیل نے کہا جو کچھ آپؐ نے فرمایا میں قریش سے جا کر کہوں گا۔ یہ کہہ کر بدیل قریش کے پاس پہنچا اور کہا ہم تمہارے پاس اس شخص کی طرف سے آرہے ہیں۔ جس کو تم روکنا چاہتے ہو۔ ہم نے اس سے کچھ باتیں سنی ہیں' اگر تم چاہو تو وہ باتیں ہم تم سے بیان کریں۔ ان میں سے بیوقوف لوگوں نے کہا کہ ہمیں ان باتوں کی ضرورت نہیں ان میں جو عقلمند تھے انہوں نے کہا جو کچھ تم نے سنا بیان کرو۔ بدیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں انہیں سنائیں۔ عروہ بن مسعود نے جب یہ باتیں سنیں تو کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا "اے لوگو کیا میں تمہارا باپ نہیں ہوں؟ لوگوں نے کہا ہاں "عروہ نے کہا کیا تم میرے بیٹوں کی مثل نہیں ہو؟ لوگوں نے کہا "ہاں" کیا تم کو مجھ سے کسی قسم کی بدظنی ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ عروہ نے کہا "کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے عکاظ والوں کو تمہاری مدد کے لئے بلایا تھا' لیکن جب انہوں

نے میرا کہنا نہ مانا تو میں نے اپنے اقرباء اور اولاد کو اور جس جس نے میرا کہنا مانا تمہاری مدد کے لئے آیا" انہوں نے کہا "ہاں تم سچ کہتے ہو عروہ نے کہا "اس شخص نے تمہارے سامنے ایک اچھی بات پیش کی ہے' اسے منظور کر لو اور مجھے اجازت دو کہ میں اس کے پاس جاؤں' لوگوں نے کہا اچھا تم اس کے پاس جاؤ۔ الغرض عروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے گفتگو کرنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عروہ سے وہی باتیں کیں جو بدیل سے کی تھیں۔ عروہ نے کہا اے محمدؐ یہ بتاؤ اگر تم اپنی قوم کی جڑ کاٹ ڈالو گے تو تمہیں کیا ملے گا؟ کیا تم نے اس سے پہلے کسی عرب کے متعلق سنا ہے کہ اس نے اپنی قوم کا استیصال کیا ہو اور اگر کوئی دوسری بات ظہور میں آئی۔ (یعنی مغلوب ہو گئے) تو پھر کیا ہو گا اور بظاہر ایسا ہی ہوتا نظر آتا ہے کیونکہ میں تمہارے ساتھ ایسے مختلف قسم کے آدمی دیکھ رہا ہوں کہ وہ بھاگ جانے کے زیادہ سزاوار ہیں اور وہ تمہیں تن تنہا چھوڑ دیں گے۔ حضرت ابو بکر صدیق نے کہا جو تو چاہے بکتا پھر' کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟ عروہ نے کہا یہ کون ہے۔ لوگوں نے کہا ابو بکر ہیں۔ عروہ نے کہا "قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر تمہارا ایک احسان مجھ پر نہ ہوتا۔ جس کا بدلہ میں ابھی تک ادا نہیں کر سکا تو میں ضرور تمہیں جواب دیتا۔ عروہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے لگا۔ وہ جب بات کرتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کو اپنا ہاتھ لگاتا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے پاس کھڑے ہوئے تھے' ان کے پاس تلوار تھی اور سر پر خود تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ عروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کی طرف ہاتھ بڑھا رہا ہے تو اپنی تلوار کا قبضہ اس کے ہاتھ پر مارا اور کہا "اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک سے الگ رکھ" عروہ نے اپنا سر

اٹھایا اور پوچھا "یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا مغیرہ بن شعبہ۔ عروہ نے کہا اے بے وفا! تو سمجھتا ہے کہ میں تیری بے وفائی کے انتقام کی فکر میں نہیں ہوں۔ ایام جاہلیت میں حضرت مغیرہ بن شعبہ کچھ لوگوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے۔ ایک دن انہوں نے ان لوگوں کو قتل کر ڈالا اور ان کا مال لے لیا۔ اس کے بعد وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام قبول کر لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تمہارا اسلام لانا قبول کرتا ہوں لیکن مال کے معاملہ میں مجھے معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے" عروہ نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا اور اس لوٹ مار کو بیوفائی کہا' اس کے بعد عروہ گوشہ چشم سے صحابہ کرام کو دیکھنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھوکتے ہیں تو صحابہ فوراً اپنے ہاتھ پھیلا دیتے ہیں اور آپ کا تھوک کسی نہ کسی کے ہاتھ پر پڑتا ہے اور وہ اسے چہرہ پر مل لیتا ہے۔ اور جب آپ انہیں حکم دیتے ہیں تو وہ فوراً اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ جب آپؐ وضو کرتے ہیں تو لوگ آپؐ کے وضو کے پانی پر لڑتے ہیں۔ جب آپ بات کرتے ہیں تو وہ اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں اور بغرض تعظیم بے محابا آپ کی طرف نہیں دیکھتے۔ یہ منظر دیکھ کر عروہ واپس چلا گیا اور قریش سے کہا "اے لوگو! اللہ کی قسم میں بادشاہوں کے دربار میں گیا ہوں' قیصر' کسریٰ اور نجاشی کا دربار دیکھا ہے مگر اللہ کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے مصاحب اس کی اس قدر تعظیم کرتے ہوں جس قدر محمد کے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا تھوک ان میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر پڑتا ہے اور وہ اس کو اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے۔ اور جب وہ اپنے اصحاب کو کسی کام کا حکم دیتے ہیں تو وہ فوراً حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتے ہیں۔ تو لوگ وضو کے پانی کے لئے جھگڑتے ہیں اور جب وہ بات کرتے ہیں تو سب اپنی آوازیں

پست رکھتے ہیں۔ اور ادب کے باعث ان کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے اور بے شک انہوں نے تمہارے سامنے ایک عمدہ بات پیش کی ہے لہٰذا تم اس کو مان لو۔ یہ سن کر بنو کنانہ میں سے ایک شخص نے کہا "مجھے اجازت دو کہ میں ان کے پاس جاؤں" لوگوں نے کہا "اچھا تم جاؤ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے پاس آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو فرمایا یہ فلاں شخص ہے اور اس قوم میں سے ہے جو قربانی کے جانوروں کو بہت تعظیم کرتے ہیں' لہٰذا تم قربانی کے جانور اس کے سامنے لاؤ" لوگ قربانی کے جانور لے کر چلے اور تلبیہ کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا جب اس نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا سبحان اللہ' ان لوگوں کو کعبہ سے روکنا مناسب نہیں پھر وہ اپنی قوم کے پاس چلا آیا۔ اور ان سے کہا "میں نے قربانی کے جانوروں کو دیکھا کہ انہیں قلاوے پہنا دیئے گئے ہیں اور ان کو خون آلود کیا گیا ہے۔ میں مناسب نہیں سمجھتا کہ انہیں کعبہ سے روکا جائے۔ یہ سن کر ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا جس کا نام مکرز بن حفص تھا' اس نے کہا اب مجھے اجازت دو کہ میں محمدؐ کے پاس جاؤں۔ لوگوں نے کہا "اچھا جاؤ" جب وہ مسلمانوں کے پاس پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ مکرز ہے اور یہ ایک بدکردار آدمی ہے" وہ آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے لگا۔

اسی حال میں کہ وہ مصروف گفتگو تھا۔ سہیل بن عمرو آیا۔ جب سہیل آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اب تمہارا کام سہل کر دیا گیا۔ سہیل نے کہا کہ آپؐ اپنے درمیان اور ہمارے درمیان صلح نامہ لکھ دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلایا اور ان سے فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سہیل نے کہا اللہ کی قسم ہم رحمٰن کو نہیں جانتے کہ کون ہے' آپؐ اس پر لکھوائیے باسمک اللہ' جیسا کہ آپ پہلے لکھا کرتے تھے۔ صحابہ نے کہا کہ ہم تو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہی لکھوائیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باسمک اللہ ہی لکھ دو۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ "یہ وہ تحریر ہے جس پر محمد رسول اللہ نے صلح کی" سہیل نے کہا "اللہ کی قسم اگر ہم جانتے کہ اللہ کے رسول آپ ہیں تو آپ کو کعبہ سے نہ روکتے اور نہ آپ سے جنگ کرتے۔ بلکہ آپ کی پیروی کرتے۔ لہٰذا آپ یہ لکھوائیں۔ محمد بن عبداللہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بے شک اللہ کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں' اگر تم میری تکذیب کرتے ہو تو محمد بن عبداللہ ہی لکھوا دو۔ یہ فرما کر آپؐ نے حضرت علی سے کہا "رسول اللہ کو مٹا کر ابن عبداللہ لکھ دو حضرت علی نے عرض کی اللہ کی قسم یہ کام مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کاغذ لے لیا اور فرمایا "مجھے بتاؤ (کہ وہ کہاں لکھا ہے) حضرت علی نے بتا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اسے مٹا دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صلح اس بات پر ہو رہی ہے کہ تم ہمارے اور کعبہ کے درمیان راہ صاف کر دو' سہیل نے کہا اللہ کی قسم اس سال نہیں کہیں عرب یہ نہ کہیں کہ ہم مجبور کر دیئے گئے ہیں۔ ہاں آئندہ سال یہ بات ہو جائے گی مگر اس شرط پر کہ آپ مکہ میں ہتھیار لے کر نہیں آئیں گے سوائے تلواروں کے اور وہ بھی نیام میں ہوں گی اور تین دن سے زیادہ قیام نہیں کریں گے یا جتنا ہم چاہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منظور کر لیا اور اس کے مطابق صلح نامہ لکھوا دیا۔ پھر سہیل نے کہا یہ لکھوایئے کہ اگر ہماری طرف سے کوئی مرد تمہاری طرف چلا جائے تو تم اس کو ہماری طرف واپس کر دو گے۔ خواہ وہ تمہارے دین پر کیوں نہ ہو مسلم کے الفاظ (اور جو تمہارے پاس آئے گا اسے ہم واپس نہ کریں گے) صحابہ کرام نے کہا سبحان اللہ وہ کیسے مشرکوں کے پاس واپس کر دیا جائے گا۔ حالانکہ وہ مسلمان ہو کر آیا ہے۔ صحابہ کرام پر یہ شرط بہت گراں گذری اور وہ

باہم اس سلسلہ میں گفتگو کرنے لگے۔ انہوں نے اس شرط کو مسترد کر دیا لیکن سہیل نے اس پر اصرار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منظور کر لیا۔ مجاہدینؓ نے کہا "کیا یہ شرط بھی ہم مان لیں گے اور تحریر کر دیں گے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں' اس لئے کہ جو تمہارے پاس سے جائے اللہ اسے اور دور کر دے۔ اور جو ان کی طرف سے ہمارے پاس آئے گا تو اللہ عنقریب اس کے لئے کشادگی اور نکلنے کی سبیل مہیا کر دے گا۔

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اتنے میں حضرت ابو جندلؓ بن سہیل بن عمرو اپنی بیڑیوں کو کھڑکھڑاتے ہوئے مکہ کے نشیب سے وہاں آپہنچے انہوں نے اپنے کو صحابہ کے درمیان ڈال دیا۔ سہیل نے کہا یہی پہلی شرط ہے جس پر ہم آپؐ سے صلح کرتے ہیں کہ آپ ابو جندلؓ کو واپس میرے حوالہ کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابھی ہم نے تحریر ختم نہیں کی۔ سہیل نے کہا اللہ کی قسم تو ہم پھر آپؐ سے کسی بات پر صلح نہیں کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ایک آدمی کو اجازت دے دو سہیل نے کہا میں ہرگز اجازت نہیں دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں اس کو اجازت دے دو" سہیل نے انکار کیا کہ میں اجازت نہیں دوں گا مکرز نے کہا "میں آپؐ کو اس کی اجازت دیتا ہوں" (سہیل انکار ہی کرتا رہا تو) حضرت ابو جندلؓ نے کہا "اے مومنو! کیا میں مشرکوں کی طرف واپس کر دیا جاؤں گا حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں نے کیا کیا مصیبتیں اٹھائی ہیں۔ اتنے میں حضرت عمرؓ بن خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "کیا آپ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں" حضرت عمرؓ نے عرض کی کیا ہم حق پر دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں" حضرت عمر نے عرض کی "کیا ہمارے مقتول

جنت میں اور ان کے مقتول دوزخ میں نہیں جائیں گے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں" حضرت عمرؓ نے عرض کی "پھر ہم کیوں اپنے دین کے معاملہ میں ان سے دبیں اور واپس چلے جائیں خصوصاً" اس حالت میں کہ اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں میں اللہ کی نافرمانی نہیں کر سکتا' وہی میرا مددگار ہے وہ مجھے ضائع نہیں کرے گا حضرت عمر نے عرض کیا "کیا آپؐ نے ہم سے یہ بیان نہیں کیا تھا کہ ہم کعبہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں نے یہ کہا تھا کہ اسی سال جائیں گے؟ حضرت عمر نے کہا جی نہیں "یہ تو نہیں فرمایا تھا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "بے شک تم کعبہ جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے لیکن یہ ضروری نہیں کہ اسی سال"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ غم میں بھرے واپس ہوئے لیکن ان سے صبر نہ ہو سکا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے ان سے کہا "اے ابو بکرؓ کیا یہ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ حضرت ابو بکر نے فرمایا "ہاں" حضرت عمرؓ نے کہا کیا ہم حق پر اور دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ حضرت ابو بکرؓ نے کہا "ہاں" حضرت عمر نے کہا پھر ہم کیوں اپنے دین کے معاملے میں دبیں؟ حضرت ابو بکر نے کہا "بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں' وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کر سکتے' وہی ان کا مددگار ہے وہ ہرگز ان کو ضائع نہیں کرے گا۔ لہٰذا تم مضبوطی کے ساتھ ان کے حکم کی تعمیل کرو کیونکہ اللہ کی قسم وہ حق پر ہیں" حضرت عمر نے کہا "کیا انہوں نے ہم سے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم کعبہ جائیں گے اور ان کا طواف کریں گے؟ حضرت ابو بکر نے کہا ہاں کہا تھا۔ لیکن کیا تم سے یہ کہا تھا کہ تم اسی سال جاؤ گے؟ حضرت عمر نے کہا نہیں یہ تو نہیں کہا تھا" حضرت ابو بکرؓ نے کہا تو پھر تم

کعبہ جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے" (حضرت عمرؓ بعد میں سوال و جواب کرنے پر بہت پچھتائے اور اس کے کفارہ میں بہت سی عبادتیں کیں)

حضرت سہلؓ بن حنیف کہتے ہیں کہ اگر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ٹال دینے کا اختیار ہوتا تو میں اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ٹال دیتا۔ لیکن حقیقی ایمان کے بعد ایک مومن کو کوئی اختیار باقی نہیں رہتا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کی خلاف ورزی کرے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ہی کو زیادہ علم ہے (اور جب یہ ہمارا ایمان ہے تو ہم اپنی کم علمی کے باوجود کیسے آپ کے حکم کو ٹال سکتے ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی تسلی اور غم غلط کرنے کے لئے فرمایا "تم زمین والوں میں سب سے بہتر ہو"

جب صلح نامہ کی تحریر مکمل ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اٹھو قربانی کرو اور سر منڈاؤ۔ آپ نے تین مرتبہ یہ الفاظ فرمائے (لیکن اس امید میں کہ شاید کوئی دوسرا حکم مل جائے اور وہ ان کی تسلی کا باعث ہو) کوئی اٹھا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ کے پاس چلے گئے اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا۔ حضرت ام سلمہ نے عرض کیا "اے اللہ کے نبی کیا واقعی آپؐ یہی چاہتے ہیں' اگر ایسا ہے تو آپؐ تشریف لے جایئے۔ ان میں سے کسی سے بات نہ کیجئے یہاں تک کہ آپ اپنے جانوروں کو ذبح کر دیجئے پھر سر منڈنے والے کو بلایئے کہ وہ آپؐ کا سر مونڈے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے ان میں سے کسی سے بات نہیں کی' یہاں تک کہ آپؐ نے اپنے جانوروں کو ذبح کیا پھر سر منڈنے والے کو بلایا۔ اس نے آپ کا سر مونڈ دیا۔ جب صحابہ کرامؓ نے یہ دیکھا تو (اب انہیں حکم کی تبدیلی کی کوئی امید باقی نہ رہی) اٹھے اور قربانی کی پھر ان میں سے ہر ایک دوسرے کا سر

مونڈنے لگا۔ یہاں تک کہ اژدھام کی وجہ سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ایک دوسرے کو قتل نہ کر دیں۔ الغرض بعض لوگوں نے بال منڈوائے اور بعض لوگوں نے بال کتروائے۔

ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ ہی میں مقیم تھے کہ رات کو بارش ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی' پھر صحابہؓ کی طرف منہ کر کے فرمایا۔ تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا کہا؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندوں نے آج اس حال میں صبح کی کہ بعض ان میں سے مجھ پر ایمان لانے والے ہیں اور بعض ان میں سے میرے ساتھ کفر کرنے والے ہیں۔ جس شخص نے کہا ہم پر اللہ کی رحمت' اللہ کی بخشش اور اللہ کے فضل سے بارش ہوئی وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستارہ کا منکر ہے اور جس نے کہا کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی تو وہ ستارہ پر ایمان لایا اور میرا منکر ہو گیا۔ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

**فلا اقسم بمواقع النجوم ○ وانہ لقسم لو تعلمون عظیم○ انہ لقرآن کریم○ فی کتب مکنون○ لا یمسہ الا المطھرون○ تنزیل من رب العلمین○ افبھذا الحدیث انتم مدھنون○ و تجعلون رزقکم انکم تکذبون○** (۷)

(ترجمہ) تو مجھے قسم ہے' ان جگہوں کی جہاں ستارے واقع ہوتے ہیں۔ اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی (بات ہے) قسم ہے۔ بے شک یہ بڑی عزت والا قرآن ہے محفوظ کتاب میں۔ اس کو نہیں چھوتے مگر پاک نازل کیا ہوا ہے سارے جہانوں کے پروردگار کی طرف سے تو کیا تم اس کلام کے ساتھ لاپرواہی کرتے ہو؟ اور (قرآن میں) تم اپنا حصہ رکھتے ہو کہ تم (اسے) جھٹلاتے ہو۔

حضرت سلمہؓ بن اکوع کہتے ہیں کہ میں طلحہ بن عبیداللہ کی خدمت میں تھا ان کے گھوڑے کو پانی پلاتا تھا۔ کھریرا کرتا تھا اور ان کی بھی خدمت کرتا تھا اور ان کے ساتھ ہی کھانا کھاتا تھا۔ میں اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر اللہ ہی کے لئے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آیا تھا۔ جب ہماری اور مکہ والوں کی صلح ہو گئی اور ایک دوسرے سے ملنے لگا تو میں ایک درخت کے پاس آیا اور اس کے نیچے سے کانٹے صاف کر کے اس کی جڑ میں لیٹ گیا۔ اتنے میں مشرکین مکہ میں سے چار آدمی آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہنے لگے۔ مجھے ان پر غصہ آگیا۔ میں وہاں سے دوسرے درخت کے پاس آگیا۔ انہوں نے اپنے ہتھیار لٹکائے اور لیٹ گئے۔ وہ اس حال میں تھے کہ یکایک وادی کے نشیب سے آواز آئی کہ اے مہاجرین زنیم قتل کر دیئے گئے۔ یہ سنتے ہی میں نے اپنی تلوار سونت لی اور ان چار آدمیوں پر حملہ کر دیا۔ وہ سو رہے تھے میں نے ان کے ہتھیار لئے اور اکٹھے کر کے اپنے ہاتھ میں پکڑ لئے۔ اتنے میں وہ جاگے تو میں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو عزت عطا فرمائی ہے تم میں سے اگر ایک نے اپنا سر اٹھایا تو میں اس کا وہ حصہ اڑا دوں گا جس میں اس کی دونوں آنکھیں ہیں۔

پھر میں ان کو کھینچتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے آیا۔

قبیلہ عبلات کا ایک آدمی جس کا نام مکرز تھا ستر مشرکین کے ہمراہ مسلح ہو کر کوہ تنعیم میں مسلمانوں کی گھات میں بیٹھ گیا۔ ان لوگوں کا یہ ارادہ تھا کہ ناگہانی طور پر مسلمانوں پر حملہ کر دیا جائے۔ حضرت سلمہؓ بن اکوع کے چچا حضرت عامرؓ (نے ان پر غلبہ حاصل کیا اور) انہیں گھسیٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام لوگوں کی طرف نظر کی' ان کو معاف کر دیا اور فرمایا ان کو چھوڑ دو (بدعہدی کے) گناہ کی ابتدا بھی ان ہی کی طرف سے ہوئی اور تکرار بھی' اسی سلسلہ میں اللہ نے فرمایا:

**وھو الذی کف ایدیھم عنکم وایدیکم عنھم ببطن مکتہ من بعد ان اظفرکم علیھم وکان اللہ بما تعملون بصیرا ○ (۸)**

(اے مومنو!) اور وہی ہے جس نے روک دیا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے مکہ کے بیچ میں اس کے بعد کہ تمہیں ان پر کامیاب فرما دیا اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو خوب دیکھتا ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ واپس ہوئے۔ راستہ میں آپؐ ایک منزل پر اترے جہاں صحابہؓ اور بنی لحیان قبیلہ کے مشرکین کے درمیان بس ایک پہاڑ حائل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلہ کی طرف سے خطرہ محسوس کیا اس شخص کے لئے دعائے مغفرت فرمائی جو اس پہاڑ پر چڑھ کر اسلامی فوج کا پہرہ دے۔ یہ دعا سن کر حضرت سلمہؓ بن اکوع نے رات بھر پہرہ دیا اور تین مرتبہ وہ پہاڑ پر بھی چڑھے۔

یہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے روانہ ہوئے۔ اثنائے سفر میں ایک رات کو حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات دریافت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے "اے عمر تیری ماں تجھ کو روئے تو نے متواتر تین دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا لیکن آپ نے ایک بھی جواب نہیں دیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے اپنے اونٹ کو تیز کیا اور صحابہؓ سے آگے بڑھ گئے' وہ ڈر رہے تھے کہ کہیں ان کے معاملہ میں قرآن نازل نہ ہو جائے۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے سنا کہ ایک آدمی انہیں آواز دے رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں ڈر گیا کہ ضرور میرے معاملہ میں قرآن

نازل ہوا ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات کو مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے وہ مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورۃ کی تلاوت فرمائی

**انا فتحنا لک فتحا مبینا ○ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ویتم نعمتہ علیک ویھدیک صراطا مستقیما ○ وینصرک اللہ نصرا عزیزا ○ ھوالذی انزل السکینۃ فی قلوب المومنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانھم وللہ جنود السموات والارض وکان اللہ علیما حکیما ○ (۹)**

بے شک ہم نے آپ کو روشن فتح عطا فرمائی۔ تاکہ اللہ آپ کی اگلی پچھلی سب بھول چوک معاف فرما دے اور آپ پر اپنی نعمت پوری کر دے اور آپ کو سیدھے راستہ پر چلاتا رہے۔ اللہ آپ کی زبردست مدد کرے گا۔ وہی جس نے نازل فرمایا سکون ایمان والوں کے دلوں میں تاکہ ان کا ایمان پر ایمان بڑھے اور اللہ ہی کے لئے ہے لشکر آسمانوں اور زمینوں کے اور اللہ بے حد علم والا بڑی حکمت والا ہے۔

صحابہ کرام جنہیں جہنم کا خوف ہر وقت بے تاب و بے قرار رکھتا تھا اور حصول جنت کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔ رسول خدا سے عرض کرتے ہیں! اے اللہ کے رسول یہ آسانی اور خوشی آپ کے لئے ہے۔ ہمارے لئے کیا ہے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات تلاوت کیں:

**لیدخل المومنین والمومنت جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ویکفر عنھم سیاتھم وکان ذلک عند اللہ فوزا عظیما ○ ویعذب المنفقین والمنفقت والمشرکین والمشرکت الظانین باللہ ظن السوء علیھم دائرۃ السوء وغضب اللہ علیھم ولعنھم واعدلھم جھنم وساءت مصیرا**

○ وللہ جنود السموات والارض وکان اللہ عزیزا حکیما ○ انا ارسلنک شاھدا و مبشرا ونذیرا ○ لتومنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃ واصیلا ○ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفی بما عھد علیہ اللہ فسیوتیہ اجرا عظیما ○ (۱۰)

(ترجمہ) تاکہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو جنتوں میں داخل فرمائے جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کی برائیاں ان سے دور فرما دے گا اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور تاکہ عذاب دے منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کے بارے میں بدگمانی رکھتے ہیں اور ان پر بدترین گردش ہے اور اللہ نے ان پر غضب فرمایا اور ان پر لعنت فرمائی اور ان کے لئے دوزخ تیار کیا اور وہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔ اور اللہ ہی مالک' آسمانوں اور زمینوں کے لشکروں کا اور بہت غالب اور بڑی حکمت والا ہے (اے رسول) ہم نے آپ کو (حق) کا گواہ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تاکہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور رسول کی تعظیم بجا لاؤ اور ان کی توقیر کرو اور اللہ کی پاکی بیان کرو صبح اور شام۔ بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ تو جس نے بیعت توڑی تو اس کا وبال اس پر ہو گا اور جس نے اس عہد کو پورا کیا جو اس نے اللہ سے کیا (تھا) تو عنقریب اللہ اسے بہت بڑا اجر دے گا۔

سیقول لک المخلفون من الاعراب شغلتنا اموالنا واھلونا فاستغفرلنا یقولون بالسنتھم ما لیس فی قلوبھم قل فمن یملک لکم من اللہ شیاء ان اراد بکم ضرا او اراد بکم نفعا بل کان اللہ بما تعملون خبیرا ○ بل

**ظننتم ان لن ینقلب الرسول والمومنون الی اھلیھم ابدا وزین ذلک فی قلوبکم وظننتم ظن السوء وکنتم قوما بورا○ ومن لم یومن باللہ ورسولہ فانا اعتدنا للکفرین سعیرا○ وللہ ملک السموت والارض یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء وکان اللہ غفور رحیما○ (۱۱)**

جو دیہاتی پیچھے رہ گئے ہیں عنقریب وہ آپ سے کہیں گے کہ ہمارے مال اور اہل و عیال نے ہمیں مشغول کر لیا تھا تو آپ ہمارے لئے بخشش طلب کریں وہ اپنی زبانوں سے ایسی باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں آپ فرما دیں تو کون ہے' جو اللہ کے مقابلے تمہارے لئے کسی چیز کا اختیار رکھتا ہو اور اگر وہ تمہیں نقصان پہنچانا چاہے یا تمہارے کسی نفع کا ارادہ فرمائے بلکہ اللہ تمہارے کاموں سے اچھی طرح خبردار ہے بلکہ تمہارا گمان تھا کہ (اب) رسول اور ایمان والے اپنے گھر والوں کی طرف کبھی ہرگز لوٹ کر نہ آئیں گے اور یہی تمہارے دلوں میں مزین کر دی گئی تھی اور تم نے بہت برا گمان کیا اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے۔ تو بے شک ہم نے منکروں کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ اور اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمینوں کی حکومت وہ جسے چاہے بخشے جسے چاہے عذاب دے اور اللہ بخشنے والا بے حد رحم کرنے والا ہے۔

جن صحابہ نے رسول کے ہاتھ میں ہاتھ رکھ دیئے۔ مرنے مٹنے اور کٹنے کی بیعت کر لی۔ ان کے بارے میں نوید خداوندی ملاحظہ کیجئے:

**لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینتہ علیھم واثابھم فتحا قریبا○ ومغانم کثیرۃ یاخذونھا وکان اللہ عزیزا حکیما○ (۱۲)**

بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ درخت کے نیچے آپ سے

بیعت کر رہے تھے تو اللہ کو (پہلے سے) معلوم تھا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا تو اللہ نے ان پر (دل کا) سکون نازل فرما دیا اور انہیں بہت ہی قریب آنے والی فتح کا انعام دیا۔ اور بہت سی غنیمتیں (عطا فرمائیں) جنہیں وہ حاصل کریں گے اور اللہ بڑی عزت والا ہے بڑی حکمت والا ہے۔

پھر اللہ نے کفار کی مزاحمت اور مومنین کے دب کر صلح کر لینے کی مصلحت بیان فرمائی:

**هم الذين كفروا وصدوكم عن المسجد الحرام والهدى معكوفا ان يبلغ محله ولو لا رجال مومنون ونساء مومنت لم تعلموهم ان تطوهم فتصيبكم منهم معرة بغير علم ليدخل الله في رحمته من يشاء لو تزيلوا لعذبنا الذين كفروا منهم عذابا اليما ○ اذ جعل الذين كفروا في قلوبهم الحمية حمية الجاهلية فانزل الله سكينته على رسوله وعلى المومنين والزمهم كلمة التقوى وكانوا احق بها واهلها وكان الله بكل شيء عليما ○ لقد صدق الله رسوله الرءيا بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله امنين محلقين رءوسكم ومقصرين لا تخافون فعلم ما لم تعلموا فجعل من دون ذلك فتحا قريبا ○ (۱۳)**

وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور مسجد حرام سے تمہیں روکا اور قربانی کے جانوروں کو اس حال میں کہ وہ روکے ہوئے پڑے رہے اپنی جگہ پہنچنے سے اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ان (بے بس) ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو تم پامال کر ڈالو گے جنہیں تم نہیں جانتے پھر پہنچ جائیں۔ تمہیں (بھی) بے خبری میں ان کی طرف سے کوئی ضرر (تو ہم اسی وقت تمہیں قتال کی اجازت دے دیتے یہ) اس لئے کہ اللہ جسے چاہے، اپنی رحمت میں داخل کر دے، اگر ایمان والے وہاں سے نکل جاتے تو ان (اہل مکہ) میں سے جو کافر تھے ہم انہیں

دردناک عذاب دیتے۔ جب کافروں نے اپنے دلوں میں ضد رکھ لی جاہلیت کی ضد تو اللہ نے اپنی طرف سے اپنے رسول اور ایمان والوں پر (دلوں کا) سکون اتارا۔ اور اللہ نے انہیں تقویٰ کا کلمہ پر مستحکم کر دیا اور وہ اس کے زیادہ لائق اور اہل تھے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ بے شک اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا حق کے ساتھ اللہ کے چاہنے سے (یقیناً) تم ضرور ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے امن و امان سے اپنے سر منڈاتے ہوئے اور کچھ لوگ) اپنے بال کترواتے ہوئے تمہیں (کسی کا) خوف نہ ہو گا تو اللہ نے (ازل سے) جانا جو تم نہیں جانتے تو اس سے پہلے قریب آنے والی ایک اور فتح مقرر فرما دی۔

اس ہی خوشخبری کی بنیاد پر صحابہ کرام بیعت رضوان اور صلح حدیبیہ ہی کو فتح کہا کرتے تھے خوشخبریوں کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

**هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله وکفی بالله شهیدا ○ محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم ترهم رکعا سجدا یبتغون فضلا من الله ورضوانا سیماهم فی وجوههم من اثر السجود ذلک مثلهم فی التورته ومثلهم فی الانجیل کزرع اخرج شطئه فازره فاستغلظ فاستوی علی سوقه یعجب الزراع لیغیظ بهم الکفار وعدالله الذین امنوا وعملوا الصلحت منهم مغفرة واجرا عظیما ○ (۱۴)**

(اللہ) وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین عطا فرما کر بھیجا تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے (یعنی وہ پورا دین نافذ کرنے پر قادر ہو جائے اور ایسا ہو کر رہے گا) اللہ کافی گواہ ہے۔ محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں (اے رسول) آپ دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ کبھی رکوع میں ہیں اور کبھی سجدہ میں۔ یہ لوگ اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے متلاشی رہتے ہیں۔ کثرت سجود سے ان کی

پیشانیوں پر نشان پڑ گئے ہیں۔ ان کے اوصاف توراۃ اور انجیل میں مرقوم ہیں۔ وہ گویا ایک کھیتی ہیں جس نے پہلے اپنی سوئی نکالی پھر اس کو مضبوط کیا' پھر موٹی ہوئی' پھر اپنی ڈنڈی پر سیدھی کھڑی ہو گئی' کھیتی کرنے والوں کو وہ بہت اچھی معلوم ہوتی ہے اور کافروں کو غیظ و غضب میں مبتلا کرتی ہے۔ جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کو بخش دے گا اور اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچے۔ صلح کی شرائط پر آپ عمل کرتے رہے جو مرد مسلمان ہو کر آپ کے پاس آتے تھے آپ انہیں واپس کر دیا کرتے تھے۔ کچھ عورتیں بھی مسلمان ہو کر آنے لگیں۔ سب سے پہلے حضرت ام کلثومؓ بنت عقبہ بن ابی معیط آئیں۔ وہ بالغ ہو چکی تھیں۔ ان کے گھر والے ان کو واپس لینے کے لئے آئے (کیونکہ صلح نامہ میں عورتوں کے متعلق کوئی صراحت نہیں تھی۔ ان کی واپسی لازمی نہیں تھی لہٰذا) اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی واپسی کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا:

**یایھا الذین امنوا اذا جاء کم المومنت مھجرت فامتحنوھن اللہ اعلم بایمانھن فان علمتموھن مومنت فلا ترجعوھن الی الکفار لا ھن حل لھم ولا ھم یحلون لھن واتوھم ما انفقوا ولا جناح علیکم ان تنکحوھن اذا ما اتیتموھن اجورھن ولا تمسکوا بعصم الکوافر وسئلوا ما انفقتم ولیسئلوا ما انفقوا ذلکم حکم اللہ یحکم بینکم واللہ علیم حکیم○ (۱۵)**

اے ایمان والو! جب تمہارے پاس ایمان والی عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو تم انہیں آزما لیا کرو اللہ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے۔ پھر اگر تمہیں ان کے ایمان کا یقین ہو جائے تو انہیں کافروں کی طرف نہ لوٹاؤ نہ یہ (مومنات) ان (کفار) کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ (کفار) ان (مومنات) کے لئے حلال ہیں۔ تم

انھیں دے دو جو انھوں نے خرچ کیا اور ان سے نکاح کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ جب ان کے مہر تم ادا کر دو اور (اے مسلمانو) تم بھی کافر عورتوں کو اپنی زوجیت میں نہ روکے رکھو اور جو تم نے (ان کے مہر میں) خرچ کیا وہ (کافروں سے) طلب کر لو۔

یہ اللہ کا حکم ہے وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ بہت جاننے والا بڑی حکمت والا ہے○

**یا یھا النبیّ اذا جاء ک المومنت یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیاء ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولا دھن ولا یاتین ببھتان یفترینہ بین ایدیھن وارجلھن ولا یعصینک فی معروف فبایعھن واستغفر لھن اللہ ان اللہ غفور رحیم○ (۱۶)**

اے نبی! جب آپ کے پاس ایمان والی عورتیں حاضر ہوں آپ سے بیعت کریں اس پر کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ کوئی بہتان گھڑ کر لائیں گی۔ اپنے ہاتھ اور پاؤں کے درمیان اور دستور کے مطابق کسی کام میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی تو انھیں بیعت فرما لیا کریں اور ان کے لئے اللہ سے استغفار فرمائیں بے شک اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔"

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی واپسی سے انکار کر دیا۔ جب عورتیں آپ کے پاس ہجرت کر کے آتی تھیں تو آپؐ ان کا امتحان لیا کرتے تھے اور ان سے زبانی بیعت لیا کرتے تھے اور کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔ ایک دن ایک عورت بیعت کرتے کرتے رک گئی۔ کہ وہ کہنے لگی کہ فلاں عورت نے نوحہ میں میرا ساتھ دیا تھا میں اس کا بدلہ اتارنا چاہتی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ابھی کچھ کہنے بھی نہ پائے تھے کہ وہ واپس

چلی گئی۔ کچھ دیر بعد وہ پھر آئی اور بیعت کی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا آیتوں کی تلاوت کی تو حضرت عمرؓ نے مشرک عورتوں کو جو ان کے نکاح میں تھیں طلاق دے دی۔ ایک قریبہؓ بنت ابی امیہ اور دوسری بنت جزول خزاعی تھی۔ قریبہؓ سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے (جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) اور دوسری کے ساتھ ابو جہم صفوان بن امیہ نے نکاح کر لیا۔

ان ہی ایام میں حضرت ابو بصیر جو قریشی النسل تھے۔ مسلمان ہو گئے مسلمان ہو کر وہ مدینہ پہنچے۔ اخنس بن شریق نے ان کی واپسی کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خط لکھا۔ ادھر کفار مکہ نے ان کے تعاقب میں دو آدمی روانہ کئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوایا۔ کہ جو عہد آپ نے کیا ہے اس کی پاسداری کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بصیرؓ کو ان دونوں کے حوالہ کر دیا۔ وہ دونوں حضرت ابو بصیرؓ کو لے کر چلے۔ جب ذوالحلیفہ پہنچے تو اپنی سواری سے اتر کر کھجوریں کھانے لگے۔ حضرت ابو بصیرؓ نے ان میں سے ایک شخص سے کہا "اللہ کی قسم میں تمہاری تلوار کو بہت عمدہ سمجھتا ہوں" اس شخص نے تلوار نیام سے نکالی اور کہا "اللہ کی قسم یہ بہت عمدہ ہے۔ میں نے اس کو کئی مرتبہ آزمایا ہے" حضرت ابو بصیرؓ نے کہا ذرا مجھے دکھاؤ، میں بھی تو دیکھوں کہ یہ کیسی ہے۔ اس نے وہ تلوار حضرت ابو بصیرؓ کو دے دی۔ حضرت ابو بصیرؓ نے وہ تلوار لے کر اس شخص پر وار کیا یہاں تک کہ اسے ٹھنڈا کر دیا۔ دوسرا شخص بھاگ گیا اور سیدھا مدینہ منورہ پہنچ کر دوڑتا ہوا مسجد میں گھس گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر فرمایا "یہ خوف زدہ ہے" جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو اس نے کہا اللہ کی قسم میرا ساتھی قتل کر دیا گیا ہے اور اگر میں نہ بھاگتا تو میں بھی قتل کر دیا جاتا۔

اتنے میں حضرت ابو بصیرؓ بھی آگئے انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسول' بے شک اللہ نے آپؐ کو آپؐ کی ذمہ داری سے بری کر دیا ہے۔ آپ تو مجھے کفار کی طرف واپس کر چکے ہیں اب تو اللہ نے مجھے ان سے نجات دی ہے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو لڑائی کی آگ ہے۔ اگر اس کا کوئی مددگار ہوتا (تو یہ آگ بھڑک اٹھتی) حضرت ابو بصیرؓ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سنی تو سمجھ گئے کہ آپ پھر انہیں واپس کر دیں گے' لہٰذا وہ وہاں سے چل دیئے۔ سمندر کے کنارہ پر پہنچ گئے وہاں مقیم ہو گئے۔ اسی اثناء میں حضرت ابو جندلؓ بھی چھوٹ کر آئے اور حضرت ابو بصیرؓ کے ساتھ رہنے لگے۔ پھر قریش میں سے جو شخص بھی مسلمان ہو کر آتا۔ وہ حضرت ابو بصیرؓ کے پاس ہی آکر ٹھہر جاتا۔ یہاں تک کہ ان کی اچھی خاصی جماعت ہو گئی۔ وہ جب سنتے کہ قریش کا کوئی قافلہ شام کی طرف سے آرہا ہے تو اس کی گھات میں رہتے۔ آدمیوں کو قتل کر دیتے اور مال لے لیتے قریش (بہت پریشان ہوئے) انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی بھیجا۔ آپؐ کو اللہ اور قرابت کا واسطہ دلایا اور درخواست کی کہ آپؐ حضرت ابو بصیرؓ کو ان باتوں سے منع کر دیں اب جو شخص مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے وہ بے خوف ہو کر آسکتا ہے اسے واپس کرنے کی شرط ختم کی جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بصیر کو لوٹ مار کرنے سے منع کروا دیا۔

اللہ نے فیصلہ کیا تھا جو کچھ مسلمانوں نے اپنی بیویوں پر خرچ کیا ہو۔ جب وہ کافروں کے پاس جائیں تو کافر اس خرچ کو مسلمانوں کے حوالہ کر دیں' کافروں نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

**وان فاتکم شئی من ازواجکم الی الکفار فعاقبتم فاتوا الذین ذھبت ازواجھم مثل ما انفقوا واتقوا اللہ الذی انتم بہ مومنون ○ (۱۷)**

اگر تمہاری بیویوں میں سے کوئی تم سے چھوٹ کر کافروں کی طرف چلی جائے پھر (کفار سے) تم غنیمت حاصل کر لو تو (غنیمت میں سے) دے دو ان (مسلمانوں) کو جن کی بیویاں (کافروں کی طرف) چلی گئیں مثل اس کی جو انہوں نے خرچ کیا اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لا چکے ہو۔

اس آیت کے نزول تک کافروں کی جو عورت مسلمان ہو کر آتی تھی۔ اس کا مہر واپس کر دیا کرتے تھے۔ اب انہوں ایسا کرنا بند کر دیا۔ اب وہ اس رقم میں سے اس مسلمان کو دے دیتے تھے جس کی کافر بیوی کافروں کے پاس چلی گئی ہو۔

(۱۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بظاہر دب کر صلح کی لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں بڑی مصلحت تھی۔ یہ صلح ہی دراصل فتح مکہ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ تبلیغ کے لئے میدان صاف ہو گیا۔ مکہ کے مظلوم مسلمان لاعلمی میں قتل ہونے سے بچ گئے۔ اسی اثناء میں بہت سے کافر مسلمان ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا ہی میں مشورہ لیتے وقت فرمایا تھا کہ "تمہاری رائے ہے کہ میں ان کافروں کو غارت کر دوں" پھر آپؐ نے صحابہ کرام سے لڑنے اور مرنے پر بیعت لے کر جنگ کا ارادہ فرما لیا تھا۔ آپؐ نے بدیل اور عروہ سے بھی جنگ کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا اور آپؐ کسی طرح بھی ان سے خوف زدہ نہیں تھے' اللہ تعالٰی کے ارشادات سے بھی یہی واضح ہوتا ہے:

**ولو قتلکم الذین کفروا لولوا الادبار** ○ (۱۹)

اگر کافر تم سے لڑتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے۔

**ان تطئوھم** (۲۰)

تم ان کو پامال کر دیتے۔

ان تمام باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ دب کر صلح کسی کمزوری یا بزدلی کی وجہ

سے نہیں کی گئی تھی۔ یہ صلح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرضی سے نہیں کی بلکہ اللہ کے حکم سے کی ہے جیسا کہ آپؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا تھا میں اللہ کی نافرمانی نہیں کر سکتا پھر بعد میں سورۃ فتح میں اللہ تعالیٰ نے اس کی تائید فرما دی۔

عروہ نے یہ کہہ کر کہ "کیا تم نے اس سے پہلے کسی عرب کے متعلق سنا ہے کہ اس نے اپنی قوم کا استحصال کیا ہو" قومیت کے نظریہ کو پیدا کرنا چاہا مگر مسلمانوں نے اسے ٹھکرا دیا۔ وہ لڑنے کے لئے بے چین تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل مسلم قوم کی طرف سے عرب کافر قوم کے خلاف لڑتے رہے۔ قومیت کا نعرہ کفر کی ایجاد ہے ہمیشہ ملحد قوموں نے انبیاء مرسلین اور مصلحین کو قوم کا واسطہ اس امید پر دیا کہ شاید وہ ایمان اور اسلام کی شاہراہ سے ہٹ کر ہماری پر تاریک وادیوں کا رخ کر لیں اللہ والے یوں کیسے کر سکتے ہیں انہوں نے ان کے خلاف پوری طرح جہاد کیا۔

# حواشی فتح مبین

۱۔ سورۃ فتح آیت ۲۷

۲۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیہ عن مسور و مروان

۳۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیہ عن جابر

۴۔ صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب الذبائح والصید

۵۔ صحیح بخاری کتاب الھبتہ باب قبول الھدیتہ عن صعب

۶۔ سورۃ بقرہ آیت ۱۹۶

۷۔ سورۃ واقعہ (۷۵ تا ۸۲)

۸۔ سورۃ فتح آیت ۲۴

۹۔ سورۃ فتح آیت ۱ تا ۴

۱۰۔ سورۃ فتح آیت ۵ تا ۱۰

۱۱۔ سورۃ فتح آیت ۱۱ تا ۱۴

۱۲۔ سورۃ فتح آیت ۱۸، ۱۹

۱۳۔ سورۃ فتح آیت ۲۵، ۲۷

۱۴۔ سورۃ فتح ۲۸، ۲۹

۱۵۔ سورۃ ممتحنہ آیت ۱۰

۱۶۔ سورۃ ممتحنہ آیت ۱۲

۱۷۔ ایضاً آیت ۱۱

۱۸۔ صلح حدیبیہ کے تمام واقعات صحیح بخاری کتاب الشروط فی الجھاد میں حضرت مسور اور مروان سے مروی ہیں۔

۱۹۔ سورۃ فتح آیت ۲۲

۲۰۔ ایضاً آیت ۲۵

# غزوہ خیبر

خیبر مدینہ منورہ کے شمال میں کم و بیش ایک سو ساٹھ کلو میٹر یا قریباً ایک سو میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں ہر طرف لاوے کی جلی ہوئی پہاڑیاں ہیں جن کے درمیان سات وادیاں ہیں۔ ان دونوں میں ایک سو کے قریب چشمے تھے۔ ان کے علاوہ کنویں بھی تھے۔ پورا خطہ نہایت سرسبز و شاداب تھا جہاں کھجور' انگور' ترنج' لیمو اور انجیر کے باغات تھے۔ فصلیں بھی خوب ہوتی ہیں۔ سفرنامہ ارض القرآن میں ہے۔

"خیبر کی وسعت اور شادابی اس سے کہیں زیادہ تھی' جس کا ہم اپنے ذہن میں تصور رکھتے ہیں۔ عرب کی سرزمین میں یہ عجیب بات ہے کہ جہاں لاوے کی جلی ہوئی پہاڑیاں ہیں وہاں کھجور کے باغات کثرت سے پائے جاتے ہیں۔" (۱)

یہودی غالباً" خیبر میں بھی اسی زمانے میں آبسے تھے جب انہیں فلسطین سے نکالا گیا تھا۔ ان کی آبادیاں فدک' وادی القریٰ اور تما بھی تھیں۔ تین قبیلے یثرب میں تھے' جن کی سرگزشت بیان ہو چکی ہے' لیکن ان کی قوت کا سب سے بڑا مرکز خیبر ہی تھا۔ بنو نضیر مدینہ منورہ سے جلا وطن ہونے کے بعد خیبر میں آباد ہو گئے تھے۔ اور انہوں نے وہاں پر معاشرتی طور پر ایک بڑا مقام حاصل کر لیا تھا پہلے حیی بن اخطب کو قوم یہود نے اپنا سردار منتخب کر لیا تھا جب وہ مارا گیا تو ابو

رافع بن الحقیق کو اس کی جگہ پر سردار تسلیم کر لیا تھا۔ یہی وہ یہودی تھے جنہوں نے سنہ ۵ھ میں عرب قبائل کو مسلمانوں کے خلاف مجتمع کر کے مدینہ منورہ پر حملہ کرایا تھا۔ بنو قریظہ کو بدعہدی پر آمادہ کر کے نازک صورت حال پیدا کر دی۔ اب دوبارہ ساز باز کر کے ایک بڑی فوج کے ساتھ مدینہ پر یورش کی تیاریاں کر رہے تھے۔ اسی وجہ سے خیبر پر اقدام ناگزیر ہو گیا۔ (۲)

خیبر کے یہودی برابر سرکشی میں مصروف تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کرانا' ایک لڑکی کا سر پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دینا' حضرت عبداللہ بن سہل کا قتل وغیرہ۔ شرارتیں انہوں نے کیں' لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔

جب رسول خدا نے روانگی کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے حدیبیہ میں نہ شرکت کرنے والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا

**سیقول المخلفون اذا انطلقتم الی مغانم لتاخذوھا ذرونا نتبعکم یریدون ان یبدلوا کلم اللہ قل لن تتبعونا کذلکم قال اللہ من قبل فسیقولون بل تحسدوننا بل کانوا لا یفقھون الا قلیلا ○ قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید تقاتلونھم او یسلمون فان تطیعوا یوتکم اللہ اجرا حسنا وان تتولوا کما تولیتم من قبل یعذبکم عذابا الیما ○ (۳)**

جب تم غنیمتیں لینے چلو گے تو پیچھے رہ جانے والے کہیں گے کہ ہمیں بھی اپنے پیچھے آنے دو وہ ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل دیں' آپ فرما دیجئے ہرگز تم ہمارے پیچھے نہیں آسکتے اسی طرح اللہ نے پہلے سے فرما دیا ہے پھر عنقریب وہ کہیں گے بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو (ایسا نہیں) بلکہ وہ سمجھ نہیں رکھتے مگر بہت تھوڑی۔ ان پیچھے رہنے والے دیہاتیوں سے فرما دیجئے تم ایک ایسی

قوم (مرتدین اہل عامہ) کی طرف بلائے جاؤ گے جو نہایت لڑنے والی ہو گی تم ان سے لڑتے رہو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے تو اگر تم نے حکم مان لیا تو اللہ تمہیں بہترین ثواب دے گا اور اگر تم نے روگردانی کی جس طرح اس سے پہلے روگردانی کرتے رہے تو اللہ تمہیں (سخت) دردناک عذاب دے گا۔

ذوقرد سے واپس آنے کے تین دن بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ رات کے وقت خیبر کو روانہ ہو گئے۔ راستہ میں ایک آدمی نے حضرت عامرؓ بن اکوع سے کہا اپنے کچھ شعر سنائیے۔ حضرت عامرؓ سواری پر سے اترے اور حدی خوانی شروع کر دی بطور رجز انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

تاللہ لو لا اللہ ما اھتدینا
ولا تصدقنا ولا صلینا
فاغفر فداء لک ما اقتفینا
ونحن عن فضلک ما استغنینا
فثبت الاقدام ان لاقینا
وانزلن سکینتہ علینا
انا اذا صیح بنا اتینا
وبالصیاح عولوا علینا

اللہ کی قسم اگر اللہ ہدایت نہ دیتا تو ہمیں ہدایت نہ ملتی نہ ہم صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے' تجھ پر ہم فدا ہو جائیں۔ جب تک ہم تیری اطاعت کریں تو ہمیں معاف کرتا رہ اور ہم تیرے فضل سے مستغنی نہیں ہیں۔ جب دشمن سے ہماری مڈ بھیڑ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہم پر تسکین نازل فرما۔ جب کبھی ہم کو آواز دی جاتی ہے ہم جا پہنچتے ہیں۔ آواز کے ساتھ ہی لوگ ہم پر بھروسہ کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عامرؓ کے اشعار پڑھنے کی آواز سنی تو فرمایا یہ ہنکانے والا کون ہے؟ حضرت سلمہؓ بن اکوع نے عرض کیا "یہ عامر ہیں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا "اللہ تمہاری مغفرت فرمائے" آپؐ جب کسی کے لئے استغفار کرتے تو وہ ضرور شہید ہو جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے جو اپنے اونٹ پر چلے جا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعائیہ کلمات سنے تو سمجھ گئے عامرؓ شہید ہو جائیں گے انہوں نے عرض کی اے اللہ کے نبی آپ نے ہمیں عامرؓ سے فائدہ کیوں نہ اٹھانے دیا۔ (۴)

خیبر کے راستے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی جگہ اترے۔ جہاں کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اترتے حضرت انسؓ آپ کی خدمت کرتے وہ کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا پڑھتے تھے۔ **اللھم انی اعوذ بک من الھم والحزن والعجز والکسل والبخل والجبن وضلع الدین وقھر الرجال○** (۵)

اے اللہ میں رنج و فکر، عجز و تکان، بخل و نامرادی، قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبہ سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام صہباء میں پہنچے جو خیبر کے قریب واقع ہے تو آپؐ نے کھانا منگوایا۔ ستو کے علاوہ کھانے کے لئے اور کچھ نہ تھا۔ وہی آپ کو پیش کر دیئے گئے۔ صحابہ کرام نے بھی ستو گھول کر کھائے اور پئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی کی، صحابہ نے بھی کلی کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب پڑھائی۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر کی طرف روانہ ہوئے تو وہاں رات کے وقت پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ جب کسی قوم کے پاس رات کے وقت پہنچے تو صبح ہونے سے پہلے

حملہ آور نہ ہوتے تھے۔ جب صبح ہوئی تو حسب معمول یہودی پھاوڑے اور ٹوکرے لے کر اپنے کھیتوں کی طرف نکلے۔ ان سب نے جب آپ کو دیکھا تو بولے خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پانچ حصوں والا لشکر لے کر آ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر خیبر تباہ و برباد ہو گیا۔ جب ہم لوگ کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو دہشت زدہ لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔ (۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا محاصرہ کر لیا اور جنگ شروع ہو گئی۔(۷) حضرت علیؓ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں اس لئے وہ مدینہ میں رہ گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے تو انہوں نے اپنے دل میں سوچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو جنگ کے لئے جائیں گے اور میں پیچھے رہ جاؤں گا (یہ کیسے ہو سکتا ہے) لہٰذا وہ اسی حالت میں مدینہ منورہ سے روانہ ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ (۸)

لڑائی شروع ہوئی تو سب سے پہلے یہودیوں کا سپہ سالار مرحب مندرجہ ذیل رجز پڑھتا ہوا میدان میں آیا۔

قد علمت خیبر انی مرحب

شاکی السلاح بطل مجرب

اذ الحروب اقبلت تلھب

خیبر جانتا ہے میں مرحب ہوں۔ جب لڑائی کی آگ بھڑکنے لگتی ہے تو میں ہتھیار بند' بہادر اور جنگ آزمودہ ہوتا ہوں۔

حضرت عامرؓ اس کے مقابلہ کے لئے نکلے اور یہ رجز پڑھا۔

قد علمت خیبر انی عامر

شاکی السلاح بطل مغامر

خیبر جانتا ہے کہ میں عامر ہوں۔ ہتھیار بند' بہادر اور لڑائیوں میں گھسنے

والا۔

مقابلہ شروع ہوا دونوں کی ضربیں ایک دوسرے پر پڑنے لگیں۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ مرحب کی تلوار حضرت عامرؓ کی ڈھال پر پڑی انہوں نے نیچے سے اس کی پنڈلی پر تلوار ماری مگر ان کی تلوار چھوٹی تھی وہ لوٹ کر خود ان ہی کے لگ گئی اور اس سے ان کی شہ رگ کٹ گئی بالآخر اس زخم سے ان کی وفات ہو گئی۔ (۹)

پھر جب حضرت سلمہ بن اکوع مقابلہ کے لئے نکلے۔ انہوں نے بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ "عامرؓ کا عمل رائیگاں ہو گیا کیونکہ انہوں نے خود کشی کر لی" حضرت عامرؓ حضرت سلمہؓ کے بھائی تھے' لہٰذا حضرت سلمہؓ کو ان لوگوں کی اس بات پر بہت صدمہ پہنچا۔ وہ روتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ کے پاس جا کر خاموش کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ حضرت سلمہ نے کہا "میرے ماں باپ آپ پر قربان' لوگ کہتے ہیں کہ عامرؓ کے سب عمل برباد ہو گئے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون کہتا ہے؟" حضرت سلمہؓ نے کہا "فلاں شخص' فلاں شخص اور اسد بن حضیر انصاریؓ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو ایسا کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے" پھر آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو جمع کر کے فرمایا "ان کے لئے دوہرا ثواب ہے۔ وہ اطاعت الٰہی میں کوشش کرنے والے اور مجاہد تھے ان جیسے عرب کم ہی زمین پر چلے ہوں گے" (۱۰)

اسی زمانہ میں حضرت ابو ہریرہؓ اسلام قبول کرنے کے ارادے سے اپنے وطن سے روانہ ہوئے' ان کا غلام بھی ان کے ہمراہ تھا۔ راستہ میں ان کا غلام ان سے علیحدہ ہو گیا۔ حضرت ابو ہریرہ برابر چلتے رہے راستہ میں یہ شعر پڑھتے جا رہے تھے۔

یالیلتہ من طولها وعنائها
علی انها من د ارۃ الکفر نجت

اس رات کی درازی اور تکلیف کی شکایت تو ضرور کرتا ہوں مگر وہ رات بڑی مبارک ہے کہ اس رات کفر کے شہر سے مجھے نجات دی۔

حضرت ابو ہریرہ سیدھے خیبر پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بیعت کی۔ ابھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہی تھے کہ ان کا غلام دکھائی دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے ابو ہریرہ یہ تمہارا غلام آگیا" حضرت ابو ہریرہ کہنے لگے "میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کو اللہ کے لئے آزاد کر دیا" (۱۱)

جنگ جاری تھی۔ ایک مجاہد کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ دوزخی ہے" وہ شخص بہت جانفشانی سے لڑتا رہا۔ بالاخر اسے ایک زخم لگا زخم اتنا شدید تھا کہ لوگ سمجھے اس کی وفات ہو گئی۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسول جس شخص کے بارے میں آپؐ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے اس نے تو بڑی شدت کے ساتھ جنگ کی اور بالاخر وہ شہید ہو گیا کیا ایسی حالت میں بھی وہ دوزخی ہے؟" رسول اللہ صلی اللہ یہ وسلم نے فرمایا "وہ دوزخ میں گیا" لوگوں کو اس بات پر بڑی تشویش ہوئی' ی اثناء میں کسی نے کہا وہ مرا نہیں ہے بلکہ اسے شدید زخم پہنچا ہے۔ جب رات ہوئی تو وہ زخم کی تکلیف برداشت نہ کر سکا اور اپنے ترکش سے تیر نکال کر اس نے خودکشی کر لی۔ لوگ جلدی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا "اے اللہ کے رسول' اللہ نے آپ کی بات کو سچا کر دیا ہے' اس شخص نے اپنے کو نحر کر کے خود کشی کر لی" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ اکبر" میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں' پھر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دو کہ جنت میں کوئی نہیں جائے گا سوائے مسلمان کے اور بے شک اللہ اپنے دین کی مدد تو فاجر آدمی سے بھی لے لیتا ہے۔ (۱۲)

خیبر کا محاصرہ ابھی جاری تھا کہ قلعہ میں سے ایک شخص نے چربی کی ایک تھیلی باہر پھینکی حضرت عبداللہ بن مغفل اسے لینے کے لئے دوڑے۔ اتنے میں انہوں نے مڑ کر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں کھڑے ہیں۔ آپؐ کو دیکھ کر انہیں شرم آگئی (۱۳) اور چربی کی تھیلی اٹھانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

حضرت خفافؓ بن ایماء اپنے لڑکے کے ساتھ کئی دن تک ایک قلعہ کا محاصرہ کئے رہے یہاں تک کہ اسے فتح کر کے ہی چھوڑا۔ (۱۴)

حضرت عامرؓ کی شہادت کے بعد حضرت سلمہؓ مقابلہ کے لئے نکل آئے تھے۔ لڑتے لڑتے حضرت سلمہؓ کی پنڈلی پر زخم لگا۔ زخم بہت خطرناک تھا۔ لوگ سمجھے سلمہؓ بچ نہیں سکتے۔ حضرت سلمہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ نے تین مرتبہ دم کیا زخم اچھا ہو گیا۔ اور پھر کبھی اس میں کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ (۱۵)

لڑائی کئی دن جاری رہی۔ فتح سے ایک دن پہلے شام کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کل میں جھنڈا ایک شخص کو دوں گا' جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اللہ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔ لوگوں نے پوری رات اسی خیال میں گذار دی کہ دیکھیں جھنڈا کس کو ملتا ہے۔ صبح وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہر شخص کو یہ امید تھی کہ جھنڈا اسے ملے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیؓ کہاں ہیں لوگوں نے کہا ان کی آنکھیں

دکھ رہی ہیں (۱۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمہؓ بن اکوع کو حضرت علی کے لانے کے لئے روانہ کیا۔ حضرت سلمہؓ حضرت علیؓ کو اپنے ساتھ لائے (۱۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور صحت کے لئے دعا کی پھر وہ آپ کی دعاؤں کی برکت سے اسی وقت تندرست ہو گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا انہیں کبھی کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ (۱۸)

حضرت علیؓ نے عرض کی "کیا میں ان سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ ہماری طرح مسلمان نہ ہو جائیں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم جاؤ' ان کے میدان میں اترو۔ پھر انہیں اسلام کی دعوت دو اور فرائض کی تعلیم دو۔ اللہ کی قسم تیرے ہاتھ پر اگر اللہ ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ حضرت علیؓ جھنڈا لے کر میدان جنگ میں آئے۔ مرحب وہی رجز پڑھتا ہوا میدان جنگ میں آیا۔ جو اس نے حضرت عامرؓ کے مقابلہ کے وقت پڑھا تھا۔ حضرت علیؓ نے اس کے جواب میں یہ رجز پڑھا۔

انا الذ ی سمتنی امی حید رہ

کلیث غابات کریہ المنظرہ

اوفیھم بالصاع کیل السند رہ

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا۔ میں جنگل کے اس شیر کی طرح ہوں۔ جو بہت ہی خوفناک صورت ہوتا ہے۔ میں لوگوں کو ایک صاع کے بدلہ اس سے بڑا پیمانہ دیتا ہوں۔ (۲۰)

پھر حضرت علیؓ نے مرحب کے سر پر ایک ضرب لگائی اور اسے قتل کر دیا۔

حضرت علیؓ کے ہاتھ پر خیبر فتح ہو گیا (۲۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

لڑنے والوں کو قتل کر دیا۔ اور عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا (۲۲) فتح کے بعد صحابہ کا گذر مومنین کی لاشوں کے پاس سے ہوا۔ انہوں نے کہا فلاں شہید ہے فلاں شہید ہے۔ ایک شخص کے متعلق انہوں نے کہا یہ شہید ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں۔ میں نے ایک چادر چرانے کی وجہ سے اسے دوزخ میں دیکھا ہے۔ پھر آپؐ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا "لوگوں میں منادی کر دو کہ جنت میں سوائے مومنوں کے کوئی نہیں جائے گا۔ (۲۳)

خیبر کی فتح کے بعد یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بکری کا گوشت پیش کیا جس میں زہر ملا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا۔ جتنے یہودی ہیں سب کو جمع کرو، حکم کی تعمیل میں تمام یہودی جمع کیے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا "میں تم سے ایک بات پوچھ رہا ہوں کیا تم مجھے سچ سچ بتاؤ گے؟ یہودیوں نے کہا "ہاں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا باپ (جداعلیٰ) کون ہے؟ انہوں نے کہا ہمارا باپ (جداعلیٰ) فلاں شخص ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم جھوٹ بولتے ہو تمہارا باپ (جداعلیٰ) فلاں شخص ہے۔ انہوں نے کہا "آپؐ نے سچ فرمایا، آپؐ نے صحیح فرمایا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اچھا بتاؤ اگر میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو تم مجھے صحیح صحیح بتاؤ گے؟ انہوں نے کہا "ہاں" اور اگر ہم آپؐ سے جھوٹ بولیں گے تو آپؐ کو معلوم ہو جائے گا۔ جیسے ابھی ہمارے باپ کے سلسلہ میں آپؐ کو معلوم ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دوزخی کون لوگ ہیں؟" یہودیوں نے جواب دیا "کچھ دن ہم دوزخ میں رہیں گے پھر ہمارے بعد آپ لوگ دوزخ میں رہیں گے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "درگاہ رب کے راندے ہوئے ہو کر تمہیں اس میں

رہو' اللہ کی قسم ہم تمہارے بعد کبھی بھی دوزخ میں نہیں رہیں گے" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو صحیح صحیح بتا دو گے؟" انہوں نے کہا "ہاں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا تھا؟" انہوں نے کہا "ہاں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کس چیز نے تمہیں اس بات پر آمادہ کیا" انہوں نے کہا "ہم نے چاہا تھا کہ اگر آپؐ جھوٹے ہیں تو آپؐ سے ہمارا پیچھا چھوٹ جائے گا اور اگر آپؐ نبیؐ ہیں تو زہر آپؐ کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔" (۲۴) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کچھ نہ کہا۔

اللہ تعالیٰ نے قوم یہود کے کردار کو ان الفاظ میں بیان کیا

**مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا بئس مثل القوم الذین کذبوا بایت اللہ واللہ لا یھدی القوم الظالمین○ قل یاایھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صدقین○ ولا یتمنونہ ابدا بما قدمت ایدیھم واللہ علیم بالظالمین ○ قل ان الموت الذی تفرون عنہ فانہ ملقیکم ثم تردون الی علم الغیب والشھادۃ فینبئکم بما کنتم تعملون○ (۲۵)**

ان لوگوں کا حال جن پر تورات کا بوجھ رکھا گیا پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا (اس) گدھے کے حال کی طرح ہے جس کی پیٹھ پر کتابوں کا بوجھ لدا ہوا ہے۔ کیا ہی بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں فرماتا۔ فرما دیجئے اے یہودیو! اگر تمہیں یہ گھمنڈ ہے کہ تمام لوگوں کو چھوڑ کر تم ہی اللہ کے دوست ہو تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو اور وہ کبھی موت کی تمنا نہ کریں گے ان (کرتوتوں) کی وجہ سے جو پہلے بھیج چکے ہیں۔ ان کے ہاتھ' اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں جس

موت سے تم بھاگتے ہو۔ وہ ضرور تمہیں پیش آنی ہے پھر تم لوٹا دیئے جاؤ گے۔ ہر چھپی اور کھلی چیز جاننے والے کی طرف پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کرتے ہو۔

جب خیبر فتح ہوا تو مال غنیمت میں یہ چیزیں حاصل ہوئیں۔ گائے' اونٹ اور باغات' ابھی تقسیم کرنے شروع نہیں ہوئی تھی کہ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب' حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور دوسرے مسلمان جو اب تک حبشہ میں تھے۔ مدینہ منورہ پہنچے۔ ابو موسیٰؓ یمن سے مکہ میں آئے اور اسلام لائے پھر ہجرت کر کے حبشہ کو گئے اور جعفرؓ بن ابو طالب اور صحابہؓ بھی وہاں ہجرت کر گئے تھے۔ جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی خبر سنی تو کشتی میں بیٹھ کر مدینہ کو سب روانہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے جبکہ خیبر فتح کیا۔

جب تقسیم ہوئی تو حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا مجھے بھی حصہ دیجئے۔ سعید بن عاص کے بیٹے نے (مذاقاً) کہا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کچھ نہ دیجئے" حضرت ابو ہریرہؓ نے بھی (مذاقاً) جواب دیا "یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے ابن قوقلؓ کو قتل کیا تھا" انہوں نے کہا "ضنان نامی پہاڑ سے ایک بلا (ابو ہریرہؓ یعنی بلی کا باپ یا بلی والا) اتر کر آیا اور ایک مسلم کے قتل پر مجھے طعنہ دیتا ہے جس کو میرے ہاتھ سے اللہ نے شہادت کی فضیلت عطا فرمائی اور اس کے ہاتھوں سے مجھے (بحالت کفر قتل کرا کے) ذلیل نہیں کیا۔ (۲۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ (۲۷) اور صرف ان لوگوں کو دیا جو جنگ میں شریک تھے (جو لوگ جنگ میں شریک نہیں تھے ان میں سے کسی کو حصہ نہیں دیا) سوائے ان کشتی والوں کے جو حضرت جعفرؓ کے ساتھ (حبشہ سے) آئے تھے۔ (۲۸)

ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے "ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت حاضر خدمت ہوئے۔ جس وقت آپ خیبر فتح کر چکے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خیبر کی غنیمت میں سے حصہ دیا۔" (۲۹)

عسکری کامیابیوں کے بعد سیدھے خیبر چلے گئے آپؐ نے ابان بن سعید اور ان کے ساتھیوں کو مال غنیمت میں سے کچھ نہ دیا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

جس وقت ابان حضرت ابو ہریرہؓ سے بحث و تکرار کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا "اے ابان بیٹھ جا" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابان اور اس کے ساتھیوں کو حصہ نہ دیا۔ (۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کو دو حصے دیئے اور پیدل کو ایک حصہ یعنی سوار کو تین حصے دیئے ایک اس کا اور دو گھوڑے کے۔ خیبر کے خمس میں سے جو مال باقی بچا' آپؐ نے اپنی ازواج مطہرات کو بیس وسق جو اور اسی وسق کھجور سالانہ دے دیا کرتے تھے۔ اور باقی کو خیرات کر دیا کرتے تھے۔ جب خیبر فتح ہوا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اب ہم پیٹ بھر کر کھجور کھا سکیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں "ہم نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا جب تک خیبر فتح نہ ہوا" (۳۱)

قیدی عورتوں میں حضرت صفیہ بھی شامل تھیں۔ وہ ابھی نئی دلہن ہی تھیں کہ ان کا شوہر جنگ میں مارا گیا۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کی خوبصورتی کا ذکر کیا۔ آپ نے کوئی توجہ نہ فرمائی۔ اسی اثناء میں حضرت دحیہؓ نے عرض کیا "مجھے ایک لونڈی دیجئے" آپؐ نے فرمایا "ایک لونڈی لے لو" انہوں نے حضرت صفیہؓ کو لے لیا۔ پھر ایک شخص آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا "آپؐ نے قریظہ اور نضیر کے سردار کی بیٹی دحیہؓ کو دے دی' وہ

سوائے آپؐ کے اور کسی کے لئے مناسب نہیں" آپؐ نے لوگوں کا نفسیاتی جائزہ لیتے ہوئے فرمایا "ان کو مع اس لڑکی کے بلاؤ" وہ آئے تو آپ نے حضرت صفیہؓ کو دیکھا اور حضرت دحیہ سے فرمایا اے دحیہؓ دوسری لونڈی لے۔ پھر آپؐ نے ان کی دلجوئی کے لئے سات لونڈیوں کے بدلے میں ان سے حضرت صفیہؓ کو خرید لیا اور اپنے لئے منتخب فرما لیا۔

حضرت صفیہ کو آپ نے اپنے لئے ان کے حسن و جمال کی وجہ سے بطور بیوی منتخب نہیں فرمایا تھا بلکہ مشورہ اور لوگوں کے نفسیاتی جذبات کا خیال رکھتے ہوئے آپؐ نے یوں کیا تھا (۳۴)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الصبہاء پہنچے تو حضرت صفیہؓ پاک ہو چکی تھیں۔ حضرت ام سلیم نے انہیں دلہن بنایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔ اور ان کی آزادی کو ان کا حق مہر قرار دیا (دوسرے دن) صبح کو آپؐ نے ولیمہ کیا' آپؐ نے فرمایا جو چیز جس کے پاس ہو لے آؤ۔ پھر گڑھا کر کے چمڑے کا ایک دستر خوان بچھایا گیا۔ کوئی کچھ لایا اور کوئی کچھ۔ اس دستر خوان پر کھجور' پنیر اور گھی جمع کر دیا گیا۔ پھر ان چیزوں کا مالیدہ تیار کیا گیا۔ مالیدہ تیار ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انسؓ سے فرمایا "جو لوگ تمہارے ارد گرد ہیں سب کو بلا لاؤ" وہ سب لوگوں کو بلا کر لے آئے۔ سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ تین دن وہاں قیام کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت صفیہؓ کو آپؐ نے اپنی عباء اڑھا دی' اونٹنی پر ان کے بیٹھنے کے لئے جگہ بنائی اور پردہ تان دیا۔ جب حضرت صفیہؓ اونٹنی پر سوار ہوتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی کے پاس بیٹھ جاتے۔ اپنا گھٹنا رکھ دیتے' حضرت صفیہؓ اپنا پیر آپ کے گھٹنے پر رکھ کر سوار ہو جاتیں۔ مدینہ منورہ کے پاس پہنچ کر آپؐ نے اپنی اونٹنی عضباء کو تیزی

کے ساتھ دوڑایا۔ تمام صحابہؓ نے بھی اپنی سواریوں کو دوڑایا۔ اتفاقاً" آپ کی اونٹنی نے ٹھوکر کھائی' آپ اور حضرت صفیہؓ اس پر سے گر پڑے حضرت ابو طلحہ فوراً اپنی سواری پر سے اترے اور کہا "اے اللہ کے رسول' اللہ مجھے آپ پر سے قربان کرے' چوٹ تو نہیں آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں خاتون کو سنبھالو' حضرت ابو طلحہ اپنے منہ پر کپڑا ڈال کر حضرت صفیہؓ کی طرف گئے اور وہ کپڑا ان پر ڈال دیا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جلدی سے کھڑے ہو گئے اور حضرت صفیہؓ پر پردہ تان دیا۔ جب آپؐ پالان ٹھیک کر کے اونٹنی پر سوار ہو گئے تو صحابہ کرامؓ آپ کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ اس سے پہلے صحابہ کرامؓ نے ادباً" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت صفیہؓ کی طرف نظر نہیں کی۔ پھر آپؐ ان کے ساتھ آگے روانہ ہوئے۔ (۴۳)

فتح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو جلا وطن کرنے کا ارادہ کیا۔ یہودیوں نے عرض کیا "ہمیں رہنے دیجئے' ہم کھیتوں میں اور باغوں میں کام کریں گے اور نصف پیداوار آپؐ کو پیش کر دیا کریں گے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اچھا' لیکن جب تک ہم چاہیں گے تمہیں (اس شرط اور اس مقام پر) برقرار رکھیں گے" (۴۴)

تمام ضروری انتظامات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہؓ کے ہمراہ خیبر سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت سلمہؓ نے عرض کیا "مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ رجز سناؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رجز سنانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت عمرؓ نے کہا "جو کچھ کہو سوچ سمجھ کر سنانا" حضرت سلمہ بن اکوع نے یہ رجز پڑھا۔

واللہ لو لا اللہ ما اھتدینا
ولا تصدقنا ولا صلینا

اللہ کی قسم اگر اللہ کی توفیق نہ ہوتی تو ہمیں راہ راست نہ ملتی' نہ ہم صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ پھر حضرت سلمہؓ نے پڑھا۔

وانزلن سکینتہ علینا

وثبت الاقدام ان لا قینا

والمشرکون قد بغوا علینا

(اے اللہ) ہم پر تسکین نازل فرما (کفار سے) مقابلہ کے وقت ہمیں ثابت قدم رکھ بے شک مشرکین نے ہم پر زیادتی کی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ اشعار کس کے ہیں؟ حضرت سلمہؓ نے کہا "میرے بھائی (عامرؓ) کے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ ان پر رحم فرمائے" حضرت سلمہؓ نے عرض کیا "لوگ تو ان کے لئے دعا کرتے ہوئے ڈرتے ہیں اس لئے کہ وہ اپنے ہتھیار سے مرے ہیں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ غلط کہتے ہیں وہ اس حالت میں مرے ہیں کہ اللہ کی راہ میں کوشش کرتے تھے اور جہاد کرتے تھے" پھر آپؐ نے دونوں انگلیوں کو ملا کر فرمایا "ان کے لئے دوگنا ثواب ہے۔ اس قتل سے اور کون سا قتل زیادہ باعث ثواب ہے۔ (۳۵)

سفر جاری تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ چلے جا رہے تھے۔ سفر رات کو بھی جاری رکھا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا "کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کچھ سونے کا موقع دیں" اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اونگھ آرہی تھی (لیکن آپؐ نے سونے کو مناسب نہ سمجھا۔ آپؐ نے فرمایا "مجھے ڈر ہے کہ کہیں سونے میں نماز نہ نکل جائے" حضرت بلالؓ نے عرض کیا "میں جگا

دوں گا" یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ پر قیام فرمایا۔ آپؐ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا "تم پہرہ دو" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سو گئے۔ حضرت بلالؓ نماز پڑھتے رہے۔ جب فجر قریب ہوئی تو وہ اپنی سواری پر تکیہ لگا کر مشرق کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے۔ بیٹھے بیٹھے ان پر نیند غالب آگئی اور ان کی آنکھ لگ گئی صبح کی نماز کا وقت نکل گیا۔ جب دھوپ نکلی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھلی۔ آپ بہت گھبرائے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے بلال' تمہارا وہ کہنا کہاں گیا؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں جس چیز کو آپ نے روک لیا تھا۔ اس نے مجھے بھی روک لیا تھا' ایسی نیند مجھے کبھی نہیں آئی" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ نے تمہاری روحوں کو جب تک چاہا روکے رکھا اور جب چاہا واپس کر دیا" پھر آپؐ نے فرمایا "یہاں سے کوچ کرو' یہاں شیطان آگیا تھا" (لوگ روانہ ہوئے) تھوڑی دور جا کر جب آفتاب بلند اور صاف ہو گیا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے) آپؐ نے اذان کا حکم دیا' پھر وضو کیا' پھر دو رکعتیں پڑھیں' پھر آپؐ نے حضرت بلالؓ کو اقامت کہنے کا حکم دیا' انہوں نے کلمہ اقامت کہی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی پھر فرمایا "جو شخص نماز پڑھتے بھول جائے اسے چاہئے کہ یاد آتے ہی اسے پڑھ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **اقم الصلوۃ لذکری**۔ میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔ (۳۶)

اثناء راہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک وادی میں سے گذرے تو لوگوں نے چیخ چیخ کر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہنا شروع کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا "اپنی جانوں پر رحم کرو' تم نہ کسی بہرے کو پکار رہے ہو نہ کسی غائب کو' تم سننے والے کو پکار رہے ہو جو تمہارے

قریب ہے اور تمہارے ساتھ ہے" حضرت ابو موسیٰؓ اشعری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے تھے وہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا "اے عبداللہ بن قیس" انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ میں حاضر ہوں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول کیوں نہیں' میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں ضرور بتائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" (۳۷)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی قریٰ میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام مدعم کے' جس کو بنو ضباب نامی قبیلہ کے ایک شخص رفاعۃ بن زید نے آپ کو "تحفتاً" دیا تھا۔ ایسی حالت میں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی کاٹھی ٹھیک کر رہا تھا' ایک تیر لگا جس کا چلانے والا معلوم نہ ہو سکا۔ اس تیر سے اس کی موت واقع ہو گئی' لوگوں نے کہا "اس کو شہادت مبارک ہو" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں' وہ چادر جو خیبر کے مال غنیمت میں سے تقسیم سے پہلے اس نے چرا لی تھی۔ وہ اس پر آگ کو مشتعل کر رہی ہے" یہ سن کر ایک شخص ایک یا دو تسمے لے کر آیا اور کہا "یہ چیز مجھے ملی تھی (اور تقسیم سے پہلے میں نے لے لی تھی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آگ کے ایک یا دو تسمے ہیں۔ (۳۸)

راستے میں صحابہ کرام کا گزر لہسن و پیاز کے ایک کھیت سے ہوا۔ صحابہ بھوکے تھے۔ لہٰذا بہت سے لوگوں نے لہسن اور پیاز کھایا۔ (۳۹) جب آپؐ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو آپؐ نے پہاڑ کی طرف دیکھ کر فرمایا "یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں" پھر آپؐ نے مدینہ منورہ کی طرف نظر

کی اور فرمایا۔ اے اللہ! تو گواہ رہ' (تیرے حکم سے) میں اس کے دونوں سنگستانوں کے درمیانی علاقہ کو حرام قرار دیتا ہوں جس طرح ابراہیم نے مکہ کو قرار دے دیا تھا۔ اے اللہ! مدینہ والوں کے لئے ان کے مد اور صاع میں برکت عطا فرما" (۴۰)

پھر آپ نے یہ کلمات پڑھے۔ **آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون** (ہم پھر واپس آنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں) پھر یہ کلمات آپؐ برابر پڑھتے رہے یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں داخل ہو گئے۔ (۴۱)

مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے خوشخبری سنائی:

**وعدكم الله مغانم كثيرة تاخذونها فعجل لكم هذه وكف ايدى الناس عنكم ولتكون ايته للمومنين ويهديكم صراطا مستقيما○ واخرى لم تقدروا عليها قد احاط الله بها وكان الله على كل شئى قديرا○ ولو قتلكم الذين كفروا لولوا الادبار ثم لا يجدون وليا ولا نصيرا○ سنته الله التى قد خلت من قبل ولن تجد لسنته الله تبديلا○** (۴۲)

اللہ نے تم سے وعدہ فرمایا۔ بہت سی غنیمتوں کا جو (آئندہ) تم حاصل کرو گے۔ تو یہ (نعمت) تمہیں جلدی عطا فرما دی اور لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا۔ اور تاکہ یہ (نعمت) مومنوں کے لئے نشانی ہو جائے اور (اللہ) تمہیں سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھے۔ دوسری نعمتیں جن پر تم قادر نہ تھے۔ یقیناً اللہ نے ان کا احاطہ فرما لیا اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ اور اگر کافر تم سے (اس وقت) قتال کرتے تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے پھر کوئی حمایتی نہ پاتے اور نہ کوئی مددگار۔ اللہ کا دستور ہے وہ چلا آرہا ہے پہلے سے اور آپ اللہ کے دستور میں کوئی تبدیلی نہ پائیں گے۔

# حواشی غزوہ خیبر

۱۔ رسول رحمت ص ۴۰۱ (۳۲۸ ۔ ۳۳۰)

۲۔ ایضاً"

۳۔ سورۃ الفتح آیت ۱۵، ۱۶

۴۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوہ ذی قرد عن سلمہ وباب غزوہ خیبرو صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب الادب و کتاب الدیات باب اذا قتل نفسہ خطئا فلا دیتہ لہ

۵۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر عن انس

۶۔ جامع ترمذی باب ماجاء فی البینات والعذاب

۷۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوہ خیبر عن انس

۸۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما قیل فی لواء النبی عن سلمتہ

۹۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب غزوۃ ذی قرد و غیرھا عن سلمتہ بن اکوع و صحیح بخاری المغازی نحوہ

۱۰۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب غزوۃ ذی قرد عن سلمہ وباب غزوۃ خیبرو صحیح بخاری کتاب المغازی

۱۱۔ صحیح بخاری کتاب الرھن فی الحضر، کتاب العتق وفضلہ باب اذا قال لعبدہ.... عن ابی ہریرہ

۱۲۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد عن ابی ہریرہ و کتاب المغازی باب غزوہ خیبرو کتاب القدر

۱۳۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد باب اخذ الطعام من ارض العدو

۱۴۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیہ عن عمر

۱۵۔ صحیح بخاری کتاب المغازی غزوہ خیبر عن سلمہ

۱۶۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما قیل فی لواء النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن سلمہ

وباب فضل من اسلم علی یدیہ رجل عن سہل و کتاب المغازی و صحیح مسلم۔ باب فضائل علیؓ

۱۷۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوہ ذی قرد عن سلمہ

۱۸۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد۔ باب غزوہ ذی قرد عن سلمہ وفضائل علی و کتاب الجہاد باب فضل من اسلم علی یدیہ رجل وکتاب المغازی

۱۹۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل من اسلم علی یدیہ رجل عن سہل وکتاب المناقب باب مناقب علی وکتاب المغازی

۲۰۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد عن سلمہ

۲۱۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما قیل فی لواء النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن سلمتہ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد

۲۲۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر عن انس

۲۳۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب غلظ تحریم الغلول عن عمرؓ

۲۴۔ صحیح بخاری کتاب الطب باب ما یذکر فی سم النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی ہریرہ

۲۵۔ سورۃ جمعہ آیت ۵ تا ۸

۲۶۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الکافر یقتل المسلم ثم یسلم عن ابی ہریرہ و کتاب المغازی باب غزوہ خیبر عن ابی ہریرہ و کتاب فرض الخمس من الدلیل... عن ابی موسیٰ

۲۷۔ صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب الغنیمتہ لمن شھد الوا قعتہ

۲۸۔ صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب من الدلیل علی ان الخمس۔ لنوائب المسلمین عن ابی موسیٰ

۲۹۔ ابو داؤد باب فی من جاء بعد الغنیمتہ لا سھم لہ

۳۰۔ سنن ابی داؤد باب فی من جاء بعد الغنیمۃ لا سہم لہ

۳۱۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر و صحیح مسلم کتاب البیوع

۳۲۔ صحیح بخاری کتاب النکاح والمغازی والبیوع و صحیح مسلم کتاب النکاح عن انس

۳۳۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من غزا بصبی للخدمۃ وباب ما یقول اذا رجع

۳۴۔ صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ماکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعطی المؤلفۃ قلوبہم عن ابن عمر

۳۵۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوہ خیبر عن سلمہ

۳۶۔ صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب الاذان بعد ذھاب الوقت عن ابی قتادہ

۳۷۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر عن ابی موسیٰ و صحیح مسلم باب استحباب خفض الصوت بالذکر۔

۳۸۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ خیبر عن ابی ہریرہ و کتاب الایمان والنذور

۳۹۔ صحیح مسلم کتاب الصلوۃ عن ابن عمر وابی سعید

۴۰۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من غزا بصبی للخدمۃ

۴۱۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد باب مایقول اذا رجع من الغزو عن انس

۴۲۔ سورۃ فتح (آیت ۲۰ تا ۲۳)

# جنگ موتہ

کم و بیش ایک صدی پیشتر تقسیمات کے موتہ شام کا ایک مشہور مقام تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے تاریخی سفینوں یا دور حاضر کی ان کتب سیرت میں جو چار چھ سو سال کی پیشتر تاریخی اور جغرافیائی کتابوں کی بنا پر مرتب ہوئیں۔ اسے شام کا مقام بتایا گیا (۱) لیکن گذشتہ پچاس ساٹھ سال میں یورپی استعمار کے کارفرما شام پر کئی مرتبہ قطع و برید کی مقراض چلوا چکے ہیں۔ بلکہ اس عمل سے شمالی حجاز بھی محفوظ نہ رہا۔ پہلے فلسطین کو شام سے الگ کیا گیا۔ پھر فلسطین کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے یہودیوں کے لئے ریاست پیدا کی گئی۔ جس کی وجہ سے مشرق اوسط پر فتنہ و فساد اور آتش باری و خون ریزی کی گھٹائیں مسلط ہیں۔ یہ ہو چکا تو شمالی حجاز کے دو علاقے یعنی عقبہ و معان الگ کر کے اردن کی بنیاد رکھی گئی' جس میں جنوبی شام بھی شامل ہوا نیز لبنان کو شام سے الگ کیا گیا۔

زمانہ ماضی میں موتہ اور آس پاس کے مقامات کو فن شمشیر سازی میں بڑی شہرت حاصل تھی۔ یہاں کی بنی ہوئی تلواریں "مشرفیہ" کہلاتی تھیں۔ جب حرب و ضرب میں تلوار سے زیادہ بدرجہا زیادہ سریع الاثر آلات کا رواج ہو گیا تو شمشیر سازی کا فن محض موتہ ہی نہیں ہر جگہ افسانہ و قصہ پارینہ بن گیا اور اب عام اٹلسوں میں موتہ کا نام بھی نہیں ملتا۔

موجودہ حالت میں موتہ سلطنت اردن میں شامل ہے۔ اس سلطنت کے علاقے کا نام بلقاد ہے' جو دریائے اردن کے مشرقی کنارے کے ساتھ بحیرہ لوط کے جنوبی سرے تک آتا ہے موتہ بلقاء کی جنوبی حد پر واقع ہے۔ مفصل عربی اٹلس میں اسے بحیرہ لوط کے جنوب و مشرق میں تھوڑے فاصلے پر دیکھنا چاہئے۔ یہ اس ریلوے لائن پر ہے جو معان سے اذرح اور کرک سے ہوتی ہوئی عمان جاتی ہے۔ اب اس کی اہمیت شمشیر سازی کی وجہ سے نہیں۔ عہد نبویؐ کی اس جنگ کے باعث ہے' جس میں جعفر بن ابی طالب' حضرت زید بن حارثہ' عبداللہ بن رواحہ اور ان کے چند رفیقوں نے شہادت پائی تھی۔ بعد ازاں بائبل میں بلقاء کو موآب کہا گیا ہے اور اسلامی تاریخوں میں اسے "ماب" لکھا ہے۔ "موآب" "ماب" حضرت لوطؑ کے فرزند اکبر کا نام تھا۔ نام سے ظاہر ہے کہ لوط کے اس فرزند کی اولاد اسی حصے میں آباد ہوئی تھی۔ (۲)

سب سے پہلی جنگ رومیوں سے لڑی گئی' وہ موتہ کے مقام پر تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موتہ کی طرف ایک لشکر روانہ کیا اور اس پر حضرت زیدؓ بن حارثہ کو امیر مقرر کیا جو کہ آپ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ لہٰذا منافقین نے ان کی امارت پر طعن کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طعن وغیرہ کی کوئی پرواہ نہیں کی (لشکر کی روانگی کے وقت) آپؐ نے فرمایا اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر امیر ہوں گے اور اگر وہ شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں گے۔

لشکر اسلام موتہ کی طرف روانہ ہوا حضرت عوف بن مالک اشجعی بھی لشکر میں شامل تھے۔ جنگ کے لئے یمن سے بھی کچھ کمک آگئی تھی۔ (۴)

موتہ کے مقام پر جنگ کا آغاز ہوا' ادھر جنگ ہو رہی تھی' ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں وہاں کی خبریں بیان فرما رہے تھے۔ آپؐ نے

فرمایا زیدؓ نے جھنڈا لیا وہ شہید ہو گئے' پھر جعفرؓ نے جھنڈا لیا (اور کچھ دیر بعد) وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا لیا اور (لڑتے لڑتے) وہ بھی شہید ہو گئے۔ یہ خبریں سنانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اب اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی خالد بن ولید نے بغیر اس کے کہ کوئی انہیں امیر بنائے اپنے ہاتھ میں جھنڈا لیا" آپؐ یہ خبریں سنا رہے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (۵)

مسلمان سپہ سالاروں کی شہادت سے آپ بے حد مغموم تھے' حضرت عائشہ صدیقہؓ دروازے کی دراڑ میں دیکھ رہی تھی۔ وہ فرماتی ہیں کہ آپؐ مسجد میں تشریف فرما تھے' چہرہ پر رنج و غم کے آثار پائے جاتے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے حضرت جعفرؓ (کے خاندان) کی عورتوں کے نوحہ کرنے کا ذکر آپؐ سے کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ جا کر انہیں منع کریں۔ وہ شخص گیا (اس نے انہیں منع کیا لیکن وہ باز نہ آئیں) وہ شخص واپس آیا اور کہنے لگا "اے اللہ کے رسولؐ ان عورتوں نے میرا کہنا نہیں مانا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر جا کر منع کرو وہ شخص گیا اس نے منع کیا لیکن وہ باز نہ آئیں واپس آکر عرض کیا "اے اللہ کے رسول وہ ہم پر غالب آگئی ہیں' ہماری بات ہی نہیں سنتیں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان کے منہ میں خاک ڈال دو" حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس شخص کو مخاطب کر کے فرمایا "اللہ تمہاری ناک خاک آلود کرے نہ تو تم وہ کام کرتے ہو جس کا حکم تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا اور نہ آپؐ کو پریشان کرنے سے باز آتے ہو" (۶)

حضرت خالد مردانہ وار جنگ کرتے رہے۔ اس دن ان کے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں' صرف ایک یمنی تلوار باقی بچی۔ (۷)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں خبر دی کہ اللہ نے خالدؓ

کے ہاتھ پر فتح دی (۸) فتح کے بعد شہداء کی لاشوں کو تلاش کیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں ہمیں جعفر بن ابی طالب کی لاش مقتولین میں سے ملی۔ ہم نے دیکھا کہ ان کے جسم پر نوے سے زیادہ زخم تھے۔ جن میں پچاس صرف آگے کی طرف تھے۔ (۹)

حضرت خالد نے مال غنیمت تقسیم کیا۔ قبیلہ حمیر کے ایک شخص نے ایک کافر کو قتل کیا تھا۔ اس نے مقتول کا سامان لینا چاہا۔ حضرت خالدؓ نے دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت عوف بن مالک نے کہا۔ "اے خالد کیا تمہیں نہیں معلوم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتل کو (مقتول کا) سامان دلوایا ہے" حضرت خالدؓ نے کہا "بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے۔ مگر مجھے یہ سامان بہت معلوم ہوتا ہے۔ تقسیم کے بعد لشکر اسلام فاتحانہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب یہ لوگ مدینہ منورہ کی طرف پہنچے تو حضرت عوفؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ حضرت خالدؓ نے قاتل کو مقتول کا سامان دینے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ سے فرمایا "تم نے قاتل کو مقتول کا سامان کیوں نہ دیا؟" حضرت خالد نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول میں نے اس سامان کو بہت زیادہ سمجھا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دے دو" جب خالدؓ حکم کی تعمیل کے لئے روانہ ہوئے تو عوف کے سامنے سے گذرے حضرت عوف نے ان کی چادر کھینچ کر کہا "جو میں نے کہا تھا وہی ہوا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عوف کی یہ بات سن لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ناراض ہوئے اور فرمایا اے خالد اسے مت دو۔ اے خالد اسے مت دو پھر فرمایا "کیا تم میرے امراء کو نہیں چھوڑتے (کیوں انہیں اشتعال دلاتے ہو' کیوں ان کی توہین کرتے ہو) تمہاری اور ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے اونٹ اور بکریاں چرانے کے لئے لیں۔ پھر ان کی پیاس کا

وقت دیکھ کر حوض پر آیا۔ اس نے پینا شروع کیا تو صاف صاف پانی پی لیا اور تلچھٹ چھوڑ دی تو (کیا) صاف اور اچھی چیزیں تمہارے لئے ہیں اور بری سرداروں کے لئے" (۱۰)

# حواشی جنگ موتہ

۱۔ سیرت النبی ۱/۴۶۳

۲۔ ماخوذ از رسول رحمت ص ۴۱۳

۳۔ بخاری باب مناقب زید عن ابن عمرو کتاب المغازی

۴۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد باب استحباب القاتل عن عوف

۵۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الشہادۃ باب من تامر فی الحرب وباب مناقب خالد وکتاب المغازی باب غزوۃ موتہ عن انس

۶۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز۔ باب من جلس عند المصیبتہ عن عائشہ

۷۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ موتہ عن خالد

۸۔ صحیح بخاری باب مناقب خالد وکتاب الجہاد وکتاب المغازی عن انس

۹۔ صحیح بخاری کتاب المغازی عن ابن عمر

۱۰۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل عن عوف

# فتح مکہ

صلح حدیبیہ اس لحاظ سے بھی فتح مبین تھی کہ مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان میل جول کا دروازہ کھلا۔ مشرکوں کے لئے کلام الٰہی سننے اور اس کی پاکیزہ تعلیم کے دل آویز نمونے قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ ان نمونوں کے درخشاں جوہر ہم جنسوں کی بہتری، بہبود، خیر خواہی اور دنیا عقبیٰ کی فلاح و صلاح کے سوا کچھ نہ تھا۔ پھر کیونکر ممکن تھا کہ ان کا اعجاز اپنا کام نہ کرتا۔ یہی صلح تھی جس نے آگے چل کر فتح مکہ کا راستہ ہموار کیا۔

یہ صلح بجائے خود بھی "فتح مبین" تھی۔ کیونکہ مذہبی امور میں ظلم و جبر کشت و خون کا سلسلہ شروع کرنے کے ذمہ دار قریش مکہ تھے۔ جو کہ انسانوں کے اعتقاد و ضمیر کی آزادی کا حق تسلیم نہیں کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ بندگان حق کو قوت کے بل پر راہ راست سے پھیر دیں۔ بدر، احد، خندق کی لڑائیاں صرف اس لئے ہوئیں کہ مسلمانوں کو دعوت اسلام پر لبیک کہنے اور اس پر قائم رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرووں نے تیرہ سال تک ہر قسم کے ظلم و ستم صابرانہ برداشت کئے۔ جب زندہ رہنا دشوار ہو گیا تو اپنے گھر بار مال و متاع چھوڑ کر شمال کی ایک بستی میں جا بسے۔ جو کہ مکہ سے اڑھائی سو میل دور ہے۔ مخالفین نے انہیں وہاں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ ان کے تیران

کی تلواریں اور ان کی برچھیاں برابر مسلمانوں کے سر و سینہ پر برستی رہیں۔ ہجرت کے بعد بھی چھ سال تک مسلمان جا بجا خون شہادت و جراحت میں تڑپتے رہے۔ حدیبیہ میں پہلی مرتبہ قریش مجبور ہوئے کہ کم از کم دس سال تک صلح کر لیں۔ یوں انہوں نے پہلی مرتبہ اپنے موقف سے دست برداری اختیار کی اور مسلمانوں کو اطمینان کے ساتھ اسلام کی پرامن اشاعت کا موقع ملا۔ اس معاملے میں غور و فکر کا بنیادی پہلو یہ تھا کہ جو شرائط حدیبیہ میں طے ہوئیں تھیں۔ ان میں بعض کے الفاظ کی ظاہری حیثیت کیا تھی؟ بنیادی پہلو یہ تھا کہ آزادی اعتقاد و ضمیر کے بارے میں صبر و قوت کس کا موقف تھا؟ نیز کون اس موقف سے (عارضی طور پر سہی) دست بردار ہوا تھا۔ صلح حدیبیہ اس اعتبار سے یقیناً "فتح مبین" تھی۔ (۱)

صلح حدیبیہ کے بعد بھی کفار کے مظالم کم نہیں ہوئے۔ وہ ان کمزور مسلمانوں پر جو کہ مکہ میں قید تھے ظلم کرتے رہتے تھے۔ ان مسلمانوں کی رہائی کے لئے جہاد ضروری تھا۔

اللہ تعالیٰ نے جہاد پر ابھارتے ہوئے فرمایا:

**یایھا الذین امنوا خذوا حذرکم فانفروا ثبات او انفروا جمیعا○ وان منکم لمن لیبطئن فان اصابتکم مصیبتہ قال قد انعم اللہ علی اذلم اکن معھم شھیدا○ ولئن اصابکم فضل من اللہ لیقولن کان لم تکن بینکم وبینہ مودۃ یلیتنی کنت معھم فافوز فوزا عظیما○ فلیقاتل فی سبیل اللہ الذی یشرون الحیوۃ الدنیا بالاخرۃ ومن یقاتل فی سبیل اللہ فیقتل او یغلب فسوف نوتیہ اجرا عظیما○ وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریتہ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا○ (۲)**

اے ایمان والو! اپنے بچاؤ کا سامان لے لو (پھر دشمن کی طرف) جماعتیں بن کر جاؤ یا اکٹھے ہو کر چلو۔ بے شک تم میں کوئی وہ گروہ شامل ہے جو ضرور دیر لگائے گا۔ پھر اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچ جائے تو کہنے لگے گا۔ کہ اللہ نے مجھ پر بڑا انعام کیا ہے کہ میں (لڑائی) میں ان کے ساتھ موجود نہ تھا۔ اگر مل جائے تمہیں اللہ تعالیٰ کا فضل (مال غنیمت) تو ضرور کہے گا۔ اے کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا' تو بڑی کامیابی حاصل کر لیتا (اس انداز میں) کہ گویا تمہارے اور اس کے درمیان کوئی دوستی نہ تھی۔ تو ان لوگوں کو اللہ کی راہ میں لڑنا چاہئے جو کہ آخرت کے عوض دنیا کی زندگی فروخت کر چکے ہیں اور جو لڑے اللہ کی راہ میں پھر قتل ہو جائے یا غالب آجائے تو عنقریب ہم اسے بڑا اجر دیں گے اور (مسلمانوں) تمہیں کیا ہے کہ تم لڑو اللہ کی راہ میں۔ حالانکہ بے بس کمزور مردوں عورتوں اور بچوں میں سے وہ ہیں۔ جو دعا کر رہے ہیں۔ کہ ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں اور اپنے پاس سے ہمارے لئے کوئی کارساز بنا دے اور کر دے کسی کو اپنی طرف سے ہمارا مددگار۔

دراصل قریش ایک ایسے چکر میں پڑ گئے' جس سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ انہیں سوجھتا نہ تھا۔ ان میں لڑنے کی تاب نہیں رہی تھی۔ ان کی معاش تجارت پر موقوف تھی۔ تجارت امن و امان کی متقاضی تھی۔ لڑائیوں نے اس کا شیرازہ بکھیر دیا تھا۔ اسلام کا حلقہ قریش کی سختیوں اور شدتوں کے باوجود پھیل رہا تھا۔ مدینہ منورہ میں اسلام کی تنظیمی معجز نمائی نے ایسی صورت پیدا کر دی کہ دیکھنے والوں کو صاف نظر آرہا تھا' اب آخری فیصلہ برسوں نہیں مہینوں کی بات ہے۔ جھوٹے غرور و تکبر نے قریش میں اعتراف حقائق کی صلاحیت بھی باقی نہ رہنے دی تھی وہ کھلم کھلا مقابلے سے پہلو بچاتے تھے' لیکن جہاں انہیں ایسا موقع نظر آجاتا کہ چھپ چھپا کر مسلمانوں کے خلاف کینہ و بغض کا اظہار کر سکیں وہاں

رکتے بھی نہیں تھے۔ (۳)

صلح حدیبیہ کے فوراً بعد کفار مکہ نے خلاف ورزیاں شروع کر دیں۔ ان بدعہدیوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو جنگ پر ابھارتے ہوئے فرمایا:

**الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانھم وھموا باخراج الرسول وھم بدء وکم اول مرۃ اتخشونھم فاللہ احق ان تخشوہ ان کنتم مومنین○ قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم ویخزھم وینصرکم علیھم ویشف صدور قوم مومنین○ ویذھب غیظ قلوبھم ویتوب اللہ علی من یشاء واللہ علیم حکیم○** (۴)

کیا تم ایسی قوم سے جنگ نہ کرو گے جنھوں نے اپنی قسمیں توڑ دیں اور رسول کو بے وطن کرنے کا ارادہ کیا؟ حالانکہ پہلی مرتبہ انہوں نے تم سے چھیڑ چھاڑ شروع کی تھی۔ کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ تو اللہ کا زیادہ حق ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم مسلمان ہو۔ ان سے لڑو اللہ انہیں تمہارے ہاتھوں عذاب دے گا۔ اور انہیں رسوا کرے گا۔ اور ان کے خلاف تمہاری مدد کرے گا اور راحت پہنچائے گا مومنوں کے سینوں کو اور ان کے دلوں کا غم و غصہ دور کر دے گا۔ اور اللہ رجوع برحمت ہوتا ہے جس پر چاہتا ہے اور اللہ بہت جاننے والا نہایت حکمت والا ہے۔

مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں رسول خدا نے مومنوں کو ظالموں کے پنجے سے آزاد کرنے کا عزم فرما لیا۔ آپ نے اسی غرض سے مکہ پر حملہ کرنے کا ارادہ فرما لیا۔

حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو، زبیرؓ کو اور مقدادؓ کو روضہ خاخ بھیجا تو آپ نے فرمایا چلو اور جاؤ حتیٰ کہ تم روضہ خاخ پر پہنچ جاؤ، اس لئے کہ روضہ خاخ میں ایک عورت کجاوے میں بیٹھی ہوئی اونٹ پر

سوار ہے۔ اس کے پاس ایک خط ہے۔ وہ اس سے لے لینا۔ ہم بہت جلدی اپنے گھوڑے دوڑا کر روضہ خاخ میں جا پہنچے اور اچانک اس عورت کو جا لیا۔ ہم نے اس سے کہا اے عورت وہ خط نکال جو تو لائی ہے۔ اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا نہیں ضرور خط نکال ورنہ ہم تیرے کپڑے اتار دیں گے۔ یعنی تجھ کو ننگا کر کے خط وصول کرلیں گے۔ اس عورت نے وہ خط اپنی چوٹی میں سے نکال کر دیا۔ ہم اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ وہ خط حاطب بن ابی بلتہ کی طرف سے مشرکین کو لکھا گیا تھا۔(۵)

اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض خبریں مکہ کے مشرکوں کو حاطبؓ بن ابی بلتہ نے لکھی تھیں۔ آپ نے ان سے کہا یہ کیا بات ہے' اے حاطب' حاطب نے کہا آپؐ مجھ پر جلدی نہ فرمایئے یعنی سزا دینے میں "میری گذارشات سن لیجئے" میں قریش کا حلیف تو ضرور ہوں لیکن ان پر میری رشتہ داری نہیں۔ دوسرے مہاجرین کے رشتہ دار مکہ میں موجود ہیں' رشتہ کی وجہ سے وہ ان مہاجرین کے اقارب و اموال کی نگہداشت کرتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ میری رشتے داری نہیں ہے تو کوئی احسان ان پر ایسا کروں جس کے بدلہ میں وہ میرے اقارب کی حفاظت اور نگہداشت کریں' اس نے یہ بات نہ کفر کی وجہ سے کی ہے نہ ارتداد کی وجہ سے (٦) اور نہ اسلام لانے کے بعد کفر سے راضی ہو کر کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور حاطب نے سچ سچ بیان کر دیا اب ان سے کچھ نہ کہو۔ (اس حکم کی تعمیل میں کسی نے ان سے کچھ نہ کہا) حضرت عمرؓ نے بھی ان سے کچھ نہ کہا البتہ ان الفاظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر اجازت طلب کی۔ "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس نے رسول اور مومنوں کی خیانت کی ہے۔ لہٰذا اجازت دے ہی دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ بدر میں

شریک ہو چکے ہیں اور اللہ نے اہل بدر سے کہہ دیا ہے کہ تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ (۸)

یہ سن کر حضرت عمرؓ رونے لگے اور کہنے لگے اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والے ہیں (۹)۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حاطبؓ کو معاف کر دیا لیکن سخت تنبیہہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

**یا یھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما جاء کم من الحق یخرجون الرسول وایا کم ان تومنوا باللہ ربکم ان کنتم خرجتم جھادا فی سبیلی وابتغاء مرضاتی تسرون الیھم بالمودۃ وانا اعلم بما اخفیتم وما اعلنتم ومن یفعلہ منکم فقد ضل سواء السبیل ○ (۱۰)**

اے ایمان والو! نہ بناؤ دوست میرے اور اپنے دشمنوں کو تم انہیں دوستی کا پیغام بھیجتے ہو۔ حالانکہ انہوں نے اس حق کے ساتھ تو کفر کیا جو تمہارے پاس آیا۔ وہ بے گھر کرتے ہیں رسول کو اور تم کو (بھی) اللہ پر تمہارے ایمان لانے کی وجہ سے جو تمہارا رب ہے۔ اگر تم نکلے ہو میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا جوئی کے لئے (تو ان سے دوستی نہ رکھو) تم ان کی طرف دوستی کا خفیہ پیغام بھیجتے ہو۔ اور میں خوب جانتا ہوں۔ ہر اس چیز کو جسے تم نے چھپایا اور جسے تم نے ظاہر کیا۔ اور تم میں سے جو ایسا کرے تو بے شک وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔

اللہ تعالیٰ نے کفار کی دشمنی کو واضح الفاظ میں یہاں بیان فرمایا:

**ان یثقفوکم یکونوا لکم اعداء ویبسطوا الیکم ایدیھم والسنتھم بالسوء و ودوا لو تکفرون ○ لن تنفعکم ارحامکم ولا اولا دکم یوم القیمتہ یفصل بینکم واللہ بما تعلمون بصیر ○ (۱۱)**

اگر وہ تم پر قابو پالیں تو وہ تمہارے دشمن ہوں گے اور اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں تمہاری طرف برائی کے ساتھ دراز کریں گے۔ اور ان کی تمنا ہے کہ کاش تم کافر ہو جاؤ۔ ہرگز تمہیں نفع نہ دیں گی تمہاری قرابتیں اور نہ تمہاری اولاد قیامت کے دن (اس روز اللہ) تمہارے درمیان جدائی کر دے گا اور اللہ تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

**قد كانت لكم اسوة حسنة في ابرهيم والذين معه اذ قالوا لقومهم انا برء وا منكم و مما تعبدون من دون الله كفرنا بكم وبدا بيننا وبينكم العداوة والبغضاء ابدا حتى تومنوا بالله وحده○ (۱۲)**

بے شک تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں میں جب انہوں نے اپنے مخاطب مشرک لوگوں سے فرمایا بے شک ہم بیزار ہیں تم سے اور ان سے جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ اللہ کے سوا ہم نے تم سب کا انکار کیا اور ہم اور تم میں ہمیشہ کے لئے عداوت اور دشمنی ظاہر ہو گی۔ جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے رفقاء کی پیروی پر پھر زور دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

**لقد كان لكم فيهم اسوة حسنة لمن كان يرجوا الله واليوم الاخر ومن يتول فان الله هو الغني الحميد○ عسى الله ان يجعل بينكم وبين الذين عاديتم منهم مودة والله قدير والله غفور رحيم○(۱۳)**

بے شک تمہارے لئے ان میں بہترین نمونہ تھا ان کے لئے جو اللہ کی اور قیامت کے دن کی امید رکھتے ہیں اور جو روگردانی کرے بے شک اللہ ہی بے نیاز تعریف کیا ہوا ہے۔ بعید نہیں کہ ان میں سے جو لوگ تمہارے دشمن ہیں اللہ (انہیں ایمان عطا فرما کر) تمہارے اور ان کے درمیان محبت پیدا فرما دے اور اللہ

بڑی قدرت والا ہے۔ اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

غرض یہ کہ اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو تنبیہہ کی کہا کہ خبردار آئندہ اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کے لئے کفار سے دوستانہ تعلقات مت قائم کریں۔ اور نہ ہی ان کی خیر خواہی کی جائے' اسلام اور اسلامی ریاست کے مفادات کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ انہیں ہرگز کوئی نقصان نہ پہنچنے پائے۔

رمضان کے مہینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مع دس ہزار صحابہؓ کے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے دوران سفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہ روزے رکھ رہے تھے اور بعض صحابہ روزے نہیں رکھ رہے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کدید کے چشمہ پر جو قدید اور عسفان کے درمیان ہے۔ پہنچے تو آپؐ نے عصر کے بعد دودھ یا پانی کا ایک گلاس منگوایا اور اپنی سواری پر بیٹھے بیٹھے روزہ افطار کر لیا۔ سواری پر بیٹھے بیٹھے روزہ افطار کر لینے کا مقصد یہ تھا کہ لوگ دیکھ لیں گے کہ آپ نے روزہ افطار کر لیا ہے۔ (تاکہ آپؐ کی پیروی میں وہ بھی افطار کر لیں) جب لوگوں نے آپؐ کو روزہ افطار کرتے دیکھا تو جن کا روزہ نہیں تھا۔ انہوں نے روزے داروں سے کہا "افطار کر لو" (سوائے چند کے) سب نے افطار کر لیا (مسلم میں ہے کہ جن لوگوں نے افطار نہیں کیا تھا ان کے متعلق آپؐ نے فرمایا "یہ گنہگار ہیں") اس لئے کہ انہوں نے سنت کی پیروی نہیں کی۔ پھر آخر رمضان تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ نہیں رکھا۔ (۱۴)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو کسی نے آپ سے سوال کیا۔ کہ مکہ میں آپؐ کہاں قیام فرمائیں گے؟ کیا آپؐ اپنے مکان میں اتریں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا عقیلؓ نے کوئی مکان چھوڑا ہے؟ (جس میں ہم قیام کریں) اس نے تو سب مکان بیچ ڈالے" عقیل اور

طالب بس یہی دونوں ابو طالب کے وارث ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ حضرت جعفرؓ مسلمان ہو جانے کی وجہ سے ابو طالب کے وارث نہیں ہوئے (لہٰذا ان کا کوئی مکان باقی نہیں رہا) پھر آپؐ نے فرمایا " (مزید برآں) کہ نہ مومن کافر کا وارث ہوتا ہے اور نہ کافر مومن کا" (۱۵) (اس لحاظ سے بھی ہم ان کے مکانوں کے وارث نہیں ہو سکتے تھے۔)

پھر آپؐ نے فرمایا "کل جب اللہ تعالیٰ ہمیں فتح دے گا۔ تو ان شاء اللہ ہماری منزل خیف بن کنانہ نامی مکان میں ہو گی۔ جہاں کافروں نے مسلمانوں سے مقاطعہ کرنے کی قسم کھائی تھی۔ (۱۶)

مکہ معظمہ کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا سفر جاری تھا۔ جب آپؐ مرالظھران پہنچے تو وہاں کچھ عرصہ قیام کیا۔ اس مقام پر لوگوں نے ایک خرگوش کو (جھاڑی سے) باہر نکالا۔ پھر اس کے پیچھے دوڑے لیکن تھک گئے۔ (اور اس کو پکڑ نہ سکے) حضرت انسؓ نے بھی اس کا پیچھا کیا اور بالآخر اسے پکڑ لائے۔ انہوں نے اسے حضرت ابو طلحہؓ کے حوالے کیا۔ حضرت ابو طلحہؓ نے اسے ذبح کیا اور اس کی رانیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمایا۔ اور ان میں سے کھایا۔ (۱۷)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر قریش کو پہنچی تو ابو سفیان' حکیم بن حزام' بدیل بن ورقاء' آپؐ کی خبر معلوم کرنے کے لئے مکہ کے باہر نکلے۔ جب مرالظھران پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جگہ جگہ آگ بکثرت روشن ہے۔ جیسی کہ عرفہ (کے دن) عرفات میں ہوتی ہے۔ ابو سفیان نے کہا "یہ آگ کیسی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا عرفہ کی آگ ہے۔" بدیل نے کہا قبیلہ بنو عمرو نے مختلف مقامات پر آگ جلائی ہو گی ابو سفیان نے کہا بنو عمرو کے قبیلہ میں اتنے

آدمی نہیں ہیں اور وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چوکیداروں نے انہیں دیکھ لیا اور پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر ابو سفیان مسلمان ہو گئے۔ (۱۸)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کی طرف کوچ کیا۔ تو حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ ابو سفیان کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جاؤ تاکہ وہ مسلمانوں کی شوکت کا نظارہ کریں حضرت عباسؓ نے حضرت ابو سفیان کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر کھڑا کر دیا۔ پھر ان کے سامنے سے ایک قبیلہ گزرنا شروع ہوا۔ جب یہ دستے ان کے سامنے سے گزرتے تو ایک دستہ کے متعلق انہوں نے پوچھا "اے عباسؓ یہ کون ہیں؟" حضرت عباسؓ نے کہا کہ یہ قبیلہ غفار ہے۔ حضرت ابو سفیان نے کہا کہ میرے اور غفار قبیلے کی لڑائی تو نہ تھی (تو پھر یہ کیوں مجھ پر چڑھ کر آئے ہیں) پھر ان کے سامنے سے قبیلہ جھینہ کا دستہ گزرا۔ حضرت ابو سفیانؓ نے پھر یہی بات کی۔ پھر قبیلہ سعد بن ندیم اور سلیم کے دستے گزرے۔ حضرت ابو سفیان نے پھر وہی گفتگو کی۔ پھر ایک اور قبیلہ گذرا۔ اس جیسا لشکر حضرت ابو سفیانؓ نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ پوچھا یہ کون ہیں، حضرت عباس نے جواب دیا "یہ انصار ہیں" ان کے امیر سعد بن عبادہ ہیں، ان کے پاس جھنڈا ہے" حضرت سعدؓ جب ابو سفیان کے پاس سے گزرے تو کہنے لگے "اے ابو سفیان، آج ہلاکت کا دن ہے، آج کعبہ حلال ہو جائے گا" (یعنی آج اس کی حرمت کا لحاظ نہیں ہو گا) حضرت ابو سفیان نے کہا "اے عباسؓ یوم ہلاکت بھی خوب ہے" پھر ایک پیدل دستہ آیا۔ یہ دستہ سب دستوں سے چھوٹا تھا، اسی دستہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرام تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا حضرت زبیر بن العوام کے پاس تھا۔ جب رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم حضرت ابو سفیان کے پاس سے گزرے۔ تو حضرت ابو سفیان نے عرض کیا "آپؐ کو نہیں معلوم کہ سعد بن عبادہ نے کیا کہا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "انہوں نے کیا کہا؟" حضرت ابو سفیان نے کہا' انہوں نے اس طرح کہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "سعد نے غلط کہا۔ یہ دن تو وہ ہے کہ اس دن اللہ کعبہ کو بزرگی عطا فرمائے گا اور یہ وہ دن ہے کہ اس میں کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا" (۱۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیرؓ کو میسرہ یعنی (بائیں) دستہ پر امیر مقرر کر کے ایک طرف روانہ کیا دوسری طرف خالدؓ کو میمنہ یعنی (دائیں) پر امیر مقرر کر کے روانہ کیا۔ حضرت ابو عبیدہؓ کو آپؐ نے ایسے صحابہ پر امیر مقرر کیا جن کے پاس زرہیں اور سواریاں نہیں تھیں اور ان کو مقام بطن وادی کی طرف روانہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی لشکر کے ایک دستہ میں شامل تھے۔ (غرض کہ کئی طرف سے بیک وقت مکہ مکرمہ پر حملہ کیا گیا)

اسی اثناء میں قریش نے بھی اپنے اوباش اور تابع لوگ جمع کر لئے اور کہا ہم انہیں آگے کرتے ہیں' اگر کچھ (مال) ملا تو ہم بھی ان کے ساتھ ہیں اور اگر یہ پکڑے گئے تو (ان کو چھڑانے کے لئے) جو ہم سے مانگا جائے گا ہم دے دیں گے۔

مقابلہ کے لئے قریش کے اوباشوں کا اجتماع دیکھنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا "اے ابو ہریرہ" انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسول میں حاضر ہوں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انصار کو بلاؤ" (حضرت ابو ہریرہؓ نے انصار کو بلایا) تمام انصار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے۔ آپؐ نے انصار سے فرمایا "تم قریش کے اوباشوں اور ان کے تابع لوگوں کو دیکھ رہے ہو (یہ مقابلے کے لئے جمع

ہوئے ہیں) پھر آپؐ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ کر اشارہ کیا اور فرمایا "کل جب ان سے مقابلہ شروع ہو تو ان کو کھیتی کی طرح کاٹ دینا اور پھر مجھ سے کوہ صفا پر آکر ملنا" انصار یہ حکم سن کر روانہ ہوئے' پھر جو انصاری جس شخص کو قتل کرنا چاہتا قتل کر دیتا۔ قریش کے اوباشوں میں سے کوئی بھی انصار سے مقابلہ کی جرات نہ کر سکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر پہنچ گئے۔ اتنے میں حضرت ابو سفیانؓ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا "اے اللہ کے رسول قریش کی جماعت ختم ہو جائے گی۔ آج کے بعد قریش میں سے کوئی باقی نہ رہے گا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص ابو سفیان کے گھر داخل ہو جائے۔ وہ امن میں ہے۔ جو ہتھیار ڈال دے وہ امن میں ہے۔ جو اپنا دروازہ بند کر لے وہ امن میں ہے" یہ سن کر کچھ لوگ ابو سفیان کے مکان میں داخل ہو گئے۔ اور کچھ لوگوں نے اپنے مکانوں کے دروازے بند کر لئے۔

(اعلان امن کے بعد) انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور صفا پہاڑ کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ (امن کے اعلان سے انصار کو غلط فہمی ہوئی) کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وطن کی محبت غالب آگئی اور اپنے خاندان پر ترس آگیا۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونا شروع ہو گئی۔ اور جب وحی نازل ہوئی تھی تو صحابہ پہچان لیتے تھے۔ اور جب تک وحی نازل ہوتی رہتی کوئی آپؐ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ نہ سکتا تھا۔ جب وحی ختم ہو گئی (تو وہ کیفیت جاتی رہی) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے گروہ انصار" انہوں نے کہا "لبیک یا رسول اللہ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم نے یہ بات کہی تھی کہ اس شخص کو اپنے وطن کی الفت اور عزیزوں کی محبت غالب آگئی" انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ بے شک" (ہم نے یہ بات کہی تھی) رسول

ند صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر یہی بات ہے تو بتاؤ میرا کیا نام ہے؟" تین مرتبہ آپؐ نے یہ الفاظ کہے' پھر فرمایا "ہرگز ایسا نہیں ہے۔ (جیسا تم سمجھتے ہو) میں محمدؐ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ (رسول کی حیثیت سے ہی میرے اقوال و افعال صادر ہوتے ہیں نہ مکی اور قریشی ہونے کی حیثیت سے) میں نے اللہ کی طرف اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے۔ اب میری زندگی تمہارے ساتھ ہے۔ اور مرنا بھی تمہارے ساتھ ہے۔ یعنی وطن اور خاندان کوئی چیز نہیں۔" یہ سنتے ہی انصار روتے ہوئے آگے بڑھے اور عرض کیا "اللہ کی قسم ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ محض اللہ اور اس کے رسول کی حرص اور محبت میں کہا ہے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ اور رسول تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں" (۲۰)

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصویٰ اونٹنی پر سوار ہو کر کداء یعنی مکہ مکرمہ کی بلندی کی طرف سے شہر میں داخل ہوئے۔ اس وقت حضرت اسامہؓ آپؐ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھینچ کھینچ کر سورۂ فتح تلاوت فرما رہے تھے۔ (۲۱)

حضرت خالد بھی اپنے دستے کے ساتھ مکہ مکرمہ کی بلندی کی طرف سے شہر میں داخل ہوئے۔ اس دستے کے دو آدمی جیشؓ ابن الاشعر اور مکرز بن جابر الفہری کفار سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ (۲۲)

شہر میں داخلہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر خود تھا۔ مسلم میں ہے (پھر آپؐ نے خود اتار کر سیاہ عمامہ باندھ لیا) اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا "ابن اخطل کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسے قتل کر دو" (۲۳)

(ابن اخطل کا جرم یہ تھا کہ وہ مسلمان ہو کر مرتد ہو گیا تھا اور اس کے بعد

مسلمان کو قتل کر ڈالا تھا۔

مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مقام حجون میں آپ کا جھنڈا نصب کیا گیا۔ (۲۴)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس پہنچے تو عثمانؓ بن طلحہ کو بلایا اور ان کو کعبہ کی کنجی لانے کا حکم دیا۔ اور وہ اپنی والدہ کے پاس گئے۔ (اور ان سے کنجی مانگی) والدہ نے کنجی دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا (مسلم میں ہے) "کنجی تو بہرحال تمہیں ضرور دینا ہو گی' ورنہ یہ تلوار میری پیٹھ سے پار ہو جائے گی" یہ سن کر ان کی والدہ نے کنجی دے دی۔ وہ کنجی لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور کنجی آپ کو دے دی۔ حضرت عثمانؓ بن طلحہ نے دروازہ کھولا کعبہ کے اندر چاروں طرف (۳۶۰) تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل کی مورتیں بھی شامل تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں فال نکالنے کے تیر ہوتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بتوں کی موجودگی میں) کعبہ کے اندر جانے سے انکار کر دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی مورتیں دیکھ کر فرمایا۔ "اللہ کی قسم انہیں بھی معلوم ہے کہ ان دونوں نے کبھی تیروں سے فال نہیں نکالی (باہر ہی سے) آپ بتوں کو لکڑی مارتے اور فرماتے۔

**جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا ○**

حق آگیا اور باطل مٹ گیا اور باطل مٹنے ہی کے لئے ہے۔

**جاء الحق وما يبدئ الباطل وما يعيد ○**

حق آگیا باطل (معبود) نہ پہلی بار پیدا کر سکتا ہے نہ دوسری بار۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتوں کو نکالنے کا حکم دیا تمام بت باہر نکال دیئے۔ پھر آپؐ اور حضرت بلالؓ حضرت اسامہ بن زیدؓ اور حضرت عثمان بن طلحہؓ

کعبہ کے اندر داخل ہوئے ان لوگوں کے داخل ہونے کے بعد دروازہ بند کر دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافی دیر تک اندر رہے۔ کعبہ کے کونوں میں آپ نے تکبیر کہی اور دعا مانگی پھر آپؐ نے دو رکعت نماز پڑھی نماز کے وقت دو ستون آپؐ کی داہنی جانب تھے۔ ایک بائیں جانب تھا اور تین پیچھے تھے۔ کعبہ کا دروازہ آپ کی پشت پر تھا۔ آپؐ اور سامنے کی دیوار میں ایک ہاتھ کا فاصلہ تھا۔ نماز کے بعد آپؐ باہر تشریف لائے۔ (۲۵)

کعبہ سے باہر آنے کے بعد آپؐ حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دیا۔ پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔ دوران طواف آپ ایک بت کے پاس آئے۔ جو کعبہ کے پہلو میں رکھا ہوا تھا۔ ایام جاہلیت میں اس کی پرستش ہوتی تھی۔ اس وقت آپؐ کے ہاتھ میں ایک کمان تھی۔ آپؐ اس کا ایک کونہ پکڑے ہوئے تھے۔ آپ نے (کمان) اس کی آنکھوں پر ماری اور فرمایا۔ "**جاء الحق وزھق الباطل**" (حق آیا اور باطل مٹ گیا) جب آپؐ طواف سے فارغ ہوئے تو کعبہ کی جانب منہ کر کے دو رکعت نماز پڑھی فرمایا "یہ قبلہ ہے" پھر کوہ صفا پر تشریف لے گئے۔ پھر کعبہ کو دیکھا اور دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر جو دعا آپؐ مانگنا چاہتے تھے مانگی۔ (۲۶)

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آج کے بعد قیامت تک کوئی قریشی شخص باندھ کر قتل نہیں کیا جائے گا"

فتح کے بعد بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے (البتہ جن لوگوں کے نام عاص تھے) ان میں سے کوئی مسلمان نہیں ہوا سوائے ایک شخص کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام بدل کر مطیع رکھ دیا۔ (۲۷)

حضرت ابو سفیان کی زوجہ ہند بھی اسلام لائیں۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا "اے اللہ کے رسول صلی

اللہ علیہ سلم ایک وہ وقت تھا کہ روئے زمین پر کوئی اہل خیمہ ایسے نہیں تھے۔ جن کا ذلیل ہونا مجھے آپؐ کے خیمے والوں کے ذلیل ہونے سے زیادہ محبوب ہو۔ اور آج یہ حالت ہے کہ روئے زمین پر کوئی اہل خیمہ ایسے نہیں جن کا باعزت ہونا مجھے آپؐ کے خیمے والوں کے باعزت ہونے سے زیادہ محبوب ہو" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میری بھی یہی حالت ہے' پھر حضرت ہندؓ نے عرض کیا۔ "ابو سفیان ذرا بخیل آدمی ہے تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہو گا اگر میں ان کے مال میں سے اپنے بچوں کے لئے (بغیر اجازت) کچھ لے لوں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "گناہ نہیں ہو گا مگر دستور کے مطابق (لینا)" (۲۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں طرف صحابہ کا جم غفیر تھا۔ آپؐ نے فرمایا "مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کرو گے' چوری نہ کرو گے' زنا نہ کرو گے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے' کسی پر بہتان نہ لگاؤ گے' معروف کاموں میں میری نافرمانی نہ کرو گے' پھر جس نے اس بیعت کو پورا کیا' تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔ اور جس نے اس میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور اس کو دنیا میں سزا مل گئی تو وہ اس کے لئے کفارہ ہو جائے گی اور جس نے کوئی گناہ کیا اور اللہ نے اس کو پوشیدہ رکھا تو پھر اللہ کے اختیار میں ہے' خواہ اسے معاف کرے خواہ اسے سزا دے۔" تمام صحابہ کرام اجمعین نے ان باتوں پر بیعت کی۔(۲۹)

قبیلہ بنو خزاعہ نے بنو لیث کے ایک آدمی کو اپنے آدمی کے بدلہ میں قتل کر دیا۔ اس قتل کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی۔ خبر سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہوئے۔ اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ حمد و ثناء کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا۔ "اب ہجرت نہیں رہی' لیکن جہاد باقی رہ گیا

ہے اور نیت باقی رہ گئی ہے (نیت یہ رکھے کہ جب کبھی ہجرت کی ضرورت ہو گی تو ہجرت کروں گا) جب تم کو جہاد کے لئے بلایا جائے تو نکل کھڑے ہوا کرو۔ بے شک اللہ نے اس شہر کو اس دن سے حرمت دی ہے۔ جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اور وہ اللہ کی دی ہوئی حرمت کی وجہ سے قیامت تک کے لئے حرام ہے۔ بے شک اللہ نے مکہ سے ہاتھی (والوں) کو روک دیا تھا۔ لیکن اللہ نے اپنے رسول اور مسلمانوں کو اہل مکہ پر تسلط دے دیا۔ خبردار ہو جاؤ نہ مجھ سے پہلے کبھی کسی کے لئے یہاں خونریزی حلال ہوئی اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہو گی' خبردار ہو جاؤ' میرے لئے بھی کچھ دیر کے لئے حلال ہوئی تھی۔ خبردار ہو جاؤ' اب اس گھڑی وہ دستور قیامت تک کے لئے حرام ہے' نہ یہاں کا کانٹا توڑا جائے' نہ شکار بھگایا جائے (یعنی یہاں شکار کو بھگا کر حدود حرم سے باہر نہ لے جایا جائے تاکہ وہاں اس کو شکار کر لے) اور نہ یہاں کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے البتہ اس کا اعلان کرنے والا اٹھا سکتا ہے۔ جس کا کوئی عزیز قتل ہو جائے تو اسے دو باتوں میں سے ایک کا اختیار حاصل ہے۔ خواہ بدلہ لے یا فدیہ لے لے" حضرت عباس نے کہا "اللہ کے رسول اذخر گھاس کو مستثنیٰ کر دیجئے کیونکہ وہ ہمارے گھروں میں کام آتی ہے۔ لوہاروں اور قبروں کے کام آتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد آپؐ نے فرمایا (مگر اذخر متاخر یعنی اذخر مستثنیٰ ہے اسے کاٹا جا سکتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہوئے تو یمن کا ایک شخص جسے ابو شاہ کہتے تھے آگے آیا اس نے کہا "اللہ کے رسول یہ خطبہ مجھے لکھوا دیجئے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہ خطبہ) ابو شاہ کو لکھ کر دے دو" (۳۰)

فتح کے دوسرے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر خطبہ دیا۔ اللہ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا "یقیناً مکہ کو اللہ نے حرمت دی ہے نہ کہ

انسانوں نے' جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے حلال نہیں کہ یہاں خونریزی کرے' یا یہاں کا درخت کاٹے اگر کوئی شخص اللہ کے رسول کے قتال کی بنیاد پر یہاں قتال کرنا جائز سمجھے تو اس سے کہو کہ یقیناً اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ سلم کو اجازت دی تھی' تم کو اجازت نہیں دی اور یقیناً مجھے بھی ایک گھڑی کے لئے اجازت ملی تھی' اب پھر اس کی حرمت بدستور لوٹ آئی جس طرح کل (میرے قتال سے پہلے) تھی۔ حاضر کو چاہئے کہ غائب کو یہ حدیث پہنچا دے۔" (۳۱)

حضرت ام ہانی کہتی ہیں کہ میں چاشت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کرتے ہوئے پایا۔ حضرت فاطمہؓ پردہ کئے ہوئے تھیں۔ میں نے سلام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سلام کا جواب دیا) پھر فرمایا یہ کون ہے؟" میں نے کہا ام ہانی ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ام ہانی کو مرحبا' جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو آپ نے کھڑے ہو کر اور ایک کپڑا اوڑھ کر آٹھ رکعت نماز پڑھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول میری ماں کے لڑکے (علی) یہ کہتے ہیں کہ وہ فلاں ہبیرہ کے بیٹے کو قتل کریں گے حالانکہ میں نے اس کو پناہ دے رکھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے ام ہانی جس کو تو نے پناہ دی اس کو ہم نے بھی پناہ دی۔" (۳۲)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب' مردار' سور اور بتوں کی خرید و فروخت اور مردار کی چربی کو حرام قرار دیا۔ (۳۳)

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "اے عائشہ تمہاری قوم ابھی کفر سے نئی نئی نکلی ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ ان کو کعبہ کا گرانا بہت برا لگے گا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ پھر کفر کی طرف مائل ہو جائے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو میں کعبہ کو گرا کر

ابراہیمؑ کی بنیادوں پر اس کو از سر نو تعمیر کرواتا۔ اس کے فرش کو زمین سے ملا دیتا۔ اس کے دروازے بناتا۔ ایک مشرق کی طرف اور ایک مغرب کی طرف' ایک داخل ہونے کے لئے اور ایک نکلنے کے لئے۔ (۳۴)

پھر فرمایا "اگر میرے بعد تمہاری قوم کا یہ ارادہ ہو کہ اس کو (اس طرح تعمیر کر لیں (جس طرح میں چاہتا ہوں) تو میں تمہیں وہ جگہ دکھا دوں جو انہوں نے (یعنی قریش) بوقت تعمیر چھوڑ دی تھی۔ پھر آپؐ نے وہ جگہ حضرت عائشہؓ کو دکھائی وہ جگہ تقریباً سات ہاتھ (چوڑی) تھی۔ (۳۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں انیس دن قیام فرمایا۔ (۳۶) قیام مکہ کے دوران ایک مخزومی عورت نے چوری کی۔ مسلم میں ہے پھر اس نے ام سلمہؓ سے پناہ دینے کی درخواست کی قریش کو بڑا فکر ہوا کہ (کس طرح اس کو سزا سے بچایا جائے) کون اس کی معافی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرے۔ کہنے لگے یہ جرات سوائے اسامہ بن زیدؓ کے کون کر سکتا ہے' وہ رسولؐ کے محبوب ہیں (انہوں نے حضرت اسامہؓ سے کہا) حضرت اسامہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کی۔ سفارش سن کر رسول اللہؐ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ سے فرمایا "تم اللہ کی حدوں میں سے ایک حد کی سفارش کرتے ہو" حضرت اسامہ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ! میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے" (مجھ سے غلطی سرزد ہو گئی)

اسی دن شام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ حمد و ثناء کے بعد آپؐ نے فرمایا "بنی اسرائیل اور دیگر قومیں جو تم سے پہلے گزری ہیں اسی وجہ سے ہلاک ہوئیں کہ ان میں جب کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے۔ اللہ کی قسم! اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہؓ چوری کرتی تو محمدؐ اس کا ہاتھ کاٹ

دیتا" خطبہ کے بعد آپؐ نے اس عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ پھر اس نے بڑی اچھی توبہ کی اور نکاح کر لیا۔ وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس آیا کرتی تھی اور وہ اس کی بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا کرتی تھیں۔ (۳۷)

فتح مکہ سے پہلے حضرت ابو سفیانؓ مسلمان ہو گئے تھے۔ لیکن مسلمان انہیں اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے۔ اور نہ ان کے ساتھ نشست و برخاست کرتے تھے۔ انہوں نے رسول اللہؐ سے عرض کیا۔ "اے اللہ کے رسول! میری تین درخواستیں قبول فرمائیے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اچھا" حضرت ابو سفیانؓ نے عرض کیا "میری بیٹی ام حبیبہ عرب کی تمام عورتوں سے زیادہ حسین و جمیل ہے۔ میں اس کا نکاح آپؐ سے کرتا ہوں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اچھا"۔ حضرت ابوسفیان نے کہا "معاویہؓ کو اپنا کاتب بنا لیجئے" آپ نے فرمایا "اچھا"۔ حضرت ابو سفیانؓ نے کہا "مجھے سپہ سالار بنا دیجئے تاکہ جس طرح میں مسلمانوں سے لڑتا تھا۔ اسی طرح کافروں سے لڑوں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اچھا" (۳۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ کی سرکردگی میں ایک لشکر بنو خزیمہ کی طرف روانہ کیا' حضرت خالد نے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے جواب میں بجائے اسلمنا (ہم نے اسلام قبول کیا) صبانا (ہم بے دین ہو گئے یا ہم نے دین بدل دیا) کہنا شروع کر دیا۔ حضرت خالدؓ نے غلط فہمی سے انہیں کافر سمجھ کر کچھ کو قتل کر دیا اور کچھ کو گرفتار کر لیا اور ایک ایک قیدی ہر مجاہد کے حوالے کر دیا۔ پھر ایک دن انہوں نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے اپنے قیدی کو قتل کر دے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہنے لگے "اللہ کی قسم! نہ میں اپنے قیدی کو قتل کروں گا اور نہ میرے ساتھی" (کیونکہ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ یہ لوگ ایمان

لے آئے ہیں اور مومن کو قتل کرنا حرام ہے۔ اور معصیت الٰہی ہے اور معصیت الٰہی میں امیر کی اطاعت حرام ہے) جب یہ لشکر واپس آیا تو اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا۔ آپؐ نے دونوں ہاتھ بلند کئے اور فرمایا "اے اللہ ! میں اس کام سے جو خالدؓ نے کیا بری الذمہ ہوں۔ اے اللہ! میں اس کام سے جو خالدؓ نے کیا بری الذمہ ہوں" (۳۹)

# حواشی فتح مکہ

۱۔ رسول رحمت ص ۴۲۹

۲۔ سورۃ النساء آیت ۷۱ تا ۷۵

۳۔ رسول رحمت ص ۴۲۹ تا ۴۳۰

۴۔ سورہ توبہ آیت ۱۳ تا ۱۵

۵۔ ابو داؤد باب فی حکم الجاسوس اذا کان مسلما

۶۔ المرجع السابق صحیح بخاری کتاب الجہاد (باب) الجاسوس عن علی

۷۔ المرجع السابق

۸۔ ابو داؤد المرجع السابق باب فضل من شہد بدرا"

۹۔ بخاری کتاب التفسیر سورۃ الممتحنتہ

۱۰۔ الممتحنتہ آیت ۱

۱۱۔ الممتحنتہ آیت ۲،۳

۱۲۔ سورہ الممتحنتہ آیت ۴

۱۳۔ سورہ الممتحنتہ آیت ۶ ۔ ۷

۱۴۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الفتح فی رمضان عن ابن عباس و صحیح مسلم کتاب الصوم باب جواز الصوم والفطر فی رمضان عن جابر نحو۔

۱۵۔ صحیح بخاری کتاب المناسک باب توریث دور مکہ عن اسامتہ

۱۶۔ صحیح بخاری کتاب المناسک باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ عن ابی ہریرۃ کتاب المغازی

۱۷۔ صحیح بخاری کتاب الھبتہ وباب قبول ہدیتہ الصید عن انسؓ

۱۸۔ صحیح بخاری کتاب المغازی

۱۹۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب این رکز النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفتح

۲۰۔ صحیح مسلم کتاب الجهاد باب فتح مکہ عن ابی ہریرہ

۲۱۔ صحیح بخاری کتاب المناسک عن عائشہ وکتاب الجهاد باب الردف علی الحمار عن ابن عمر وکتاب المغازی عن عبداللہ بن مغفل وابن عمروابن عباس باب این رکز الرایتہ و صحیح مسلم کتاب الحج مختصراً"

۲۲۔ صحیح بخاری کتاب المناسک باب دخول الحرام بغیر احرام وکتاب المغازی عن انس و صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز دخول مکہ بغیر احرام

۲۳۔ صحیح بخاری کتاب المناسک باب دخول الحرم بغیر احرام وکتاب المغازی عن انس و صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز دخول مکہ بغیر احرام۔

۲۴۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب ابن رکز النبی صلی اللہ علیہ وسلم الرایتہ یوم الفتح

۲۵۔ صحیح بخاری باب الصلاۃ بین السواری فی غیر جماعتہ وکتاب المناسک باب من کبّر فی نواحی الکعبہ عن ابن عباس وکتاب المظالم باب ھل تکسر الدنان وکتاب الجهاد باب الردف علی الحمار عن ابن عمرؓ وکتاب المغازی عن ابن مسعود و ابن عباس و ابواب حجتہ الوداع وکتاب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل عن ابن مسعود صحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب دخول الکعبتہ عن ابن عمر وکتاب الجهاد باب فتح مکہ عن ابن عمر۔

۲۶۔ صحیح مسلم کتاب الجهاد باب فتح مکہ و صحیح بخاری ابواب القبلتہ

۲۷۔ صحیح مسلم کتاب الجهاد باب فتح مکہ عن مطیع

۲۸۔ صحیح بخاری ابواب المناقب ذکر ہندہ بنت عتبتہ وکتاب الایمان والنذور باب کیف کانت یمین رسول صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشہ

۲۹۔ صحیح بخاری کتاب الایمان عن عبادۃ و صحیح مسلم کتاب الحدود والکفارات

۳۰۔ صحیح بخاری کتاب العلم باب کتابتہ العلم عن ابی ہریرۃ وکتاب الجنائز وکتاب

المناسک باب لا یحل القتال بمکہ

۳۱۔ صحیح بخاری کتاب العلم باب یبلغ الشاھد الغائب عن ابی شریح

۳۲۔ صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ الواحد عن ام ہانی وکتاب فرض الخمس و صحیح مسلم باب استحباب صلوۃ الضحیٰ

۳۳۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ فتح مکہ

۳۴۔ صحیح بخاری کتاب العلم باب من ترک بعض الاختیار عن عائشہ

۳۵۔ صحیح مسلم کتاب الحج باب نقض الکعبۃ عن عائشہ

۳۶۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب مقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم لمکۃ عن ابن عباس۔

۳۷۔ صحیح بخاری باب المناقب عن عائشہ (باب مناقب عن اسامۃ) و صحیح مسلم کتاب الحدود باب قطع السارق الشریف عن عائشہ و جابر

۳۸۔ صحیح مسلم باب فضائل ابی سفیان عن ابن عباس

۳۹۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم خالدا" عن ابن عمر

# جنگ حنین

حنین کے بارے میں زیادہ تر سیرت نگاروں نے صرف اس بات پر اکتفا کر لیا کہ مکہ اور طائف کے درمیان ایک مقام ہے۔ حالانکہ حجاز کے دونوں شہروں کے درمیان آمد و رفت کے جتنے راستے ہیں ان میں کسی پر حنین واقع نہیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ دور جاہلیت کا بازار ذوالمجاز عرفات سے تین میل ہے۔ اس کے دامن میں حنین ہے۔ اور اسے اوطاس بھی کہتے ہیں۔

میری معلومات کے مطابق ڈاکٹر حمید اللہ پہلے محقق ہیں جنھوں نے حنین کا سراغ لگانے کی کوشش کی۔ انہیں کی تحریرات سے معلوم ہوا کہ شیخ ارسلان باسلامہ نے بھی مقام حنین معلوم کرنے میں بڑی تگ و دو کی تھی۔ مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ اور ایک ایسے مقام کا تعین فرما دیا' جسے شوال سنہ ۸ھ کا مقام مان لینا مشکل ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ سلطان عبدالحمید خان مرحوم نے حجاز ریلوے کے لئے جو نقشہ تیار کرایا تھا۔ اس میں اوطاس کا محل طائف کے شمال مشرق میں دکھایا گیا ہے۔ میں نے وہ نقشہ سامنے رکھ کر مکہ اور طائف نیز طائف اور اوطاس کا درمیانی فاصلہ ناپا تو معلوم ہوا کہ دونوں میں ایک اور دو کی نسبت ہے۔ یعنی اگر مکہ اور طائف کا فاصلہ ساٹھ میل فرض کیا جائے تو نقشہ کا اوطاس طائف سے کم از کم ایک سو بیس میل ہونا چاہئے۔ غرض یا تو اسے

اوطاس نہیں مانا جا سکتا۔ جس کا ذکر جنگ حنین کی روایتوں میں آیا ہے۔ یا اس اوطاس کا مقام و محل نادرست ہے۔

میرے نزدیک حنین کے تعین کا ایک بدیہی قرینہ یہ ہے کہ معلوم کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ حنین کے بعد کس راستے سے طائف گئے۔ اس قرینے سے کام لے کر ڈاکٹر حمیداللہ صاحب نے وہ مقام متعین کر لیا جسے زیادہ سے زیادہ صحیح مانا جا سکتا ہے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے بعد حنین سے **نخلتہ** الیمانیہ گئے' پھر قرن ملیح ہوتے ہوئے وادی لیہ کے مقام بحرۃ الرغا (یا بحرہ) میں پہنچے' جہاں ایک روز قیام فرمایا۔ ایک مسجد تعمیر کرائی جس میں نماز پڑھی۔ نیز بنو لیث کے ایک آدمی کو قصاص میں موت کی سزا دلائی جس نے بنو ہذیل کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا۔ لیہ میں مالک بن عوف النصری (رئیس اعظم ہوازن) کا قلعہ تھا۔ جسے منہدم کرا دیا۔ وہاں سے آپؐ اس راستے **نخب** پہنچے جو الضیقہ کے نام سے مشہور تھا۔ پھر طائف کے قریب نزول فرمایا ڈاکٹر حمید اللہ نے اس بدیہی قرینے کے مطابق مکہ مکرمہ سے قرن تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کا نقشہ یوں بنایا۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے جعرانہ ہوتے ہوئے غنیم کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ جنگ حنین جعرانہ اور **نخلتہ** الیمانیہ کے درمیان ہوئی۔ ڈاکٹر حمیداللہ صاحب نے حنین کا فاصلہ مکہ مکرمہ سے تیس اور چالیس میل کے درمیان بتایا ہے۔ دوسرے لفظوں میں حنین کو مکہ اور طائف کے راستے یا راستوں پر نہیں بلکہ اسے مکہ سے شمال مشرق اور طائف سے شمال مغرب میں تلاش کرنا چاہیے۔ افسوس کہ ڈاکٹر صاحب خود حنین تک نہ جا سکے۔ ورنہ زیادہ مثبت اور قطعی شواہد مہیا ہو جاتے۔

ایک قرینہ اور بھی ہے۔ اگرچہ اس کی حیثیت زیادہ محکم نہ ہو۔ ابن ہشام کی

روایت ہے کہ حنین کی جانب چلتے چلتے بعض لشکریوں کو ایک بڑا سرسبز و شاداب درخت نظر آیا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! جس طرح کفار "ذات انواء" (۱) کو مانتے ہیں اسی طرح ہمیں بھی ایک درخت کو ماننے کا موقع دیجئے۔ حضورؐ نے فرمایا "اللہ اکبر" یہ تم نے ایسی بات کہی جیسی بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے کہی تھی کہ **اجعل لنا الها کما لھم الھتہ** (۲) (ہمارے لئے بھی ایسا ہی معبود بنا دیجئے جس طرح کافروں کے معبود ہیں) حضرت موسیٰؑ نے فرمایا **"انکم قوم تجھلون"** (تم بلاشبہ ایک جاہل گروہ ہو) مطلب یہ ہے کہ اس راستے میں یہ درخت اب تک موجود ہو یہ بھی سراغ کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

فتح مکہ کے بعد قبیلہ ہوازن نے ایک آخری اور فیصلہ کن جنگ کی تیاری کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب علم ہوا تو آپؐ نے فوراً ان کے مقابلے کے لئے مکہ مکرمہ سے کوچ کا حکم دیا۔ بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم میں بیٹھ کر ان حملوں کا انتظار نہیں کر سکتے تھے۔ اس صورت میں حدود حرم کے اندر خون ریزیاں یقیناً ہوتیں جو کہ اس مقدس مقام کی حرمت و عزت کے صریحاً" منافی تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نشیبی علاقہ کداء کی طرف سے مکہ مکرمہ سے نکلے (۳) اور مقام حنین کی طرف روانہ ہو گئے۔ (۴) دس ہزار سے زیادہ مجاہدین آپؐ کے ساتھ تھے (۵) اور اسی کثرت کا ذکر قرآن حکیم نے یوں کیا۔

**ویوم حنین اذا عجبتکم کثرتکم** (التوبہ - ۲۵)

اور حنین کے دن جب تمہاری کثرت نے تمہیں گھمنڈ میں ڈال دیا۔

اسلامی لشکر حنین کے مقام پر پہنچ گیا' ابو داؤد میں ہے۔ حضرت ام سلیمؓ بھی ایک خنجر لے کر میدان جنگ میں پہنچی (ان کے شوہر) حضرت ابو طلحہؓ نے انہیں دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسول! یہ ام

سلیمؓ بھی آگئیں دیکھئے ان کے پاس خنجر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ خنجر کیسا ہے" انہوں نے عرض کیا اگر کوئی مشرک میرے پاس آئے گا تو میں خنجر سے اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔ (٦)

حنین کے مقام پر مسلمانوں کا مقابلہ قبیلہ ہوازن سے ہوا۔ اس قبیلے کے ساتھ غطفان' بنو نصیر اور دیگر قبائل بھی شریک جنگ تھے۔ ابو داؤد میں ہے۔ یہ سب لوگ اونٹوں' بکریوں اور اہل و عیال کے ساتھ آئے تھے۔ یہ سن کر آپؐ نے تبسم فرمایا۔ اور کہا "کل وہ سب مسلمانوں کی غنیمت ہوں گے اگر خدا نے چاہا" (٧)

مسلم میں ہے۔ انہوں نے بڑی خوبی سے صف آرائی کی۔ پہلے گھوڑوں کی صف' پھر پیدل لڑنے والوں کی صف' پھر عورتوں کی' پھر بکریوں کی اور ان کے پیچھے اونٹوں کی صف تھی۔ مسلمانوں کی فوج میں ایک جانب شہسواروں پر حضرت خالد بن ولیدؓ امیر تھے۔

مسلمانوں نے کفار پر حملہ کیا۔ (حملے کی تاب نہ لا کر) وہ سب لوگ شکست کھا کر بھاگے۔ مسلمان فتح یاب ہوئے اور مال غنیمت لوٹنے میں مشغول ہو گئے۔ مسلم میں ہے (اسی اثناء میں) حضرت سلمہ بن اکوع ایک گھاٹی پر چڑھے۔ ایک دشمن ان کے سامنے آیا انہوں نے اس کو تیر مارا۔ وہ چھپ گیا۔ پھر معلوم نہیں اس کا کیا ہوا۔ اتنے میں دشمن دوسری گھاٹی سے نمودار ہوئے۔ انہوں نے مسلمانوں کو غافل دیکھ کر تیر اندازی شروع کر دی۔ کفار کی فوج میں سے بنو ہوازن اور بنو نصیر بڑے زبردست تیر انداز تھے۔ ان کا نشانہ خطا نہیں کرتا تھا' انہوں نے تیروں کی بوچھاڑ کی جیسے ٹڈی دل آسمان پر چھا جائے۔ مسلم میں ہے۔ تیروں کی بوچھاڑ سے مسلمانوں کے گھوڑوں نے (اس تیزی سے) منہ موڑا کہ

سوار اپنے گھوڑے کی پشت پر ٹھہر نہ سکے۔ (اتر گئے یا گر گئے) گھوڑوں کی پیٹھیں خالی ہو گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار صحابہ کرامؓ آئے علاوہ (کافی تعداد میں) وہ لوگ جن کو فتح مکہ کے موقع پر معافی دی گئی تھی اور وہ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اور دیہاتی تھے۔ ان میں سے نوجوان' جلد باز لوگ جن کے پاس ہتھیار بھی نہیں تھے۔ بھاگے (ان کے ساتھ) دیہاتی بھی بھاگے' ان لوگوں کے بھاگنے سے مسلمانوں میں افراتفری پھیل گئی (آگے والوں کے پیچھے مڑ کر بھاگنے سے پیچھے والے بھی جم نہ سکے) ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں اکیلے رہ گئے۔

حضرت ابو قتادہؓ نے ایک مسلمان کو دیکھا وہ ایک مشرک سے لڑ رہا ہے۔ اور وہ مشرک اس پر غالب آگیا ہے وہ گھوم کر جلدی سے اس کے پیچھے آئے اور اس کے شانے پر تلوار ماری۔ اسی ضرب سے اس کی زرہ کٹ گئی۔ وہ حضرت ابو قتادہؓ کے مقابل ہو گیا۔ اور اس نے حضرت ابو قتادہؓ کو پکڑ کر اس زور سے بھینچا کہ وہ مرنے کے قریب ہو گئے لیکن حضرت ابو قتادہؓ کی ضرب کاری تھی وہ اس کی تاب نہ لا سکا اور اس کی موت پہلے واقع ہو گئی۔ اس کے مرتے ہی حضرت ابو قتادہؓ چھوٹ گئے۔ اتنے میں ان کی ملاقات حضرت عمرؓ سے ہوئی۔ انہوں نے عمرؓ سے پوچھا' لوگوں کا کیا حال ہے؟ (یہ کیوں بھاگ رہے ہیں؟)

حضرت عمرؓ نے کہا' اللہ کا حکم اسی طرح ہے۔ (۸)

حضرت سلمہ بن اکوع بھی بھاگتے ہوئے لوٹے ان کے پاس دو چادریں تھیں ایک اوڑھ رکھی تھی اور دوسری باندھ رکھی تھی۔ اتنے میں ان کا تہہ بند کھلنے لگا تو انہوں نے دونوں چادروں کو اکٹھا کر کے (تہہ بند) باندھ دیا۔ حضرت سلمہؓ لوٹتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے۔ ان کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اکوع کا بیٹا گھبرا کر لوٹا" (۹)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کو حنین کی لڑائی میں دیکھا تو اس وقت دونوں گروہ پیٹھ پھیر کر بھاگ رہے تھے۔ اس وقت رسول اللہ کے ہمراہ سو آدمی بھی نہ تھے۔ (۱۰)

غرضیکہ کچھ لوگ بھاگ رہے تھے' کچھ ادھر کچھ ادھر منتشر ہو گئے تھے آپؐ اکیلے میدان جنگ میں ڈٹے ہوئے تھے۔ کفار نے آپ کو اکیلا دیکھا تو وہ آپؐ کی طرف بڑھے (اتنے میں) مسلم شریف میں ہے "حضرت عباسؓ اور حضرت ابو سفیانؓ بن حارث آپؐ کے پاس پہنچ گئے اور پھر برابر آپؐ کے ساتھ رہے۔ اور ایک لمحہ کے لئے بھی آپ کو تنہا نہ چھوڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہباء نامی خچر پر سوار تھے۔ جو فروہ بن نقاشہ جزامی نے آپؐ کو تحفتہ" بھیجا تھا۔ رسولؐ اپنے خچر کو کفار کی جانب بھگا رہے تھے۔ حضرت عباسؓ نے لگام پکڑی اور خچر کو تیز بھاگنے سے روکنے لگے۔ حضرت ابو سفیان بن حارث نے آپ کی رکاب پکڑی۔ بخاری شریف میں ہے "اور کبھی وہ لگام پکڑ لیتے تھے" حضرت براء فرماتے ہیں۔ اس دن آپؐ سے بہادر اور جنگ جو کوئی دیکھنے میں نہ آیا۔ غرض یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی طرف مسلسل بڑھ ہی رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے

**"انا النبی لا کذب — انا ابن عبدالمطلب"**

"میں نبی ہوں۔ اس میں کچھ جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں"

آپؐ نے اسلامی فوج کی افراتفری سے ہمت نہیں ہاری اور اس دعوئ نبوت کو بھی دہراتے رہے جس دعوے کی وجہ سے یہ جنگیں پیش آ رہی تھیں نہ ہی اس دعوے سے دستبردار ہوئے اور نہ گھبرائے۔ بلکہ نبوت کے اعتبار سے بھی' اور خاندانی اعتبار سے بھی اپنا تعارف کراتے رہے۔ اپنا تعارف کرانا اور تن تنہا کفار کی طرف اپنے خچر کو بھگانا شجاعت کی بہترین مثال ہے۔

(حضرت عباس اور حضرت ابو سفیانؓ بن حارث نے آپؐ کی تیز رفتاری کو روک دیا) مسلم میں ہے آپ نے حضرت عباس سے فرمایا "اصحاب سمرہ یعنی (بیعت رضوان کرنے والوں) کو پکارو۔" حضرت عباس بلند آواز تھے۔ انہوں نے بلند آواز سے پکارا۔ اصحاب سمرہ کہاں ہیں؟ پھر انصار کو آواز دی۔ پھر بنو حارث بن خزرج کو آواز دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خود بنفس نفیس آواز دے رہے تھے۔ آپؐ نے داہنی طرف آواز دی۔ مسلم میں ہے۔ اے مہاجرین! اے مہاجرین! بخاری شریف میں ہے۔ اے انصار کی جماعت آواز کا سننا تھا کہ سب نے جواب دیا "ہم حاضر ہیں اور سعادت حاصل کرتے ہیں ہم آپ کے سامنے ہی موجود ہیں۔ آپؐ خوش ہو جائیں۔ (ہم بھاگے نہیں ہیں۔) پھر آپؐ نے بائیں طرف آواز دی (اے مہاجرین!) اے انصار کی جماعت' آواز سن کر سب نے کہا "اے اللہ کے رسول ہم حاضر ہیں۔ (اور سعادت حاصل کرتے ہیں) آپؐ خوش ہو جائیں ہم آپؐ کے ساتھ ہیں۔ (ہم بھاگے نہیں ہیں)

غرضیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسلم میں ہے) اور حضرت عباس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس طرح آئے جس طرح گائے اپنے بچوں کی طرف آتی ہے۔ آپؐ نے سب کو صف بستہ کیا۔ اور فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ لڑائی دوبارہ شروع ہوئی (مسلم میں ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر سوار تھے۔ آپؐ اپنی گردن کو بلند کرتے اور لڑائی کا منظر دیکھتے۔ آپؐ نے فرمایا "یہ تنور ہے" (یعنی لڑائی کے جوش مارنے کا وقت ہے) حضرت عباسؓ نے بھی لڑائی کا منظر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ لڑائی بڑی شدت سے جاری ہے۔ حضرت براء (جو اس وقت بالکل نوجوان تھے) فرماتے ہیں جب لڑائی بہت شدت اختیار کرتی اور خون خوار ہو جاتی تو ہم اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ میں لے جاتے۔ (یعنی آپؐ کے پیچھے ہو جاتے اور پھر آگے بڑھ

کر حملہ کرتے تھے) اور ہم میں سے بہادر وہ تھے۔ جو میدان جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھے۔ کیونکہ سب سے زیادہ شدت وہیں تھی۔ اور کفار کا پورا زور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی کوشش میں صرف ہو رہا تھا۔ کفار نے چاروں طرف سے آپؐ کو گھیر لیا (لڑائی جاری تھی کہ اسی اثناء میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خچر سے اترے اور نصرت کی دعا مانگی۔ آپؐ نے فرمایا (مسلم میں ہے) "اے اللہ! اپنی مدد نازل فرما" آپؐ فرماتے جا رہے تھے۔ **انا النبی لا کذب --- انا ابن عبدالمطلب** میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں)

چاروں طرف سے آپؐ کفار کے نرغہ میں تھے۔ لیکن اس عالم میں آپؐ اپنے دعوے کو دہرا رہے تھے اور اپنا تعارف کرا رہے تھے) (مسلم میں ہے) پھر آپؐ نے زمین میں سے ایک مٹھی خاک اٹھائی اور کفار کے منہ پر پھینکی۔ پھر فرمایا "دشمنوں کے منہ رسوا ہو گئے۔" کوئی آدمی ایسا نہ بچا جس کی آنکھ میں اس مٹھی کی خاک کی مٹی نہ بھر گئی ہو۔

اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

**"لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ و یوم حنین"**

بے شک اللہ نے بکثرت مواقع تمہاری مدد کی اور حنین کے دن۔

**ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المؤمنین وانزل جنودا لم تروھا وعذب الذین کفروا و ذلک جزاء الکفرین ○ (۱۲)**

"پھر اللہ نے (اپنی طرف سے) طمانیت قلب نازل فرمائی اپنے رسولؐ اور ایمان والوں پر اور وہ لشکر اتارے جو تم نے نہ دیکھے اور عذاب دیا ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا۔ یہی بدلہ ہے کافروں کا۔"

مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جنگ کا نقشہ) ملاحظہ

فرمایا۔ "کعبہ کے رب کی قسم! کفار کو شکست ہو گئی کعبہ کے رب کی قسم، کفار کو شکست ہو گئی، محمدؐ کے رب کی قسم کفار کو شکست ہو گئی" کفار کا زور ٹوٹنے لگا وہ پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے خچر کو تیز دوڑاتے ہوئے ان کا تعاقب کیا۔

الغرض کفار بھاگ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دی اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ (۱۳)

فتح کے بعد ام سلیم نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ یہ جو طلقاء ہمارے ساتھ ہیں۔ جو آپ کی معصیت کے باوجود بھاگے انہیں قتل کر دیجئے۔" (اس لئے کہ ان کا ایمان صحیح معلوم نہیں ہوتا اگر وہ صحیح معنوں میں مسلمان ہوتے تو آپؐ کو چھوڑ کر نہ بھاگے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے ام سلیم! اللہ کافی ہو گیا۔ اور اس نے بڑا احسان کیا (۱۴) باوجود ان کے بھاگ جانے کے شاندار فتح فرمائی۔ اب کیا ضرورت ہے کہ انہیں سزا دی جائے۔"

مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہو اکہ اصل بھاگنے والے مکہ کے نو مسلم تھے۔ یہ لوگ جلد باز تھے۔ جن میں استقامت پیدا نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی یہ مسلح تھے۔ اور ان میں دیہاتی لوگ بھی تھے۔ جنہیں جنگ سے کبھی واسطہ نہیں پڑا تھا۔ ان لوگوں کے بھاگنے کی وجہ سے میدان جنگ میں افراتفری پھیل گئی۔ کوئی کدھر چلا گیا کوئی کدھر۔ بھاگنے والوں کے ریلے میں نہ بھاگنے والے بھی کبھی آگے ہو گئے کبھی پیچھے۔

حضرت ابو قتادہؓ کی روایت کردہ حدیث "جولتہ" (۱۵) (جولانی کرنا) کی یہ بالکل صحیح ترجمانی ہے۔ جو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ وہ اتنے تھوڑے تھے کہ ان کے نام روایتوں میں محفوظ ہو گئے۔ یعنی حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ، فضل بن عباسؓ، قثم بن

عباسؓ اسامہ بن زیدؓ ایمن بن عبیدؓ (ام ایمن کے بڑے صاحبزادے) حفیر بن حارثؓ بن عبدالمطلب' ان کے فرزند جعفر اور وہبیہؓ گویا ابوبکرؓ اور عمرؓ کے سوا تمام ثابت قدم اصحاب رسولؐ کے اہل خاندان تھے۔ اسامہؓ اور ایمنؓ بھی انہیں میں شامل سمجھے جائیں مغیرہ بن حارث نے حضورؐ کے سفید خچر کی زین کا پچھلا حصہ پکڑ رکھا تھا۔ اور چپ چاپ ساتھ چل رہے تھے۔ عباسؓ کے ہاتھ میں خچر کی لگام تھی۔

حضرت انسؓ کی والدہ حضرت ام سلیمؓ بھی ثابت قدم اصحاب میں شامل تھیں۔ وہ اپنے شوہر ابو طلحہؓ کے ساتھ آئی تھیں۔ کمر چادر سے کس کر باندھ رکھی تھی اور اونٹ کی نکیل کھینچ کر اس کے نتھنوں میں اپنے ہاتھ کی انگلیاں دے رکھی تھیں تاکہ بے قابو نہ ہونے پائے۔ خنجر پاس تھا کہ کوئی مشرک قریب آئے تو اس کا پیٹ چاک کر دیا جائے۔ (۱۶)

لہٰذا ثابت ہوا کہ اکابر صحابہؓ نے میدان جنگ نہ چھوڑا تھا۔ بلکہ وہ میدان جنگ میں ہی پھرتے رہے اور آپؐ کے آس پاس ہی رہے اور یہی وجہ ہے کہ آپؐ کی پکار پر انہوں نے فوراً کہا کہ ہم حاضر ہیں۔ اسی چیز کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کیا ہے:

**"ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ○ (۱۷)**

"اور حنین کے دن جب تمہاری کثرت نے تمہیں گھمنڈ میں ڈال دیا۔ تو اس (کثرت) نے کسی چیز کو تم سے دفع نہ کیا۔ اور زمین اپنی فراخی کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی اور پھر تم پیٹھ پھیرتے ہوئے واپس لوٹے۔"

**ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین وانزل جنودا لم تروھا وعذب الذین کفروا وذلک جزاء الکفرین ○**

"پھر اللہ نے اپنی (طرف سے) طمانیت قلب نازل فرمائی اپنے رسول اور ایمان والوں پر اور وہ لشکر اتارے جو تم نے نہ دیکھے اور عذاب دیا ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا اور یہی بدلہ ہے کافروں کا۔"

## دشمن کا فرار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباسؓ سے فرمایا ان بھاگنے والوں کو زور سے پکارو۔ جس نے حضرت عباسؓ کی آواز سنی لبیک لبیک کہتا ہوا ایک دم مڑا۔ جس کا اونٹ نہ مڑ سکا وہ ڈھال اور تلوار لے کر اونٹ سے کود پڑا۔ اور جانوروں کو چھوڑ دیا۔ اس طرح آناً فاناً جانثاروں کا گروہ حضورؐ کے پاس جمع ہو گیا۔ انہوں نے اس زور سے حملہ کیا کہ دشمنوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے۔

ابھی مومنین حنین ہی میں تھے کہ ایک دن جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ صبح کا کھانا کھا رہے تھے۔ ایک شخص لال اونٹ پر سوار ہو کر آیا اس نے اونٹ کو بٹھا دیا۔ ایک تسمہ اس کی کمر سے نکالا اور اسے باندھ دیا۔ اور صحابہؓ کے ساتھ کھانا کھانے لگا۔ وہ ادھر ادھر دیکھتا جاتا تھا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ وہ دشمن تیزی کے ساتھ دوڑا اپنے اونٹ کے پاس آیا اس کا تسمہ کھولا پھر اسے بٹھایا۔ پھر اس پر سوار ہو کر اسے کھڑا کیا۔ پھر اسے تیزی کے ساتھ دوڑایا۔ ایک مسلمان نے ایک خاکی رنگ کی اونٹنی پر اس کا تعاقب کیا۔ مسلمانوں میں سے ہر ایک کے پاس سواری نہیں تھی بہت سے پیادہ بھی تھے اور ساز و سامان کے لحاظ سے بھی کمزور تھے۔

حضرت سلمہؓ بن اکوع بھی انہیں لوگوں میں سے تھے۔ حضرت سلمہؓ نے پیدل ہی اس شخص کا تعاقب کیا وہ اس کے پیچھے بھاگے۔ بھاگتے بھاگتے وہ اونٹنی کے سرین کے پاس پہنچ گئے۔ پھر اور تیز دوڑ کر وہ اونٹ کے سرین کے پاس پہنچ

گئے۔ پھر وہ دوڑ کر آگے بڑھے اور اونٹ کی نکیل کو پکڑ لیا۔ پھر انہوں نے اونٹ کو بٹھایا۔ جیسے ہی اونٹ نے اپنا گھٹنا زمین پر رکھا۔ انہوں نے تلوار کھینچی اور اس شخص کے سر پر ایک وار کیا۔ وہ گر پڑا (وہ مر گیا) حضرت سلمہؓ اونٹ کو مع پالان اور ہتھیار کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ نے ان کا استقبال کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا۔ اس شخص کو کس نے قتل کیا ہے؟ سب نے کہا سلمہ بن اکوع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا سارا سامان ان کا ہے۔

(۱۸) اس سے ملتی جلتی روایت ابو داوٗد میں بھی ہے۔

# حواشی جنگ حنین

۱۔ (ذات انواء) ایک درخت تھا جس میں دور جاہلیت کے عرب ہتھیار لٹکایا کرتے تھے۔ دن بھر وہاں ٹھہرتے اور جانور ذبح کرتے۔ ماخوذ از رسول رحمت ص ۴۵۵۔ ۴۵۶

۲۔ اعراف آیت ۱۳۸

۳۔ صحیح بخاری کتاب الحج عن ابن یخرج من مکہ عن عائشہ و صحیح مسلم نحوہ

۴۔ صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب اعطا المولفتہ قلوبھم

۵۔ صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب اعطا المولفتہ قلوبھم

۶۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ النساء مع الرجال عن انس

۷۔ ابو داؤد باب فی فضل الحرس فی سبیل اللہ عز و جل

۸۔ صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب لیخمس الاسلاب وکتاب المغازی باب غزوہ حنین ابو داؤد باب فی السلب یعطی لقاتل غزوۃ الطائف

۹۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوہ حنین عن سلمتہ بن اکوع

۱۰۔ ترمذی باب جاء فی الثبات عند القتال

۱۱۔ سورۃ التوبہ آیت ۲۵

۱۲۔ سورۃ التوبتہ ۲۶

۱۳۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ حنین عن براۃ

۱۴۔ صحیح بخاری کتاب المغازی وباب قول اللہ تعالیٰ ویوم حنین

۱۵۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ ویوم حنین

۱۶۔ رسول رحمت ۱/۴۰۹

۱۷۔ سورۃ توبتہ آیت ۲۵

۱۸۔ صحیح مسلم کتاب الجہاد استحقاق القاتل سلب القتیل عن سلمتہ

# جنگ اوطاس

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ حنین سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے حضرت ابو عامرؓ کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر اوطاس کی طرف روانہ کیا۔ حضرت ابو عامرؓ کا مقابلہ درید بن صمتہ اور اس کے ساتھیوں سے ہوا۔ درید قتل ہو گیا اور اس کے ساتھیوں کو اللہ نے شکست دی' حضرت ابو عامرؓ ایک تیر لگنے سے جو ایک حبشی شخص نے پھینکا تھا زخمی ہو گئے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے ابو عامر کے پاس جا کر پوچھا "اے چچا تمہیں کس نے تیر مارا ہے" انہوں نے اشارہ سے بتایا کہ فلاں شخص میرا قاتل ہے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اس کے پاس پہنچے ان کو دیکھ کر وہ بھاگا انہوں نے اس کا تعاقب کیا۔ حضرت ابو موسیٰ یہ کہتے جا رہے تھے کہ تجھے شرم نہیں آئی؟ کیا تو عربی نہیں ہے؟ تو ٹھہرتا کیوں نہیں؟ بالآخر وہ ٹھہر گیا' ان کے اور اس کے مابین تلوار کے دو دو وار ہوئے۔ پھر حضرت ابو موسیٰؓ نے اسے قتل کر دیا۔ اس کو قتل کرنے کے بعد وہ حضرت ابو عامرؓ کے پاس آئے اور کہا "اللہ نے تمہارے قاتل کو ہلاک کر دیا" انہوں نے کہا اچھا تو یہ تیر نکالو' حضرت ابو موسیٰؓ نے تیر نکالا (تیر نکالتے ہی) زخم سے پانی بہنے لگا حضرت ابو عامرؓ نے کہا اے بھتیجے تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام کہنا اور ان سے عرض کرنا کہ ابو عامرؓ کے واسطے استغفار کریں۔ یہ کہہ کر حضرت ابو عامرؓ نے

حضرت ابو موسیٰؓ کو لوگوں پر اپنا خلیفہ بنا دیا اور تھوڑی دیر بعد فوت ہو گئے' حضرت ابو موسیٰؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ایک پلنگ پر جو رسیوں سے بنا ہوا تھا لیٹے ہوئے تھے۔ پلنگ پر بستر ہونے کے باوجود رسول اللہؐ کی پشت اور پہلو میں رسیوں کے نشان پڑ گئے تھے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے اپنا اور حضرت ابو عامرؓ کا حال سنایا پھر کہا' ابو عامرؓ نے آپؐ سے دعا مغفرت کی درخواست کی ہے۔ رسولؐ نے پانی منگوا کر وضو کر لیا پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی ہاتھوں کو اتنا بلند کیا کہ بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی۔ آپؐ نے فرمایا "اے اللہ عبید ابو عامرؓ کو بخش دے اے اللہ قیامت کے روز ابو عامرؓ کا درجہ بہت انسانوں سے زیادہ بلند فرما رسول اللہ نے دعا کی "اے اللہ عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ) کے گناہ بخش دے اور اسے قیامت کے دن اچھی جگہ داخل کر" (۱)

اس جنگ میں بہت سے قیدی ہاتھ آئے۔ بعض مسلمانوں کے حصہ میں لونڈیاں بھی آئیں۔ مسلمانوں نے اس خیال سے کہ ان کے مشرک شوہر موجود تھے ان سے خلوت کرنے کو برا سمجھا۔ اللہ نے فرمایا **"والمحصنت من النساء الا ما ملکت ایمانکم کتب اللہ علیکم○"** اور (تم پر حرام کی گئیں) وہ عورتیں جو دوسروں کے نکاح میں ہوں مگر (کافروں کی وہ عورتیں) جن کے تم مالک ہو جاؤ (یہ حکم) تم پر اللہ کا فرض کیا ہوا ہے۔(۲)

## حواشی جنگ اوطاس

۱۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اوطاس عن ابی موسیٰ

۲۔ صحیح مسلم کتاب الرضاع باب **جواز وطء المسبیۃ بعد الاستبراء** عن ابی سعید

# جنگ طائف

جنگ حنین و اوطاس کے بعد طائف کا محاصرہ کر لیا گیا۔

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ (دوران محاصرہ ایک دن) رسول اللہ میرے پاس تشریف لائے ۔ اس وقت میرے پاس ایک مخنث بیٹھا ہوا تھا (دوران گفتگو) اس نے میرے بھائی عبداللہ ابی امیہ سے کہا کہ اے عبداللہ اگر کل اللہ طائف فتح کرا دے تو تم غیلان کی بیٹی کو لے لینا۔ کیونکہ جب وہ سامنے آتی ہے تو اس کے پیٹ پر چار شکن پڑتے ہیں اور جب پیٹھ پھیر کر جاتی ہے تو آٹھ شکن پڑتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مخنث آئندہ کبھی تمہارے پاس نہ آئیں" (۱)

دوران محاصرہ حضرت ابوبکرۃؓ مع چند لوگوں کے فصیل پر چڑھ کر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور مسلمان ہو گئے) (۲)

محاصرہ جاری تھا لیکن محاصرہ سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا تو رسول اللہؐ نے فرمایا "ہم ان شاء اللہ اب واپس چلے جائیں گے" صحابہ کرام کو یہ بات بہت گراں گزری انہوں نے عرض کیا "کیا بغیر فتح کئے ہم واپس چلے جائیں گے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اچھا تو کل جنگ کرنا" دوسرے دن صبح کو پھر جنگ ہوئی اور صحابہ کرامؓ کافی زخمی ہو گئے۔ تو رسول اللہؐ نے فرمایا "کل ان

شاء اللہ ہم واپس چلے جائیں گے"

اب یہ بات صحابہ کو پسند آئی اور خاموش رہے۔ صحابہؓ کی خاموشی کو دیکھ کر رسول اللہ مسکرائے (۳) الغرض چالیس دن محاصرہ کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس چلے آئے۔ (۴)

واپسی میں جب مسلمان ذوالحلیفہ پہنچے تو انہیں شدت کی بھوک لگی۔ مال غنیمت میں انہیں کچھ اونٹ اور کچھ بکریاں ہاتھ آئی تھیں۔ انہوں نے چند اونٹوں یا بکریوں (کو ذبح کر کے ان) کا گوشت پتیلیوں میں ڈال کر پکانا شروع کر دیا۔ آپؐ کچھ پیچھے رہ گئے تھے جب وہاں پہنچے تو آپؐ نے حکم دیا کہ پتیلیاں اوندھا دی جائیں (کیونکہ تقسیم سے پہلے مال غنیمت میں تصرف ناجائز ہے) پتیلیاں اوندھا دی گئیں پھر رسول اللہ نے مسلمانوں میں اونٹ اور بکریاں تقسیم کیں۔ ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر قرار دیا۔ ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگا۔ کیونکہ مجاہدین کے پاس گھوڑے بہت کم تھے لہٰذا اسے گھیر کر نہ پکڑ سکے' بھاگتے بھاگتے تھک گئے۔ اتنے میں ایک شخص نے اسے تیر مارا تیر مارتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے روک دیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا "ان جانوروں میں کبھی وحشی جانوروں کی طرح وحشت ہو جایا کرتی ہے لہٰذا اگر ان میں سے کوئی جانور تم پر غالب آجائے تو ایسا ہی کیا کرو۔ (۵)

ذوالحلیفہ سے روانہ ہونے کے بعد رسول اللہؐ نے جعرانہ میں قیام فرمایا اور اسی مقام پر آپؐ نے جنگ میں حاصل کیا ہوا مال تقسیم کیا۔ (مال خمس میں سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو مال دیا اور کچھ کو نہیں دیا جن کو نہیں دیا وہ خفا ہو گئے۔ رسول اللہ نے فرمایا میں ایسے لوگوں کو دیتا ہوں جن کی کجی اور بے صبری کا مجھے اندیشہ ہوتا ہے اور کچھ لوگوں کو اس خیر اور غنی کے حوالے کر دیتا ہوں جو خیر و غنی اللہ نے ان کے دلوں میں پیدا کر دی ہے۔ ان

لوگوں میں عمرو بن ثعلبؓ بھی ہیں حضرت عمرو بن ثعلب کہتے ہیں کہ میں نہیں چاہتا کہ رسول اللہؐ کی اس بات کے عوض مجھے سرخ اونٹ ملیں۔ (۶)

حضرت صفوان بن امیہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اونٹ دیئے پھر سو اونٹ دیئے۔ پھر سو اونٹ دیئے وہ کہتے ہیں اللہ کی قسم آپؐ نے مجھے جو کچھ دیا مجھے آپ سے سب سے زیادہ بغض تھا۔ اس کے بعد مجھے آپؐ سب سے زیادہ محبوب ہو گئے۔ (۷)

غرض یہ کہ رسول اللہؐ نے قریش کے آدمیوں میں سے ہر ایک کو سو اونٹ دیئے ایک منافق نے کہا واللہ اس تقسیم میں انصاف نہیں کیا گیا اور نہ اللہ کی رضا طلب کی گئی حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس بات کی خبر رسول اللہؐ کو دی۔ مسلم میں ہے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا) آپؐ نے فرمایا ''اگر اللہ اور رسولؐ انصاف نہیں کریں گے تو پھر کون کرے گا۔ اللہ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے ان کو اس سے زیادہ تکلیف پہنچائی گئی پھر بھی انہوں نے صبر کیا۔ (۸)

انصار میں سے بعض کم عقل نو عمر لڑکوں نے کہا اللہ رسول اللہ کو معاف فرمائے۔ آپؐ قریش کو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں' اللہ کی قسم یہ تو عجیب بات ہے ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا ہے اور ہماری غنیمتیں ان کو لوٹائی جا رہی ہیں۔ رسول اللہؐ کو اس بات کی خبر پہنچی آپؐ نے انصار کو بلایا اور ان کو چمڑے کے ایک خیمے میں جمع کیا۔ جب وہ سب جمع ہو گئے تو آپؐ تشریف لائے۔ آپؐ نے فرمایا ''تمہارے علاوہ اور کوئی تو (یہاں) نہیں ہے؟ انصار نے کہا ''ہمارا ایک بھانجا ہے اور کوئی نہیں ہے''

مسلم میں ہے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بھانجا قوم ہی میں شمار ہوتا ہے'' پھر آپؐ نے فرمایا ''یہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے پہنچی

ہے؟؟" انصار میں جو بڑے بڑے سمجھ دار لوگ تھے انہوں نے کہا اور وہ جھوٹ نہیں بولتے تھے کہ ہم میں سے اہل عقل لوگوں نے یہ بات نہیں کہی ہے ہاں چند نو عمر (ناسمجھ) لوگوں نے یہ بات کہی ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا "کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا پھر اللہ نے میرے ذریعے تمہیں ہدایت دی۔ تم متفرق تھے اللہ نے میرے ذریعہ تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی۔ تم مفلس تھے اللہ نے میرے ذریعہ تمہیں غنی کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات پر انصار یہ جواب دے رہے تھے "اللہ اور اس کے رسول کا بہت بڑا احسان ہے" رسول اللہ نے فرمایا "تمہیں کون سی چیز روکتی ہے کہ تم اللہ کے رسول کو جواب دو" لیکن وہ ہر بات کے جواب میں یہی کہتے رہے "اللہ اور اس کے رسولؐ کا بہت بڑا احسان ہے" پھر آپ نے فرمایا "اگر تم چاہو تو تم بھی کہہ سکتے ہو (کہ ہم نے بھی) آپؐ کے ساتھ احسان کیا۔ انصار نے پھر بھی کوئی جواب نہ دیا تو (رسول اللہ) نے فرمایا "میں ایسے لوگوں کو مال وغیرہ دیتا ہوں جن کا کفر کا زمانہ قریب ہوتا ہے۔ یہ لوگ مصیبت میں ہوتے ہیں۔ میں ان کی حالت کی اصلاح چاہتا ہوں۔ اور ان کی تالیف قلبی کرتا ہوں کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ مال و دولت بکریاں' اونٹ اور دنیا لے کر جائیں اور تم اللہ کے رسولؐ کو اپنے گھر لے جاؤ' اللہ کی قسم جو چیز تم لے کر جا رہے ہو وہ اس سے بہتر ہے جو وہ لے کر جا رہے ہیں۔ اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار میں سے ہوتا' اگر انصار ایک وادی میں چلیں اور باقی تمام دنیا دوسری وادی میں چلے تو میں انصار کی وادی میں چلوں گا۔ انصار استر ہیں اور باقی لوگ ابرا ہیں۔ یعنی استر کی طرح میرے جسم سے قریب تر انصار ہی ہیں۔ (ظاہری شان کے لحاظ سے ابرا اگرچہ اچھا معلوم ہوتا ہے لیکن قرب استر ہی کو حاصل ہے) انصار نے کہا "اے اللہ کے رسول ہم راضی ہیں" رسولؐ نے فرمایا

"میرے بعد تم دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ حوض (کوثر) پر اللہ اور رسولؐ سے ملاقات کرو۔ (۹)

ابھی رسول اللہؐ مقام جعرانہ ہی میں تھے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ میں نے ایام جاہلیت میں ایک دن اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی وہ مجھ پر باقی ہے" رسول اللہؐ نے فرمایا اسے پورا کرو۔ (۱۰)

اسی مقام پر ایک دیہاتی رسول اللہؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا جو وعدہ آپؐ نے کیا تھا اسے پورا کیوں نہیں کرتے" رسول اللہؐ نے فرمایا بشارت قبول کرو" اس نے کہا "بشارت تو آپؐ دے چکے (کچھ مال دلوایئے) رسول اللہؐ کو غصہ آگیا۔ آپؐ حضرت ابو موسیٰ اور حضرت بلالؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا "اس شخص نے بشارت کو قبول نہیں کیا تم اسے قبول کر لو" ان دونوں نے کہا "ہم نے قبول کی" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک پیالہ منگایا۔ پھر آپؐ نے اس میں دونوں ہاتھ دھوئے' کلی کی اور منہ دھویا۔ اس کے بعد فرمایا "تم دونوں اسے پی لو' اپنے چہروں اور پسلیوں پر مل لو اور خوشخبری حاصل کرو۔ ان دونوں نے وہ پیالہ لے لیا اور آپؐ کے ارشاد کی تعمیل کی۔ حضرت ام سلمہؓ نے پردہ کے پیچھے سے کہا "اپنی والدہ کے لئے بھی بچا دو" یہ سن کر انہوں نے حضرت ام سلمہ زوجہ مطہرہ کے لئے کچھ پانی اس میں چھوڑ دیا۔ (۱۱)

اسی اثناء میں قبیلہ ہوازن کے لوگ مسلمان ہو گئے۔ مقام جعرانہ ہی میں وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ جب وہ آئے تو آپؐ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اپنے مال اور قیدی واپس کرنے کی درخواست کی۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال اور قیدی سب تقسیم کر چکے تھے اور اب لوگوں کی ملکیت تھے' رسول اللہؐ نے اس سلسلہ میں مسلمانوں سے گفتگو کی۔ مسلمان اس بات پر راضی ہو گئے کہ قیدی یا مال دونوں میں سے ایک

کو واپس کردیں گے۔ اس کے بعد رسول اللہ نے قبیلہ ہوازن کے لوگوں سے فرمایا میرے ساتھ جو لوگ ہیں ان کو تم دیکھ رہے ہو (سب مال اور قیدی ان کی ملکیت میں جا چکے ہیں) طائف سے آنے کے بعد میں نے تمہارا کئی روز انتظار کیا (جب تم نے مسلمان ہو کر آنے میں دیر کی تو میں نے مال اور قیدی تقسیم کر دیئے) بہرحال میرے ساتھی مال یا قیدی دونوں میں سے ایک چیز کو واپس کرنے پر راضی ہو گئے ہیں" (اب تم بھی ایک چیز کو پسند کر لو مال غنیمت یا قیدی) جب انہوں نے دیکھا کہ آپؐ صرف ایک ہی چیز واپس کریں گے تو انہوں نے کہا "ہم اپنے قیدی واپس لینا چاہتے ہیں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں کھڑے ہو کر ایک خطبہ دیا۔ اللہ کی ایسی تعریف کی جو اس کی شان کے لائق ہے' پھر فرمایا "اما بعد' یہ تمہارے بھائی توبہ قبول کر کے (یعنی اسلام قبول کر کے) تمہارے پاس آئے ہیں' میری رائے ہے کہ میں ان کے قیدی واپس کر دوں' پس جو شخص خوشی سے (بغیر معاوضہ) اپنا قیدی چھوڑ دے وہ ایسا کرے اور جو شخص اس مال فئی میں سے جو سب سے پہلے اللہ ہمیں عطا فرمائے اس کا بدلہ لینا چاہے۔ تو وہ اس شرط پر اپنا قیدی چھوڑ دے۔ سب نے کہا "ہم بخوشی (بغیر معاوضہ کے) قیدی چھوڑتے ہیں"

رسول اللہؐ نے فرمایا "یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کس نے اجازت دی اور کس نے نہیں لہٰذا تم لوگ چلے جاؤ پھر تمہارے سردار تمہاری مرضی سے تمہیں مطلع کریں۔ لوگ چلے گئے پھر ان کے سرداروں نے ان سے گفتگو کی' انہوں نے رضا مندی کا اظہار کیا۔ سرداروں نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا بطیّب نفس اپنے قیدی چھوڑنے پر رضامند ہیں۔ (۱۲) (یہ سن کر) رسول اللہؐ نے تمام قیدی چھوڑ دیئے۔

حضرت عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر مسجد حرام میں

اعتکاف کے لئے چلے گئے تھے' انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس میں ایک لڑکی دی تھی' جب رسول اللہؐ نے تمام قیدی آزاد کر دیئے تو وہ (خوشی میں چلا چلا) کر یہ کہہ رہے تھے "آپ نے ہمیں آزاد کر دیا" یہ آوازیں حضرت عمرؓ کے کان تک پہنچیں' انہوں نے پوچھا "یہ کیا شور و غل ہے؟" لوگوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قیدی رہا کر دیئے (یہ وہی قیدی ہیں جو خوشی میں چلا رہے ہیں) حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے سے کہا "اے عبداللہ! جاؤ اور اس لڑکی کو آزاد کرو' (۱۳) جو مجھے خمس میں سے ملی تھی۔

ابھی آپؐ جعرانہ ہی میں مقیم تھے (دھوپ کی وجہ سے) آپؐ پر کپڑے کا سایہ کر دیا گیا تھا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اس نے کہا "اے اللہ کے رسول اس شخص کے متعلق آپؐ کیا فرماتے ہیں جس نے عمرہ کا احرام باندھا اور اس سے خوشبو مہک رہی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ آپؐ پر وحی نازل ہونی شروع ہو گئی' آپؐ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا سانس تیزی سے آنے لگا' کچھ دیر بعد یہ کیفیت جاتی رہی۔ آپؐ نے فرمایا "عمرہ کے متعلق سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟" لوگوں نے اسے آپؐ کے سامنے پیش کیا' آپؐ نے فرمایا "جو خوشبو تمہارے بدن میں لگی ہوئی ہو اسے تین مرتبہ دھو ڈالو اور وہ (خوشبو دار) جبہ اتار دو' اور پھر وہی کرو جو حج میں کیا کرتے ہو۔ (۱۴)

کافی دن تک جعرانہ میں قیام کے بعد ذوالقعدہ کے مہینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ ادا کرنے کے لئے (مکہ مکرمہ) روانہ ہو گئے۔(۱۵) راستہ میں کچھ دیہاتیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا اور آپؐ سے کچھ مانگنے لگے مانگتے مانگتے وہ آپ کو ایک درخت کے نیچے لے گئے اور آپؐ کی چادر مبارک اتار لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے اور فرمایا میری چادر مجھے دے دو۔ اگر ان درختوں کے برابر بھی بکریاں میرے پاس ہوتیں تو میں ان کو

تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا' تم مجھے نہ بخیل پاؤ گے نہ جھوٹا نہ بزدل۔ (۱۶)
عمرہ کرنے کے بعد آپ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

# حواشی جنگ طائف

۱۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف عن ام سلمہ

۲۔ صحیح بخاری باب غزوۃ الطائف

۳۔ صحیح بخاری کتاب المغازی' باب غزوۃ الطائف عن ابن عمرؓ و صحیح مسلم کتاب الجہاد' باب غزوۃ الطائف

۴۔ صحیح مسلم کتاب الزکوۃ' باب اعطاء المولفتہ قلوبھم عن انس

۵۔ صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید' باب التسمیتہ عن رافع بن خدیج

۶۔ صحیح بخاری' کتاب فرض الخمس ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعطی المولفتہ قلوبھم عن عمرو بن ثعلب

۷۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ماسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط فقال لا عن صفوان

۸۔ صحیح بخاری' کتاب المغازی' باب غزوۃ الطائف وکتاب فرض الخمس باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعطی المولفتہ قلوبھم و صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب اعطاء المولفتہ قلوبھم عن ابن مسعودؓ

۹۔ صحیح بخاری کتاب فرض الخمس ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعطی المولفتہ قلوبھم عن انس و کتاب المناقب باب مناقب انصار وکتاب المغازی و صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب اعطاء المولفتہ قلوبھم۔

۱۰۔ صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعطی المولفتہ قلوبھم و صحیح مسلم کتاب الایمان باب نذر الکافر عن ابن عمر

۱۱۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف عن ابی موسیٰ و صحیح مسلم باب فضائل ابی موسیٰ

۱۲۔ صحیح بخاری کتاب الوکالتہ باب اذا وھب شیئا لوکیل عن مسور و مروان وکتاب

العتق وکتاب الہبتہ وکتاب فرض الخمس وکتاب المغازی باب غزوہ حنین۔

۱۳۔ صحیح بخاری کتاب فرض الخمس و صحیح مسلم کتاب الایمان باب نذر الکافر عن عبداللہ بن عمر۔ صحیح مسلم ایک لڑکی کا ذکر ہے

۱۴۔ صحیح مسلم باب مایباح للمحرم

۱۵۔ صحیح بخاری کتاب الحج ابواب العمرۃ عن انس وبراء

۱۶۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد، باب الشجاعۃ فی الحرب عن جبیر

# غزوہ تبوک

"تبوک" مدینہ اور دمشق کے درمیان ایک مقام کا نام ہے۔ جس کا فاصلہ آج کل مدینہ منورہ سے چھ سو دس کلو میٹر ہے۔ سنہ ۹ھ میں پیغمبر اسلام کو خبر ملی کہ قیصر روم نے یعنی قسطنطنیہ کی مشرقی رومی حکومت نے مدینہ منورہ پر حملہ کا حکم دے دیا ہے اور عرب کے عیسائی قبائل بھی شامل ہو گئے ہیں۔ یہ مسلمانوں کے لئے پہلا موقع تھا کہ عرب سے باہر کی ایک سب سے بڑی طاقت ور شہنشاہی (طاقت) آمادہ پیکار ہوئی تھی۔ اس لئے ضروری تھا کہ بروقت مدافعت کا پورا سامان کیا جاتا ہے۔ مسلمان چند ماہ پہلے جنگ حنین و طائف کی لڑائی میں چور ہو چکے تھے اور اس سے پہلے فتح مکہ کا معاملہ پیش آچکا تھا۔ پھر اچانک مسلمانوں کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی اور چونکہ مالی وسائل محدود تھے۔ اور باہمی اشتراک و معاونت کی زندگی تھی۔ اس لئے تنگی و عسرت سب پر چھائی ہوئی تھی۔ پھر موسم بھی سخت گرمی کا تھا۔ اور فصل کاٹنے کا وقت سر پر آگیا تھا۔ اور سفر بھی ملک کے اندر نہ تھا۔ ان سب باتوں نے مل جل کر مسلمانوں کے لئے بڑی مشکلات پیدا کر دیں اور قدرتی طور پر ان کے قدم رک رک کر اٹھنے لگے۔ حالت بلاشبہ مجبوری کی تھی۔ لیکن دفاع ملت کی گھڑی آجائے تو اس طرح کی کوئی مجبوری' مجبوری تسلیم نہیں کی جا سکتی اور ادائے فرض کی راہ بہرحال آسانیوں اور راحتوں کی راہ

نہیں۔ اس میں مشکلیں اور مصیبتیں جھیلنی ہی پڑیں گی۔ البتہ مصیبتیں عارضی ہوں گی اور نتائج کی کامرانیاں دوامی۔ (۱)

جنگ کے لئے ساز و سامان کی بڑی ضرورت تھی لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صدقات دینے کا حکم دیا۔

اس حکم کی تعمیل میں صحابہؓ کرام نے صدقہ دینا شروع کیا وہ (محنت مزدوری کرتے) بوجھ ڈھوتے (اور اس کی اجرت میں سے صدقہ دیتے) حضرت ابو خیثمہ انصاریؓ نے ایک صاع کھجور اللہ کے راستہ میں دیئے۔ منافقین نے ان پر طعنہ زنی کی۔ ایک مرتبہ حضرت ابو عقیلؓ نصف صاع لے کر آئے اور ایک صحابیؓ نے ان سے بہت زیادہ صدقہ دیا' منافقین نے ان دونوں کو طعنہ دیا اور کہا "اللہ ابو عقیل کے نصف صاع) صدقہ سے مستغنی ہے۔ (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اتنے سے صدقہ کی کیا قدر و قیمت ہے) اور دوسرے آدمی نے جو زیادہ صدقہ دیا ہے تو وہ محض ریا کاری ہے۔ (اللہ تعالیٰ ایسا صدقہ قبول نہیں کرتا) اللہ نے فرمایا:

**الذین یلمزون المطوعین من المومنین فی الصدقت والذین لا یجدون الا جھدھم فیسخرون منھم سخر اللہ منھم ولھم عذاب الیم○ استغفر لھم او لا تستغفر لھم ان تستغفر لھم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لھم ذلک بانھم کفروا باللہ ورسولہ واللہ لا یھدی القوم الفسقین○ (۲)**

"جو لوگ خوشی سے خیرات کرنے والے مسلمانوں پر ان کی خیرات میں عیب لگاتے ہیں اور ان پر جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت (کی مزدوری) تو وہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔

اللہ ان کے مذاق اڑانے کی انہیں سزا دے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ آپؐ ان کے لئے مغفرت طلب کریں یا نہ کریں اگر آپؐ ستر مرتبہ بھی ان کی مغفرت طلب کریں تو اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے

اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کفر کیا ہے۔ اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں فرماتا۔

جیسا کہ جنگ موتہ کے آغاز میں بیان کیا جا چکا ہے۔ رومیوں سے جنگ کا سلسلہ اللہ تعالٰی کے حکم کے ماتحت اور اس کی منشاء کے مطابق شروع کیا گیا۔ جنگ تبوک بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی' اللہ تعالٰی نے اس جنگ کے لئے مومنین کو ابھارتے ہوئے اور منافقین کو تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا:

**یایها الذین امنوا ما لکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل الله اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیواة الدنیا من الاخرة فما متاع الحیوة الدنیا فی الاخرة الا قلیل○ الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما ویستبدل قوما غیرکم ولا تضروه شیئا والله علی کل شئی قدیر○ الا تنصروه فقد نصره الله اذ اخرجه الذین کفروا ثانی اثنین اذهما فی الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا فانزل الله سکینته علیه وایده بجنود لم تروها وجعل کلمة الذین کفروا السفلی وکلمة الله هی العلیا والله عزیز حکیم○ انفروا خفافا وثقالا وجاهدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل الله○ ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون○ (۳)**

"اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوا؟ جب تم سے کہا جائے کہ اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) چلو (تو) تم بوجھل ہو کر زمین کی طرف جھک پڑتے ہو' کیا آخرت کے بدلہ میں تم دنیا کی زندگی سے راضی ہو گئے تو دنیا کی زندگی کا نفع اٹھانا آخرت کے مقابلہ میں نہیں ہے مگر بہت تھوڑا۔ اگر تم (اللہ کی راہ میں) نہیں نکلو گے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا اور تمہاری بجائے کسی دوسری قوم کو لے آئے گا اور تم اسے کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکو گے اور اللہ جو چاہے اس پر قادر ہے۔ اگر تم نے رسولؐ کی مدد نہ کی تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب

کافروں نے رسول اللہؐ کو بے وطن کیا۔ اس حال میں کہ وہ دو میں سے دوسرے تھے جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے غمگین نہ ہو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر اللہ نے ان پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور ایسے لشکروں سے ان کی مدد فرمائی جنہیں تم نے نہ دیکھا۔ اور کافروں کی بات کو نیچا کر دیا اور اللہ کا کلمہ ہی اونچا ہے' اور اللہ غلبہ والا بڑی حکمت والا ہے۔ نکلو ہلکے ہو کر خواہ بھاری ہو کر اور جہاد کرو (کافروں سے) اپنے مال و جان کے ساتھ اللہ کی راہ میں یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو"

ارض جہاد قریب نہ تھی بلکہ یہ علاقہ دور دراز مقام پر واقع تھا۔ منافقین نے وہاں نہ جانے کا ارادہ کر لیا تو اللہ نے ان (منافقین) کے بارے میں ارشاد فرمایا:

**لو کان عرضا قریبا وسفرا قاصدا لا تبعوک ولکن بعدت علیھم الشقتہ وسیحلفون باللہ لو استطعنا لخرجنا معکم یھلکون انفسھم واللہ یعلم انھم لکذبون○ (۴)**

"(اے نبیؐ! جس کی طرف آپؐ نے بلایا) اگر وہ ایسا مال ہوتا جو قریب ہو اور سفر ہوتا درمیانہ تو وہ (منافقین) ضرور آپ کے پیچھے چل پڑتے لیکن سفر کی مسافت انہیں بہت دور اور پر مشقت نظر آئی اور عنقریب وہ اللہ کی قسمیں کھائیں گے اگر ہم میں طاقت ہوتی تو ضرور ہم تمہارے ساتھ نکلتے وہ اپنی جانوں کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یقیناً وہ ضرور جھوٹے ہیں"

منافقین نے جھوٹی قسمیں کھائیں اور جہاد میں شرکت نہ کرنے کے لئے حیلے بہانے تلاش کئے آخر رسول رحمتؐ نے انہیں نہ جانے کی اجازت دے دی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

**عفا اللہ عنک لم اذنت لھم حتی یتبین لک الذین صدقوا وتعلم**

**الکذبین○ لا یستاذنک الذین یومنون باللہ والیوم الاخر ان یجاھدوا باموالھم وانفسھم واللہ علیم بالمتقین○ انما یستاذنک الذین لا یومنون باللہ والیوم الاخر وارتابت قلوبھم فھم فی ریبھم یترددون○ (۵)**

"اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو معاف فرما دیا۔ آپؐ نے انہیں کیوں اجازت دے دی۔ یہاں تک کہ ظاہر ہو جاتے آپؐ کے لئے وہ لوگ جنھوں نے سچ بولا اور آپؐ جان لیتے جھوٹوں کو۔ آپؐ سے وہ رخصت نہ مانگیں گے وہ لوگ جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں (کافروں سے) اپنے مال و جان کے ساتھ جہاد کرنے سے اور اللہ خوب جانتا ہے ان لوگوں کو جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔ آپؐ سے صرف وہی لوگ رخصت مانگتے ہیں۔ جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں پڑ گئے تو وہ اپنے شک میں حیران و پریشان ہیں"

صحابہ کرامؓ جہاد کی تیاریوں میں مصروف تھے اور منافقین غیر مستعد' اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں فرمایا:

**ولو ارادوا الخروج لا عدوا لہ عدۃ ○ (۶)**

"اور اگر وہ نکلنا چاہتے تو اس کے لئے سامان کی تیاری کرتے"

منافقین کے ایک گروہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

**ومنھم من یقول ائذن لی ولا تفتنی الا فی الفتنتہ سقطوا وان جھنم لمحیطتہ بالکفرین○ (۷)**

"اور کوئی ان (منافقین) میں سے وہ ہے جو (آپؐ سے) کہتا ہے مجھے رخصت دیجئے اور فتنے میں نہ ڈالئے۔ سن لو! وہ فتنے میں پڑ چکے ہیں اور بے شک جہنم کافروں کو ضرور گھیرے ہوئے ہے۔

**ان تصبک حسنتہ تسوھم وان تصبک مصیبتہ یقولوا قد اخذنا امرنا**

**من قبل ویتولوا و ھم فرحون ○ (۸)**

"اگر آپؐ کو کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں بری لگتی ہے اور اگر آپؐ کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنا کام درست کر لیا تھا۔ اور خوشیاں مناتے ہوئے پھر جاتے ہیں"

منافقین اپنے آپ کو لڑائی سے بچانا چاہتے تھے اور ساتھ ہی مسلمانوں کو آلام و مصائب سنا سنا کر جنگ سے غافل کرنا چاہتے تھے۔ بلاشبہ منافقین مسلمانوں کی منظم طور پر ہمت شکنی کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

**قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ھو مولنا وعلی اللہ فلیتوکل المومنون○ قل ھل تربصون بنا الا احدی الحسنیین ونحن نتربص بکم ان یصیبکم اللہ بعذاب من عندہ او بایدینا فتربصوا انا معکم متربصون ○ (۹)**

"فرما دیجئے! ہرگز نہ پہنچے گا ہمیں مگر وہی جو اللہ نے ہمارے واسطے لکھ دیا ہے۔ وہی ہمارا مالک ہے۔ اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے ایمان والوں کو۔ فرما دیجئے ! تم نہیں انتظار کر رہے ہمارے حق میں مگر دو خوبیوں (فتح اور شکست) میں سے ایک کا۔ اور ہم تمہارے بارے میں منتظر ہیں کہ اللہ تم پر عذاب ڈالے۔ اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سے۔ تو تم انتظار کرو بے شک ہم (بھی) تمہارے ساتھ منتظر ہیں"

منافقین صرف کچھ مال دے کر اپنے نفاق کو چھپانا چاہتے تھے۔ قدرت نے ان کی نمائش کے تمام پردے چاک کر دیئے۔

**قل انفقوا طوعا اوکرھا لن یتقبل منکم انکم کنتم قوما فسقین○ وما منعھم ان تقبل منھم نفقتھم الا انھم کفروا باللہ وبرسولہ ولا یاتون الصلوۃ الا وھم کسالی ولا ینفقون الا وھم کرھون○ فلا تعجبک**

**اموالهم ولا اولادهم انما یرید الله لیعذبهم بها فی الحیوۃ الدنیا وتزھق انفسھم وھم کفرون○ (۱۰)**

''آپؐ فرما دیجئے! تم خوشی سے مال خرچ کرو یا ناخوشی سے' تم سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔ بے شک تم نافرمان قوم ہو' اور ان کے خرچ کے قبول کئے جانے سے ان کو محروم نہیں کیا مگر اسی بات نے کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے منکر ہوئے اور وہ نماز کو نہیں آتے مگر سستی کی حالت میں اور وہ نہیں خرچ کرتے مگر اس حالت میں کہ وہ ناخوش ہیں۔ تو آپؐ کو تعجب میں نہ ڈالیں ان کے مال نہ ان کی اولاد۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ انہیں ان کے (مال اور اولاد کے) سبب دنیا کی زندگی میں عذاب دے اور ان کی جان اس حال میں نکلے کہ وہ کافر ہوں۔

**ویحلفون باللہ انھم لمنکم وما ھم منکم ولکنھم قوم یفرقون○ لو یجدون ملجا او مغرت او مدخلا لولوا الیہ وھم یجمحون○ (۱۱)**

''اور وہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ بے شک وہ ضرور تم میں سے ہیں۔ حالانکہ وہ تم میں سے نہیں لیکن وہ لوگ (تم سے) ڈرتے ہیں۔ اگر وہ پائیں کوئی جائے پناہ یا غار یا داخل ہونے کی کوئی (اور) جگہ تو وہ اس کی طرف الٹے پھر جائیں رسیاں تڑاتے ہوئے۔

**ومنھم من یلمزک فی الصدقت فان اعطوا منھا رضوا و ان لم یعطوا منھا اذا ھم یسخطون○ و لو انھم رضوا ما اتھم اللہ ورسولہ وقالوا حسبنا اللہ سیوتینا اللہ من فضلہ ورسولہ انا الی اللہ رغبون○ (۱۲)**

''اور کوئی ان میں سے وہ ہے جو آپؐ پر طعنہ زنی کرتا ہے صدقوں (صدقات) کے تقسیم کرنے میں اگر انہیں دے دیا جائے ان میں سے تو وہ راضی ہو جائیں گے اور اگر وہ نہ دیئے جائیں ان سے تو وہ فوراً ناراض ہو جاتے ہیں۔

اور کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہو جاتے اس چیز پر جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے ان کو دی۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ ہمیں کافی ہے ہمیں عنقریب دے گا اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول بے شک ہم اللہ کی طرف رغبت کرنے والے ہیں۔ پھر فرمایا:

**انما الصدقت للفقراء والمسکین والعملین علیھا والمولفتہ قلوبھم و فی الرقاب والغرمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضتہ من اللہ واللہ علیم حکیم ○ (۱۳)**

"بیشک اموال زکوۃ صرف فقیروں اور مسکینوں کے لئے ہیں اور جو انہیں وصول کرنے پر مقرر کئے گئے اور جن کے دلوں کو اسلام سے مانوس کرنا مقصود ہو اور (غلامی سے) گردنیں آزاد کرانے میں اور قرض داروں کے لئے اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لئے' مقرر کئے ہوئے (صدقات) ہیں۔ اللہ کی طرف سے اور اللہ بہت جاننے والا بڑی حکمت والا ہے"

منافقین میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتے رہتے اور غلط قسم کا پروپیگنڈہ کرتے اور آپؐ کی طرف ایسی ایسی باتیں منسوب کرتے جو کہ پیغمبر خدا کے لئے تو درکنار ایک عام شریف آدمی کے لئے بھی مناسب نہ تھیں۔

آیت ربانی ملاحظہ ہو:

**ومنھم الذین یوذون النبی ویقولون ھو اذن قل اذن خیر لکم یومن باللہ و یومن للمئومنین ورحمتہ للذین امنوا منکم والذین یوذون رسول اللہ لھم عذاب الیم ○ (۱۴)**

"اور ان میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جو نبی کو ایذاء پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ تو کان (کے کچے) ہیں۔ فرما دیجئے! وہ ہر ایک کی بات سنتے ہیں تمہاری

بھلائی کے لئے یقین رکھتے ہیں اللہ پر اور یقین کرتے ہیں مسلمانوں کی بات کا اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو تم میں سے ایمان لائے اور جو لوگ اللہ کے رسولؐ کو اذیت پہنچاتے ہیں۔ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

بزدلی منافقین کی (ان کے) بال بال میں سرایت کر چکی تھی۔ وہ اپنے اندر اتنی جرات ہی نہ پاتے تھے کہ مسلمانوں کے بارے میں کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں بلکہ ان کی زندگی کا دارومدار جھوٹ' فریب اور مکاری پر ہی تھا۔ جھوٹ ان کی غذا بن چکی تھی۔

**یحلفون باللہ لکم لیرضوکم و اللہ و رسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مومنین○ الم یعلموا انہ من یحادد اللہ ورسولہ فان لہ نار جھنم خالدا فیھا ذلک الخزی العظیم○ (۱۵)**

"(اے مسلمانو!) وہ (منافق) تمہارے لئے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں۔ تاکہ تمہیں راضی کر لیں اللہ اور اس کے رسول کا حق زیادہ تھا کہ وہ (لوگ) انہیں راضی کرتے اگر وہ مومن ہوتے۔ کیا انہوں نے نہیں جانا کہ جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کی تو اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے۔ وہ اس پر ہمیشہ رہے گا۔ یہ بہت بری ذلت ہے۔

منافقوں کی اخروی انجام کے ساتھ ہی ان کی دنیاوی زندگی کی حقیقت بھی منکشف کر دی۔

**یحذر المنافقون ان تنزل علیھم سورۃ تنبھم بما فی قلوبھم قل استھزء وا ان اللہ مخرج ما تحذرون○ ولئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قل اباللہ وایتہ ورسولہ کنتم تستھزء ون○ لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم ان نعف عن طائفتہ منکم نعذب طائفتہ بانھم کانوا مجرمین○ المنفقون والمنفقت بعضھم من بعض یامرون بالمنکر و ینھون عن**

المعروف و یقبضون ایدیھم نسوا اللہ فنسیھم ان المنفقین ھم الفسقون○ وعد اللہ المنفقین والمنفقت والکفار نار جھنم خلدین فیھا ھی حسبھم ولعنھم اللہ ولھم عذاب مقیم○ (۲۱)

"منافق ڈرتے ہیں کہ مسلمانوں پر کوئی سورت نازل کر دی جائے جو انہیں اس چیز سے خبردار کر دے جو منافقوں کے دلوں میں ہے۔ آپ فرما دیں مذاق اڑاتے رہو۔ بے شک اللہ اس چیز کو ظاہر کرنے والا ہے جس کا تمہیں خوف ہے۔ اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ کہیں گے ہم تو صرف دل لگی اور کھیل کرتے تھے۔ فرما دیجئے! کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کا تم مذاق اڑاتے ہو؟ بہانے نہ بناؤ۔ بے شک تم کافر ہو گئے۔ اپنا ایمان ظاہر کرنے کے بعد اگر ہم تم میں سے بعض لوگوں کو معاف کر دیں تو بعض کو عذاب بھی ضرور دیں گے اس وجہ سے کہ وہ مجرم تھے۔ منافق مرد اور منافق عورتیں (نفاق میں) سب ایک جیسے ہیں برائی کرنے کو کہتے اور بھلائی سے روکتے اور اپنی مٹھی بند رکھتے ہیں۔ وہ اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے بھی انہیں (ان کے حال پر) چھوڑ دیا۔ بے شک منافقین ہی نافرمان ہیں۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے جہنم کا وعدہ فرمایا۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے وہ انہیں کافی ہے۔ اور اللہ نے ان پر لعنت فرمائی اور ان پر ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے"

پھر اللہ نے منافقوں سے قہری لہجے میں فرمایا:

کالذین من قبلکم کانوا اشد منکم قوۃ واکثر اموالا و اولادا فاستمتعوا بخلاقھم فاستمتعتم بخلاقکم کما استمتع الذین من قبلکم بخلاقھم وخضتم کالذی خاضوا اولئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرۃ و اولئک ھم الخسرون○ الم یاتھم نبا الذین من قبلھم قوم نوح و عاد و ثمود و قوم ابرھیم واصحب مدین والموتفکت اتتھم رسلھم

**بالبینت فما کان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون○ (۱۷)**

(منافقو! تم ایسے ہی ہو) جیسے تم سے پہلے لوگ وہ تم سے زیادہ طاقتور تھے اور مال و اولاد میں بھی تم سے زیادہ تھے انہوں نے اپنے حصے میں فائدہ اٹھایا تو تم نے بھی اپنے حصے سے فائدہ اٹھایا جیسے تم سے پہلے لوگوں نے اپنے حصے سے فائدہ اٹھایا (تھا) اور تم بے ہودہ کاموں میں پڑ گئے جیسے وہ پڑے تھے ان کے عمل بیکار ہو گئے دنیا میں اور آخرت میں اور وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

کیا ان کے پاس ان لوگوں کی خبر نہ پہنچی جو ان سے پہلے تھے نوح کے لوگوں کی اور عاد و ثمود کی اور ابراہیم کے لوگوں کی اور مدین والوں کی اور ان بستیوں (والوں) کی جو الٹ دی گئیں' ان کے رسول ان کے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے تو اللہ (کی شان کے لائق) نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ اپنی جانوں پر آپ ظلم کرتے ہیں۔

منافقین اپنے آپ کو مومن ظاہر کرتے تھے' اللہ نے فرمایا مومنین کے اوصاف اس آیت میں یوں بیان فرمائے:

**یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ ویطیعون اللہ ورسولہ اولئک سیرحمھم اللہ ان اللہ عزیز حکیم○ (۱۸)**

نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں وہی لوگ ہیں جن پر اللہ عنقریب رحم کرے گا بے شک اللہ بہت غلبہ والا بڑی حکمت والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منافقین سے بہترین سلوک تھا۔ آخر ان کی اس فطرت خبیثہ کی وجہ سے رب العزت نے اپنے نبی سے فرمایا:

**یایها النبی جاهد الکفار والمنفقین واغلظ علیهم وماوهم جهنم وبئس المصیر○ یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر و کفروا بعد اسلامهم و هموا بما لم ینالوا وما نقموا الا ان اغنهم اللہ ورسولہ من فضلہ فان یتوبوا یک خیرا لهم وان یتولوا یعذبهم اللہ عذابا الیما فی الدنیا و الاخرۃ وما لهم فی الارض من ولی ولا نصیر○ (۱۹)**

اے نبیؐ! جہاد کیجئے کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کیجئے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔ (منافق) اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے نہیں کہا اور بے شک انہوں نے کفر کی باتیں کہی ہیں اور اپنے اسلام کے بعد وہ کافر ہو گئے۔ اور انہوں نے اس چیز کا ارادہ کیا تھا۔ جو ان کو نہ ملی اور نہ برا لگا انہیں مگر یہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا تو اگر وہ توبہ کریں تو ان کے لئے بہتر ہو گا اور اگر روگردانی کریں تو اللہ انہیں دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دے گا اور ان کے لئے زمین میں کوئی حمایتی اور مددگار نہ ہو گا۔

آپؐ جنگی تیاریوں میں مصروف تھے اور منافقین اپنے گھروں میں بیٹھے خوشیاں منا رہے تھے۔ کبھی گرمی کی شدت کا شکوہ اور کبھی اپنے گھروں کے محفوظ نہ ہونے کا تذکرہ۔ اللہ نے اپنے حبیبؐ سے فرمایا ان منافقین کو بتا دو کہ جہنم کی گرمی اس گرمی سے کہیں زیادہ ہے۔

**فرح المخلفون بمقعدهم خلف رسول اللہ وکرهوا ان یجاهدوا باموالهم وانفسهم فی سبیل اللہ وقالوا لا تنفروا فی الحر قل نار جهنم اشد حرا لو کانوا یفقهون○ (۲۰)**

پیچھے رہ جانے والے (جنگ میں) رسول اللہ کے پیچھے بیٹھ رہنے سے خوش ہوئے اور انہوں نے ناپسند کیا اس بات کو کہ (کافروں سے) اپنے جان و مال کے

ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور انہوں نے کہا کہ اس گرمی میں نہ نکلو۔ فرما دیجئے دوزخ کی آگ سب سے زیادہ گرم ہے۔ کیا اچھا ہوتا اگر وہ سمجھتے۔

بعض دیہاتی لوگ بھی منافقین کی ڈگر پر چل پڑے اور انہوں نے اسی راستے کو اپنے لئے منتخب کر لیا۔ جیسا کہ قرآن حکیم بتاتا ہے:

**و جاء المعذرون من الاعراب لیؤذن لھم و قعد الذین کذبوا اللہ و رسولہ سیصیب الذین کفروا منھم عذاب الیم○ (۲۱)**

اور بہانہ بنانے والے دیہاتی آئے کہ انہیں رخصت دی جائے اور بیٹھ گئے وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا۔ عنقریب ان میں سے کفر کرنے والوں کو دردناک عذاب پہنچے گا۔

مسلمانوں کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

**لکن الرسول والذین امنوا معہ جاھدوا باموالھم وانفسھم (۲۲)**

لیکن رسول اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے انہوں نے (کافروں سے) اپنے مال و جان کے ساتھ جہاد کیا۔

وہ بے سرو سامان لوگ بھی میدان جہاد میں کودنے کے لئے تیار تھے جن کے پاس سواری تک نہ تھی ان کے لئے میدان جہاد تک پہنچنا ہی ممکن نہ تھا وہ رسول اللہ کے پاس آئے۔

**اذا ما اتوک لتحملھم قلت لا اجد ما احملکم علیہ تولوا واعینھم تفیض من الدمع حزنا الا یجدوا ما ینفقون○** (سورۃ توبہ ۔ ۹۲)

وہ آپ کے پاس جب اس لئے حاضر ہوئے کہ آپ انہیں (جہاد کے لئے) سواری دے دیں تو آپ نے فرمایا کہ میں وہ چیز نہیں پاتا جس پر تمہیں سوار کر دوں وہ اس حال میں لوٹے کہ ان کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ اس غم میں کہ وہ چیز نہیں پاتے اس چیز کو جسے وہ خرچ کریں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سواریاں مانگنے آئے تھے' وہ کہتے تھے مجھے میرے دوستوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سواریاں مانگنے کے لئے بھیجا۔ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپؐ غصہ میں تھے' مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ غصہ میں ہیں' میں نے سواریاں طلب کیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کی قسم میں انہیں کوئی سواری نہیں دے سکتا" مسلم میں ہے' "میرے پاس سواریاں نہیں ہیں کہ میں ان میں سے سواریاں دوں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ سن کر حضرت ابو موسیٰؓ غمزدہ حالت میں واپس چلے گئے۔ انہیں یہ بھی ڈر تھا کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر تو غصہ نہیں آیا (آپؐ ان سے تو ناراض نہیں ہیں) انہوں نے واپس جا کر اپنے دوستوں سے یہ واقعہ بیان کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ حضرت بلالؓ نے انہیں آواز دی۔ حضرت ابو موسیٰؓ حضرت بلالؓ کے پاس گئے۔ حضرت بلال نے ان سے کہا کہ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا رہے ہیں..... حضرت ابو موسیٰ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ دو اونٹ لے جاؤ' یہ دو اونٹ لے جاؤ' یہ دو اونٹ لے جاؤ" یہ اونٹ آپؐ نے اسی وقت حضرت سعدؓ سے خریدے تھے پھر آپؐ نے حضرت ابو موسیٰؓ سے فرمایا "اپنے دوستوں سے کہنا کہ یہ اونٹ تمہیں اللہ نے سواری کے لئے دیئے ہیں انہوں نے اپنے دوستوں سے جا کر یہ بات کہہ دی (پھر انہیں خیال آیا کہ وہ لوگ کہیں ان کو جھوٹا نہ سمجھیں اس لئے کہ ابھی تو انہوں نے یہ کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سواریاں نہیں ہیں اور اب یہ سواریاں انہیں لے جا کر دے رہے ہیں) انہوں نے اپنے دوستوں سے کہا "اللہ کی قسم میں تم کو اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک میں تم کو ان لوگوں کے پاس

نہ لے چلوں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکار کرتے ہوئے سنا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم میری بات کو جھوٹ سمجھو" دوستوں نے کہا "تم سچے ہو اور اگر تم تصدیق کرنا بہتر سمجھتے ہو تو ہم ایسا بھی کر لیں گے" الغرض حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ ان میں سے ایک آدمی کو لے کر ان لوگوں کے پاس پہنچے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکار کرتے ہوئے سنا تھا۔ ان لوگوں نے حضرت ابو موسیٰؓ کی تصدیق کی۔ (۲۲)

کچھ دیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال غنیمت کے کچھ اور اونٹ آ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان میں سے پانچ اونٹ ابو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کو دے دیئے جائیں، حکم کی تعمیل میں پانچ اونٹ انہیں دے دیئے گئے۔ جب وہ اونٹ لے کر چلے گئے تو انہیں خیال آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ نہ دینے کی قسم کھائی تھی۔ ہم نے آپؐ کو قسم یاد نہ دلائی۔ ایسی صورت میں ہم کبھی بھی فلاح نہیں پا سکتے۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور حضرت ابو موسیٰؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں قسم یاد دلانے کے لئے روانہ کیا۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "اے اللہ کے رسول، آپؐ نے قسم کھائی تھی کہ آپؐ ہمیں سواری نہ دیں گے، پھر آپؐ نے ہمیں سواری دے دی" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (میں نے قسم کھائی تھی) لیکن جب میں کسی بات پر قسم کھا لیتا ہوں اور پھر کسی دوسری بات کو اس سے زیادہ مناسب سمجھتا ہوں تو زیادہ مناسب بات کو اختیار کر لیتا ہوں اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں" (۲۳)

تمام تیاریاں مکمل کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو

مدینہ میں چھوڑ دیا۔ حضرت علیؓ نے عرض کی "آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (تسلی دیتے ہوئے) فرمایا "کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون تھے (یعنی جس طرح موسیٰ علیہ السلام ہارون علیہ السلام کو چھوڑ کر کوہ طور پر چلے گئے تھے۔ اسی طرح میں بھی تمہیں اس عارضی غیر حاضری میں چھوڑ کر جا رہا ہوں) ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا" (۲۵)

حضرت کعب بن مالک اس جہاد میں شریک نہ ہو سکے وہ خود بیان کرتے ہیں کہ اس سے پہلے میں کبھی اتنا قوی اور اتنا فارغ البال نہیں تھا۔ اللہ کی قسم اس سے پہلے کسی بھی لڑائی میں میں نے اپنے لئے دو سواریاں جمع نہ کی تھیں۔ اس لڑائی میں میں نے دو سواریاں تیار کر رکھی تھیں (اور شریک جہاد ہونے کا پختہ ارادہ تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عموماً" یہ طریقہ تھا کہ جب آپ کسی جنگ کے لئے تشریف لے جاتے تو اس کو صراحتاً" ظاہر نہ فرماتے بلکہ دوسری لڑائی کے ضمن میں اس کا بھی ذکر فرما دیتے۔ لیکن اس لڑائی میں کیونکہ منزل بہت دور تھی' دور دراز کا سفر تھا' سخت گرمی کا موسم تھا اور کفار کی تعداد بہت زیادہ تھی' مسلمان سمجھ چکے تھے کہ ان کا مقابلہ کثیر تعداد فوجوں سے ہو گا لہٰذا آپ نے بھی صاف بتا دیا کہ کس سے مقابلہ ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان بھی کثیر تعداد میں تھے مسلم میں ہے "ان کی تعداد دس ہزار سے زائد تھی" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حاضری کا کوئی (باقاعدہ) رجسٹر نہیں ہوتا تھا اور نہ حاضری رجسٹر کی چنداں ضرورت تھی کیونکہ ہر شخص سمجھتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر بات بذریعہ وحی معلوم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا کوشش کرتا تھا کہ غیر حاضر نہ رہے (ورنہ اس کی غیر حاضری کا علم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی ہو جائے گا) حضرت کعبؓ فرماتے ہیں "تمام مسلمانوں نے جنگ کی تیاری مکمل کر لی اور میں کاہلی سے کام لیتا رہا۔ میں یہ سمجھتا تھا جب چاہوں گا تیاری کر لوں گا' میں اس پر قادر ہوں' میں آج کل' آج کل کرتا رہا یہاں تک کہ کافی وقت گزر گیا۔ درختوں پر بہار آرہی تھی' پھل پختہ ہو چکے تھے' یہی چیزیں میری توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھیں (اور میں ان میں الجھ کے رہ گیا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار سے مقابلہ کی جلدی تھی۔ لہٰذا آپؐ مزید انتظار کئے بغیر جمعرات کے دن بوقت صبح مدینہ منورہ سے روانہ ہو گئے۔ حضرت کعب بن مالک نے ابھی تک کوئی سامان نہ کیا تھا۔ انہوں نے سوچا کہ سامان مہیا کر کے ایک دن بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راستہ میں جا ملوں گا لہٰذا وہ آپؐ کے ساتھ روانہ نہ ہوئے' لیکن پھر وہ آج کل آج کل کرتے رہے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ بڑی تیزی کے ساتھ سفر کرتے ہوئے تبوک کے مقام پر پہنچ گئے..... حضرت کعب فرماتے ہیں "میں نے قصد کیا اب بھی روانہ ہو جاؤں اور کاش میں چل دیتا تو کتنا اچھا ہوتا لیکن (افسوس یہ جہاد) میری قسمت میں نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد جب میں گھر سے نکلتا تو منافقوں اور معذوروں سے ملاقات ہوتی (اور کوئی نظر نہ آتا) مجھے اس بات سے سخت صدمہ ہوتا تھا۔ (۲۶)

دوران سفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام حجر سے گزرے جہاں قوم ثمود رہتی تھی آپؐ وہاں اترے' آپؐ نے حکم دیا کہ اس عذاب زدہ علاقہ کے کنویں کا پانی نہ بھریں اور نہ یہاں کا پانی پئیں۔ لوگوں نے کہا "ہم نے تو پانی بھر لیا اور اس سے آٹا بھی گوندھ لیا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آٹا پھینک دو اور پانی بہا دو اور صرف اس کنویں سے پانی بھرو جس کنویں سے

(حضرت صالح علیہ السلام کی) اونٹنی پانی پیتی تھی" پھر آپ نے حکم دیا کہ عذاب سے ہلاک کردہ لوگوں کی بستی میں داخل نہ ہوں مگر اس حال میں کہ رو رہے ہوں اور اگر رونا نہ آئے تو داخل نہ ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ جو عذاب ان پر نازل ہوا تھا ان پر نازل ہو جائے" مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر سے اپنا سر ڈھانک لیا (اپنی سواری پر سوار ہوئے) اور اس کو تیزی کے ساتھ چلاتے ہوئے اس (معذب) وادی سے جلدی سے گزر گئے۔ (۲۷)

راستہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی القریٰ سے گزرے۔ وہاں آپ کو ایک عورت ملی جو اپنے باغ میں تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا "اس باغ کے پھلوں کا اندازہ لگاؤ" مسلم میں ہے (صحابہؓ نے اندازہ لگایا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اندازہ لگایا) آپ کے اندازہ میں وہ پھل وزن میں دس وسق تقریباً پچاس من تھے۔ پھر آپ نے اس عورت سے فرمایا "جب پھل اتریں تو ان کی ناپ (تول) کر لینا" (۲۸)

سفر جاری تھا' دوران سفر ایک دن (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا) آپ کے لئے خیمہ لگایا گیا آپ اس پر تشریف لے گئے۔ آپ نے ظہر کی نماز میں تاخیر کی' پھر آپ خیمہ سے باہر تشریف لائے اور ظہر اور عصر کو ملا کر ادا کیا۔ پھر آپ خیمہ میں تشریف لے گئے' کچھ عرصہ بعد یعنی (کافی دیر بعد) آپ تشریف لائے اور مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھا۔ نماز کے بعد آپ نے فرمایا "کل تم ان شاء اللہ تبوک کے چشمہ پر پہنچ جاؤ گے' لیکن دن نکلنے سے پہلے نہیں پہنچ سکتے (جب تم وہاں پہنچو تو) تم میں سے کوئی شخص بھی جو چشمہ کے پاس جائے تو اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے' جب تک میں وہاں نہ پہنچ جاؤں" الغرض دوسرے دن مسلمان اس چشمہ پر پہنچ گئے۔ ان میں سے دو آدمی باقی تمام لوگوں سے پہلے وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے پانی کو ہاتھ لگایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان دونوں آدمیوں سے پوچھا کیا تم نے چشمہ کے پانی کو ہاتھ لگا لیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ملامت کی انہوں نے کہا جی ہاں' اور جو کچھ اللہ نے چاہا آپ نے کہا۔ چشمہ میں جوتی کے تسمے کے برابر پانی تھا۔ جو بہت آہستہ آہستہ بہہ رہا تھا۔ لوگوں نے چلوؤں سے تھوڑا تھوڑا پانی لے کر ایک برتن میں جمع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک اور ہاتھ اس میں دھوئے۔ پھر وہ پانی چشمے میں ڈال دیا گیا۔ پانی ڈالتے ہی چشمہ جوش مارنے لگا یہاں تک کہ لوگوں نے (آدمیوں اور جانوروں کو) پانی پلایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے معاذ! اگر تمہاری زندگی رہی تو تم دیکھو گے کہ اس (چشمہ) کا پانی باغوں کو سیراب کرے گا" (۲۹)

تبوک کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا (اور دشمن کا انتظار کرنے لگے) ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آج رات کو سخت آندھی آئے گی لہذا تم میں سے کوئی شخص کھڑا نہ ہو' جس کے پاس اونٹ ہو اسے چاہئے کہ اسے باندھ دے" صحابہ کرامؓ نے حکم کی تعمیل کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق رات کو سخت آندھی آئی ایک شخص (اتفاق سے) کھڑا ہو گیا۔ ہوا نے اسے اڑا کر طئی پہاڑ پر پھینک دیا۔ (۳۰)

ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک ہی میں قیام فرما تھے کہ آپؐ سے کسی نے پوچھا "سترہ کتنا اونچا ہونا چاہئے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر" (یعنی تقریباً ۲۶ سینٹی میٹر)

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

**هو الذی انزل علیک الکتب منه ایت محکمت هن ام الکتب واخر متشبهت فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله وما یعلم تاویله الا الله والرسخون فی العلم یقولون امنا به**

**کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب (۳۱)**

اس آیت کی تلاوت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑتے ہیں (تو سمجھ لو کہ) وہ وہی لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) کیا ہے۔ ایسے لوگوں سے بچتے رہنا۔ (۳۲) (یہ لوگ اس قابل نہیں کہ ان کی صحبت میں رہا جائے)

راستہ میں کہیں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعبؓ کا ذکر نہیں کیا۔ البتہ تبوک کے قیام کے دوران ایک دن جبکہ آپؐ صحابہ کرامؓ کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا "یہ کعبؓ نے کیا کیا کہ (جہاد کے لئے) نہ آئے" قبیلہ بنو مسلمہ کے ایک شخص نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ" دولت اور تکبر نے انہیں آنے سے باز رکھا" حضرت معاذ بن جبلؓ نے کہا "اے شخص بہت بری بات کہی" پھر رسول اللہؐ سے عرض کیا "اے اللہ کے رسول' اللہ کی قسم ہم ان کے متعلق سوائے بہتری کے اور کچھ نہیں جانتے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ (۳۳)

اتنے میں ایک سفید پوش آدمی دور سے ریگستان میں آتا ہوا نظر آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو خیثمہؓ ہوں گے" جب وہ واپس آئے تو معلوم ہو اکہ وہ واقعی ابو خیثمہ انصاری ہی ہیں۔ (۳۴)

اثناء قیام میں کچھ دن بعد زاد راہ ختم ہو گیا لوگ فاقہ کی تکلیف میں مبتلا ہو گئے حتیٰ کہ کھجور کی گھٹلیاں چوستے اور پانی پی لیتے۔ جب فاقہ کی تکلیف زیادہ ہو گئی تو لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اگر آپؐ اجازت دیں تو ہم اپنے اونٹ نحر کر لیں۔ رسولؐ نے اجازت دے دی۔ حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "اے رسول خدا اگر ایسا کیا گیا تو سواریاں کم ہو جائیں گی۔ ایسا کیجئے کہ باقی بچا ہوا زاد

راہ منگوا لیجئے اور برکت کی دعا فرمایئے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اچھا" پھر آپؐ نے ایک دسترخوان منگوایا' پھر آپؐ نے اس کو بچھایا۔ پھر آپؐ نے حکم دیا کہ باقی ماندہ زاد راہ لے آؤ۔ حکم کی تعمیل میں ایک مٹھی جوار لایا۔ کوئی ایک مٹھی جو لایا' کوئی ایک مٹھی کھجور اور کوئی روٹی کے ٹکڑے لایا۔ یہاں تک کہ تھوڑا سا کھانا جمع ہو گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا کی۔ پھر فرمایا "اپنے اپنے برتن بھر لو" لوگوں نے برتن بھرنے شروع کئے حتیٰ کہ پورے لشکر میں جتنے برتن تھے سب بھر لئے پھر سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور کھانا پھر بھی بچ گیا۔ رسولؐ نے فرمایا "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ (کارساز مددگار)' حاکم و معبود' برکت دینے والا اور تنگی کرنے والا نہیں۔ اور (میں گواہی دیتا ہوں) کہ بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو شخص بغیر شک کے ان دونوں کلمات کے ساتھ اللہ سے ملے گا وہ جنت میں داخل ہونے سے نہیں روکا جائے گا۔ (۳۵)

حضرت یعلی بن امیہ کا ایک مزدور بھی اس سفر میں شریک تھا اس کی ایک شخص سے لڑائی ہو گئی۔ ان میں سے ایک شخص نے دوسرے شخص کی انگلی کو دانتوں سے کاٹا اس شخص نے اپنی انگلی کو کھینچ کر باہر نکالا تو (انگلی کاٹنے والے) شخص کے دانت گر پڑے۔ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور آپؐ سے شکایت کی (اور قصاص دانت کا مطالبہ کیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دانت کا قصاص نہ دلوایا۔ آپؐ نے فرمایا "کیا وہ اپنی انگلی تمہارے منہ میں رہنے دیتا کہ اسے اونٹ کی طرح چبا ڈالتے۔ (۳۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے اتنے میں حضرت عوف بن مالک خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا قیامت سے پہلے یہ سات باتیں ضرور ہوں گی انہیں شمار کر لو۔ (سب سے پہلے) میری

موت پھر بیت المقدس کی فتح پھر موتان کی بیماری تم لوگوں میں اس طرح پھیل جائے گی جس طرح بکریوں میں عکاس نامی بیماری پھیلتی ہے پھر مال کی کثرت اتنی ہو جائے گی کہ اگر کسی شخص کو سو اشرفیاں دی جائیں پھر بھی وہ ناخوش ہی رہے گا۔ پھر ایک فتنہ اٹھے گا اور عرب کا کوئی گھر ایسا نہ بچے گا کہ جس میں وہ داخل نہ ہو۔ پھر تمہارے اور رومیوں کے درمیان ایک صلح ہو گی۔ رومی بدعہدی کریں گے اور اسی جھنڈوں کے ساتھ ہمارے مقابلہ کو آئیں گے ہر جھنڈے کے ساتھ ۱۲۰۰۰ (بارہ ہزار) آدمی ہوں گے"

ایک دن رسولؐ قبل نماز فجر قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت آپؐ موزے پہنے ہوئے تھے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ ایک لوٹا لے کر آپؐ کے ساتھ روانہ ہوئے (قضائے حاجت کے بعد) رسول اللہؐ نے وضو کیا۔ حضرت مغیرہ پانی ڈالتے جا رہے تھے۔ رسولؐ نے تین دفعہ دونوں ہاتھوں کو دھویا۔ منہ دھونے کے بعد آپ نے کلائیاں دھونے کا ارادہ کیا تو معلوم ہوا کہ جبہ کی آستینیں بہت تنگ ہیں۔ آپؐ نے ہاتھوں کو جبہ کے نیچے سے نکالا۔ پھر ان کو دھویا (پیروں کو دھونے کی بجائے) آپؐ نے موزوں پر مسح کیا۔ وضو کرنے کے بعد آپؐ واپس تشریف لائے اسی اثنا میں لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو امام بنا کر نماز شروع کر دی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے تو حضرت مغیرہ بن شعبہ حضرت عبدالرحمان کو پیچھے ہٹانے کا ارادہ کیا تو رسولؐ نے فرمایا رہنے دو یہ کہہ کر رسول نماز میں داخل ہو گئے۔ آپؐ کو جماعت کے ساتھ صرف ایک رکعت ملی۔ جب حضرت عبدالرحمٰنؓ نے سلام پھیرا تو رسولؐ کھڑے ہو گئے اور نماز پوری کر لی (نماز کے بعد جب لوگوں نے رسول اللہؐ کو بحیثیت مقتدی نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا) تو بہت خوفزدہ ہو گئے اور کثرت سے تسبیح پڑھنے لگے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو فرمایا "تم نے

اچھا کیا" (۳۸)

ابھی آپؐ مقام تبوک میں قیام فرما تھے مسلم کے الفاظ میں (کہ آپؐ کی خدمت اقدس میں ایلہ کے بادشاہ ابن علماء کا قاصد حاضر ہوا۔ یہ قاصد بادشاہ ایلہ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام خط لے کر آیا تھا) اسی قاصد کے ہمراہ ایلہ کے بادشاہ نے رسول اللہ کو ایک سفید خچر اور ایک چادر ہدیتہ" بھیجی۔ مسلم کے الفاظ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خط کا جواب لکھا) ایک چادر تحفہ میں روانہ کی اور اس کو اس کے ملک پر برقرار رکھا۔ (۳۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے اس بات سے مدد دی گئی ہے کہ ایک مہینہ کی مسافت سے (دشمن پر) میرا رعب پڑتا ہے" (۴۰) (الغرض دشمن مرعوب ہو کر مقابلہ کے لئے نہ آیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دن تبوک میں قیام فرمانے کے بعد مدینہ منورہ واپس ہوئے۔

واپسی پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی القری سے گزرے تو باغ والی عورت سے آپؐ نے پوچھا کہ تمہارے باغ میں کس قدر پھل نکلا' اس نے کہا "دس وسق یعنی اسی قدر کہ جس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندازہ لگایا۔ پھر آپؐ نے فرمایا "میں مدینہ جلدی جانا چاہتا ہوں۔ جو شخص میرے ساتھ جلدی جانا چاہے وہ جلدی کرے" (۴۱) (پھر آپؐ تیزی کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ ہوئے)

ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے راستہ میں ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے حال سے آپؐ کو آگاہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

**یعتذرون الیکم اذا رجعتم الیھم قل لا تعتذروا لن نومن لکم قد نبانا اللہ من اخبارکم و سیری اللہ عملکم ورسولہ ثم تردون الی علم الغیب**

والشهادة فينبكم بما كنتم تعملون○ سيحلفون بالله لكم اذا انقلبتم اليهم لتعرضوا عنهم فاعرضوا عنهم انهم رجس و ماوهم جهنم جزاء بما كانوا يكسبون○ يحلفون لكم لترضوا عنهم فان ترضوا عنهم فان الله لا يرضى عن القوم الفسقين○ الاعراب اشد كفرا ونفاقا واجدر الا يعلموا حدود ما انزل الله على رسوله والله عليم حكيم○ ومن الاعراب من يتخذ ما ينفق مغرما ويتربص بكم الدوائر عليهم دائرة السوء والله سميع عليم○ ومن الاعراب من يومن بالله واليوم الاخر ويتخذ ما ينفق قربت عند الله وصلوت الرسول الا انها قربة لهم سيدخلهم الله في رحمته ان الله غفور رحيم○ (۴۲)

"وہ تمہارے سامنے بہانے بنائیں گے جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ آپؐ فرما دیں تم کوئی بہانہ نہ بناؤ' ہم تمہاری بات کا ہرگز یقین نہ کریں گے اللہ نے تمہارے حالات سے ہمیں باخبر کر دیا ہے اور اب اللہ تمہارے کام دیکھے گا اور اس کے رسولؐ پھر تم لوٹائے جاؤ گے اس کی طرف' جو ہر پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا ہے وہ تمہیں بتائے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔ اب وہ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے جب تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے تاکہ ان کی بداعمالیوں سے تم نظر ہٹائے رکھو تو (اے مسلمانو) تم ان کی طرف التفات نہ کرو بے شک وہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ یہ سزا ہے ان کی جو وہ کرتے تھے وہ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اگر تم ان سے راضی ہو (بھی) جاؤ تو بے شک اللہ راضی نہ ہو گا نافرمانی کرنے والے لوگوں سے دیہاتی (منافق) کفر اور نفاق میں بہت زیادہ سخت ہیں اور اپنی شدت کفر و نفاق کے باعث' اسی لائق ہیں کہ احکام شرعیہ سے جاہل رہیں جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل فرمائے اور اللہ بہت جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے اور

بعض دیہاتی وہ ہیں جو تاوان ٹھہراتے ہیں اس چیز کو وہ جسے وہ خرچ کرتے ہیں اور تم پر زمانہ کی گردشوں کے منتظر ہیں۔ بڑی گردش انہی پر (مسلط) ہے اور اللہ بہت سننے والا بہت جاننے والا ہے اور دیہاتیوں میں سے بعض وہ ہیں جو اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہیں اور اپنے خرچ کرنے کو اسباب قرب الٰہی اور رسول کی دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھتے ہیں خبردار! بے شک وہ ان کے لئے قرب الٰہی کا سبب ہے۔ عنقریب اللہ انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا بے شک اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ اچھا ہوا یہ منافقین تمہارے ساتھ جہاد کے لئے نہیں گئے۔

**ولکن کرہ اللہ انبعاثھم فثبطھم و قیل اقعدوا مع القعدین○ لو خرجوا فیکم ما زادوکم الا خبالا ولا اوضعوا خللکم یبغونکم الفتنۃ وفیکم سمعون لھم واللہ علیم بالظلمین○ لقد ابتغوا الفتنۃ من قبل وقلبوا لک الامور حتی جاء الحق وظھر امر اللہ وھم کرھون○ (۴۳)**

اور اگر وہ نکلنا چاہتے تو اس کے لئے سامان کی تیاری کرتے لیکن اللہ نے ان کے اٹھنے کو ناپسند فرمایا تو انہیں پست ہمت کر دیا اور کہدیا گیا کہ تم بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو اور اگر تم میں (شامل ہو کر) نکلتے تو تمہارے لئے فساد ہی کو زیادہ کرتے اور تمہارے درمیان (جھوٹی افواہیں پھیلانے میں) تیزی سے دوڑ دھوپ کرتے تم میں فتنہ ڈالنے کے لئے اور تم میں ان کے جاسوس موجود ہیں۔ اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ بے شک انہوں نے پہلے بھی فتنہ پھیلانے کی کوشش کی اور انہوں نے آپ کے لئے کئی تدبیروں کو پلٹا یہاں تک کہ حق آیا اور اللہ کا حکم غالب ہوا اور وہ اس کو ناپسند کرتے رہے۔

اسی زمانہ میں منافقین نے ایک اور سازش تیار کی وہ سازش یہ تھی:

**والذین اتخذوا مسجدا ضرارا و کفرا و تفریقا بین المومنین و ارصادا لمن حارب اللہ و رسولہ من قبل○ (۴۴)**

اور وہ لوگ جنھوں نے مسجد بنائی ضرر پہنچانے کفر کرنے اور مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے اور کمین گاہ بنانے کے لئے اس شخص کو جو پہلے سے جنگ کر رہا ہے اللہ اور اس کے رسول سے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس سازش سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

**و لیحلفن ان اردنا الا الحسنی واللہ یشھد انھم لکذبون○ لا تقم فیہ ابدا لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیہ فیہ رجال یحبون ان یتطھروا واللہ یحب المطھرین○ افمن اسس بنیانہ علی تقوی من اللہ ورضوان خیر ام من اسس بنیانہ علی شفا جرف ھار فانھار بہ فی نار جھنم واللہ لا یھدی القوم الظالمین○ لا یزال بنیانھم الذی بنوا ریبۃ فی قلوبھم الا ان تقطع قلوبھم واللہ علیم حکیم○ (۴۵)**

اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے بھلائی کے سوا کسی چیز کا ارادہ نہیں کیا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک وہ ضرور جھوٹے ہیں۔ آپ اس مسجد میں کبھی کھڑے نہ ہوں البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ اس لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس میں ایسے لوگ ہیں جو خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاک ہونے والوں کو پسند فرماتا ہے تو کیا جس نے اللہ سے ڈرنے اور اس کی رضا پر اپنی عمارت (مسجد) کی بنیاد قائم کی وہ اچھا ہے یا وہ شخص جس نے ایسے گڑھے کے کنارے پر اپنی عمارت کی بنیاد رکھی جو گرنے کے قریب ہے تو وہ اسے لے کر جہنم کی آگ میں گر پڑا اور ظلم کرنے والی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ ان کی وہ عمارت جو انہوں نے بنائی (گرنے کے) شک و شبہ کی وجہ سے ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی مگر یہ کہ

ان کے دل پارہ پارہ ہو جائیں اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے"

حضرت کعب بن مالک کو جب یہ خبر ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لا رہے ہیں تو ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ کوئی ایسا حیلہ سوچنا چاہئے جس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خفگی سے بچ جائیں۔ انہوں نے اس سلسلہ میں اپنے گھر کے ذی عقل لوگوں سے بھی مشورہ لیا (لیکن وہ کوئی فیصلہ نہ کر سکے) پھر جب انہیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے بالکل قریب پہنچ چکے ہیں تو یہ خیال بالکل ان کے دل سے جاتا رہا (انہوں نے حیلہ بنانے کا خیال ترک کر دیا) انہیں یقین ہو گیا کہ جھوٹ بول کر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ سے نہیں بچ سکتے لہٰذا انہوں نے قطعی طور پر فیصلہ کر لیا وہ سچ ہی بولیں گے۔ (خواہ اس کا انجام کچھ ہی ہو) (۴۶)

حضرت سائبؓ اور دوسرے بچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے مدینہ منورہ سے باہر گئے اور ثنیتہ الوداع کی گھاٹی پر آپؐ سے ملاقات کی۔ (۴۷)

صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ سب سے پہلے آپؐ مسجد میں تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز ادا کی پھر لوگوں سے ملنے کے لئے مسجد نبوی میں بیٹھ گئے۔ منافقین بھی آئے اور جیسا کہ اللہ نے پہلے ہی بتا دیا تھا۔ عدم شرکت کے لئے اپنے عذر پیش کرنے لگے اور قسمیں کھا کھا کر اپنی مجبوری کا اظہار کیا۔ ان لوگوں کی تعداد اسی سے کچھ زیادہ تھی۔ رسول اکرمؐ نے ان کے عذر قبول فرمائے۔ ان سے (از سر نو) بیعت لی اور (ان کی ظاہری توبہ پر) ان کے لئے مغفرت کی دعا مانگی اور ان کے دل کے بھیدوں کو اللہ کے سپرد کیا۔ (۴۸)

ان منافقین میں پندرہ آدمی عقبہ والے کہلاتے ہیں۔ ان میں سے تین

آدمیوں نے یہ عذر کیا ہم نے منادی کی آواز نہیں سنی اور نہ ہمیں یہ معلوم ہو سکا کہ لوگوں کا کیا ارادہ ہے؟ (یعنی ہمیں جنگ میں جانے کی کوئی اطلاع نہیں ملی لہٰذا ہمیں معذور سمجھا جائے۔ (۴۹)اللہ نے فرمایا:

**و قل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمومنون وستردون الی علم الغیب و الشھادۃ فینبئکم بما کنتم تعملون○ (۵۰)**

اور فرما دیجئے' تم عمل کرتے رہو تو عنقریب اللہ تمہارے عمل کو دیکھ لے گا اور اس کا رسول اور ایمان والے اور عنقریب تم لوٹائے جاؤ گے اس کی طرف جو ہر پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا ہے۔ تو وہ تمہیں خبر دے گا ان سب کاموں کی جو تم کرتے تھے۔

**واخرون مرجون لامر اللہ اما یعذبھم واما یتوب علیھم واللہ علیم حکیم ○(۵۱)**

"اور (کچھ) دوسرے ہیں جو موخر کئے گئے اللہ کا حکم آنے تک' چاہے تو انہیں عذاب دے یا ان پر رجوع برحمت ہو اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے"

حضرت کعبؓ بن مالک بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور السلام علیکم کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے' آپؐ کے چہرہ سے خفگی کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا "یہاں آؤ" حضرت کعبؓ سامنے جا کر بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم جنگ میں کیوں شریک نہیں ہوئے؟ کیا تم نے سواری نہیں خریدی؟ حضرت کعبؓ نے عرض کیا جی ہاں میں نے سواری خرید لی تھی" پھر کہا "اے اللہ کے رسول اللہ کی قسم! اگر میں دنیا والوں میں سے آپؐ کے علاوہ کسی اور کے پاس (جوابدہی کے لئے) بیٹھا ہوتا تو میں ضرور کسی نہ کسی بہانے سے اس کے غصہ سے اپنے آپ کو

بچا لیتا۔ اللہ کی قسم! مجھے بحث کرنے کا خوب ملکہ ہے لیکن اللہ کی قسم! میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں جھوٹ بول کر آج آپؐ کو راضی بھی کر لوں تو عنقریب اللہؐ آپؐ کو (پھر) مجھ سے ناراض کر دے گا اور اگر میں سچ سچ کہہ دوں تو آپؐ مجھ سے اس وقت تو ناراض ہو جائیں گے (لیکن پھر عنقریب مجھ سے خوش ہو جائیں گے کیونکہ) میں اس معاملہ میں اللہ سے معافی کی امید رکھتا ہوں۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے کوئی عذر نہیں تھا۔ اللہ کی قسم! میں ایسا قوی اور فارغ البال بھی کبھی نہیں تھا جتنا کہ اس موقع پر (تھا)"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انہوں نے بالکل سچ سچ کہہ دیا" پھر آپ نے حضرت کعبؓ سے فرمایا تم جاؤ' یہاں تک کہ اللہ تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ کرے" حضرت کعب اٹھ کر چلے قبیلہ بنو سلمہ کے کچھ لوگ بھی اٹھ کر ان کے ساتھ چلے۔ راستہ میں وہ حضرت کعبؓ سے کہنے لگے "اللہ کی قسم ہمیں تو علم نہیں کہ اس سے پہلے تم نے کبھی کوئی گناہ کیا ہے۔ جس طرح منافقین نے عذر پیش کیا۔ اسی طرح عذر پیش کرنے سے تم عاجز تھے؟ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ اس گناہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے مغفرت کافی ہو گی" غرض یہ کہ یہ لوگ انہیں برابر ملامت کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے چاہا کہ واپس جا کر تکذیب کر دیں (یعنی یہ کہیں کہ جو پہلے کہا تھا وہ صحیح نہیں تھا انہیں یہ وسوسہ آہی رہا تھا کہ اسی دوران) انہوں نے پوچھا "کیا اس حال میں کوئی اور میرا شریک ہے؟ ان لوگوں نے کہا "ہاں دو شخص اور ہیں جنہوں نے وہی کہا ہے جو تم نے کہا ہے اور ان سے بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی فرمایا ہے جو تم سے فرمایا ہے" حضرت کعبؓ نے پوچھا "وہ دونوں کون ہیں" انہوں نے کہا "حرارہ بن ربیع عمری اور بلال بن امیہ واقفی" یہ سن کر حضرت کعب نے سوچا یہ دونوں بڑے صالح آدمی ہیں' جنگ بدر میں شریک ہو چکے ہیں' ان کے رویہ میں

میرے لئے بڑا اچھا نمونہ ہے (ان کے ہی طریقہ پر مجھے سچائی پر قائم رہنا چاہئے) اس کے بعد وہ لوگوں سے آگے نکل گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ان تینوں سے بات کرنے کی ممانعت کر دی۔ ممانعت کے بعد تمام مسلمان ان سے دور رہنے لگے اور بالکل ایسے ہو گئے گویا ان سے شناسائی ہی نہیں تھی۔ حضرت مرارہؓ اور حضرت بلالؓ دونوں نے اپنے گھروں سے نکلنا بند کر دیا۔ انہوں نے (رات دن) رونا شروع کر دیا۔ حضرت کعبؓ اپنی قوم کے ایک نوجوان اور طاقتور آدمی تھے لہٰذا وہ برابر مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے (مسجد) آتے رہے اور بازار میں بھی آتے جاتے تھے لیکن ان سے کوئی بات نہ کرتا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھی حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد اپنی (نماز کی) جگہ بیٹھے ہوتے وہ آتے اور آپ کو سلام کرتے اور یہ دیکھتے رہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سلام کا جواب دینے میں اپنے ہونٹ ہلائے یا نہیں۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہی نماز پڑھنے لگتے اور کن انکھیوں سے آپؐ کی طرف دیکھتے (کہ آپ ان کی طرف دیکھتے ہیں یا نہیں) حضرت کعبؓ کہتے ہیں کہ "جب میں نماز میں ہوتا تو آپؐ میری طرف متوجہ ہوتے اور جب میں نماز پڑھ کر آپ کی طرف دیکھتا تو منہ پھیر لیتے" حضرت کعب کہتے ہیں کہ جب مسلمانوں کی ترش روئی نے طول کھینچا تو ایک دن میں اپنے چچا زاد بھائی قتادہ کی دیوار پر چڑھ گیا وہ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھے میں نے ان کو سلام کیا لیکن اللہ کی قسم انہوں نے مجھے جواب نہ دیا۔ میں نے کہا اے ابو قتادہ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں؟ وہ خاموش رہے۔ میں نے پھر قسم دے کر پوچھا' وہ پھر خاموش رہے میں نے پھر قسم دے کر پوچھا وہ پھر خاموش رہے۔ میں نے پھر قسم دے کر پوچھا تو کہا

دل اپنی جگہ سے ہل جائیں پھر وہ ان پر رجوع برحمت ہوا بے شک وہ ان پر نہایت مہربان بے حد رحم فرمانے والا ہے۔ اور (اللہ رجوع برحمت ہوا) ان تین پر (بھی) جو موخر رکھے گئے تھے یہاں تک کہ زمین اپنی فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی اور ان کی جانیں (بھی) ان پر تنگ ہو گئیں اور انہوں نے یقین کر لیا کوئی پناہ نہیں اللہ سے مگر اسی کی طرف پھر ان پر رجوع برحمت ہوا تاکہ وہ تائب (ہی) رہیں بے شک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

جس رات کو یہ وحی نازل ہوئی اس رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ کے ہاں تھے۔ حضرت ام سلمہؓ حضرت کعبؓ کے حق میں بہت اچھی تھیں' وہ اکثر ان کے حق میں سفارش کرتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہؓ سے فرمایا "کعب کی توبہ قبول ہو گئی" یہ سنتے ہی حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا "کیا میں ان کے پاس کسی آدمی کو بھیج دوں جو انہیں خوشخبری سنائے؟ رسول اللہؐ نے فرمایا "لوگوں کا اژدھام ہو جائے گا اور پھر تمہیں کوئی سونے بھی نہ دے گا"

صبح کو نماز کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اطلاع دی کہ ان تینوں پر اللہ کی مہربانی ہو گئی (ان کی توبہ قبول ہو گئی) یہ خوشخبری سن کر لوگ جوق در جوق ان تینوں کے ہاں بشارت دینے کے لئے روانہ ہوئے۔ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہو کر تیزی سے اسے دوڑاتا ہوا روانہ ہوا۔ وہ بلند آواز سے بشارت دیتا چلا جا رہا تھا۔ قبیلہ اسلم کا ایک شخص دوڑ کر کوہ سلع پر چڑھ گیا اور بلند آواز سے کہنے لگا "اے کعبؓ بن مالک تمہیں مبارک ہو" اس شخص کی آواز گھوڑے سے زیادہ تیز تھی۔ حضرت کعبؓ اس وقت فجر کی نماز پڑھ کر اپنے گھر کی چھت پہ بیٹھے ہوئے تھے' ان کی وہی حالت تھی جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان کی ہے۔ انہیں اپنی زندگی بار (بوجھ) معلوم ہوتی تھی' زمین باوجود فراخی کے

ان پر تنگ ہو چکی تھی۔ حضرت کعبؓ نے کوہ سلع سے آنے والی آواز سنی تو سمجھ گئے کہ ان کی توبہ قبول ہو گئی۔ اور تنگی دور ہو گئی۔ فوراً سجدہ میں گر پڑے (اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا)

اتنے میں لوگ ان کے پاس آنے شروع ہو گئے۔ جب وہ شخص جس نے کوہ سلع پر چڑھ کر بشارت دی تھی۔ ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے اپنے کپڑے اتار کر اسے دے دیئے۔ اس روز ان کے پاس ان کپڑوں کے علاوہ اور کپڑے نہیں تھے۔ لہٰذا انہوں نے حضرت ابو قتادہؓ سے عاریتہً "کپڑے مانگ کر پہنے۔ کپڑے پہن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں لوگ جوق در جوق انہیں ملتے اور انہیں توبہ قبول ہونے پر مبارکباد دیتے۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپؐ کے چاروں طرف آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت طلحہؓ بن عبیداللہؓ نے حضرت کعب کو آتے دیکھا تو فوراً ان کی طرف بڑھے' مصافحہ کیا اور قبولیت توبہ کی مبارکباد دی۔ حضرت طلحہؓ کے علاوہ مہاجرین میں سے اور کوئی نہ تھا۔ حضرت کعبؓ کہتے تھے کہ میں ان کے احسان کو عمر بھر نہ بھولوں گا۔

الغرض حضرت طلحہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پر سرور اور ہنس مکھ چہرے سے فرمایا "تمہیں بشارت ہو کہ پیدائش سے لے کر اب تک اس سے بہتر دن تمہارے لئے کوئی نہیں گذرا" حضرت کعبؓ نے کہا "یہ بشارت آپ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش معلوم ہوتے تھے۔ اور جب کبھی آپؐ خوش ہوتے تھے تو آپؐ کا چہرہ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ صحابہؓ اس کیفیت کو پہچان لیا کرتے تھے۔ حضرت کعبؓ نے عرض کیا "میں چاہتا ہوں کہ اپنی توبہ کی قبولیت کے شکریہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی خدمت

"اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہے۔ یہ سن کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور میں ان کے پاس سے چلا آیا"

ایک دن حضرت کعبؓ بازار میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ شام کا ایک نبطی نصرانی شخص جو غلہ بیچنے آیا تھا انہیں ڈھونڈتا پھر رہا ہے لیکن کسی شخص نے ان کا نام لے کر نہیں بتایا جس کسی نے بھی بتایا اشارہ سے بتایا آخر کار وہ شخص حضرت کعبؓ کے پاس پہنچا وہ بادشاہ غسان کا ایک خط لایا تھا اس خط میں بادشاہ نے حضرت کعبؓ کو یہ لکھا تھا ہم نے سنا ہے کہ تمہارے دوست نے تم پر ظلم کیا ہے اللہ نے تمہیں ذلت کی جگہ اور حق تلفی کے مقام میں رہنے کے لئے پیدا نہیں کیا، تم ہمارے پاس چلے آؤ ہم بڑی خاطر سے پیش آئیں گے۔ خط پڑھ کر حضرت کعبؓ نے خیال کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے انہوں نے فوراً اس خط کو جلا دیا وہ کہتے ہیں کہ مجھے سب سے بڑا غم اس بات کا تھا کہ کہیں میں اسی حال میں نہ مرجاؤں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں یا کہیں ایسا نہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو جائے اور آپؐ لوگوں کو اسی حال میں چھوڑ جائیں تو کوئی بھی میرے جنازہ کی نماز نہ پڑھے۔

جب مقاطعہ کو چالیس دن گزر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعبؓ کے پاس ایک آدمی بھیجا۔ اس آدمی نے حضرت کعب سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ تم اپنی بیوی کو علیحدہ کر دو۔ حضرت کعبؓ نے پوچھا "کیا طلاق دے دوں اور اگر طلاق نہ دوں تو پھر کیا کروں؟" اس آدمی نے کہا "بس خلط ملط اور تعلقات زوجیت نہ رکھو" حضرت کعبؓ نے اپنی بیوی سے کہا "تم اپنے گھر چلی جاؤ اللہ کے رسولؐ کا یہی حکم ہے اور وہیں رہو جب تک اللہ کی طرف سے کوئی دوسرا حکم نہ ملے"

یہی حکم حضرت مرارہؓ اور حضرت ہلالؓ کو بھی دیا گیا۔ حضرت ہلال کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا "میرا شوہر نہایت ضعیف ہے' اس کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں' کیا میں اس کی خدمت کر سکتی ہوں' کیا آپؐ اس کو برا سمجھتے ہیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں' بس تعلقات زوجیت نہ رکھ" انہوں نے کہا "اللہ کی قسم جس روز سے آپؐ کا عتاب ہوا ہے وہ سوائے رونے کے اور کچھ کرتے ہی نہیں"

حضرت کعبؓ سے ان کے گھر والوں نے (کنایتہ") کہا کہ ان کی بیوی بھی اگر اس طرح اجازت لے لیتیں تو اچھا ہوتا۔ حضرت کعب نے کہا "اللہ کی قسم میں کبھی اجازت نہ لوں گا" اگر میں اجازت کے لئے عرض کروں تو معلوم نہیں رسول اللہ کیا فرمائیں' میں جوان آدمی ہوں (میرے لئے اجازت لینے کا کوئی معقول عذر نہیں ہے)

بیویوں سے علیحدہ رہنے کے حکم کے بعد دس راتیں اور اسی طرح گزر گئیں پچاسویں رات دو تہائی گزر چکی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی۔

**لقد تاب الله على النبي والمهجرين والانصار الذين اتبعوه في ساعة العسرة من بعد ما كاد يزيغ قلوب فريق منهم ثم تاب عليهم انه بهم رؤف رحيم○ وعلى الثلثة الذين خلفوا حتى اذا ضاقت عليهم الارض بما رحبت و ضاقت عليهم انفسهم وظنوا ان لا ملجا من الله الا اليه ثم تاب عليهم ليتوبوا ان الله هو التواب الرحيم○ (۵۲)**

بے شک اللہ رجوع برحمت ہوا نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر جو نبی کے رہے سختی کی گھڑی میں اس کے بعد کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے

میں (اپنا مال) پیش کر دوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کچھ اپنے لئے رہنے دو' یہ تمہارے لئے بہتر ہے" حضرت کعبؓ نے کہا "جو حصہ مجھے خیبر میں ملا تھا اسے اپنے لئے رکھ کر باقی خیرات کرتا ہوں" اس کے بعد انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول! میرے سچ کی ہی وجہ سے اللہ نے مجھے نجات دی لہٰذا آج سے میں عہد کرتا ہوں کہ کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا اور اللہ کی قسم! میں کسی ایسے مسلمان کو نہیں جانتا کہ صدق کی وجہ سے اللہ نے اس کی آزمائش میری آزمائش سے بہتر طریق پر کی ہو۔ حضرت کعبؓ بن مالک (اس واقعہ کے کافی عرصہ بعد) کہا کرتے تھے کہ "اس وقت سے اب تک میں نے کبھی جھوٹ بولنے کا ارادہ نہیں کیا۔ اور آئندہ بھی اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے جھوٹ سے بچائے گا۔ اللہ کی قسم! جب سے اللہ نے مجھے اسلام کی ہدایت دی۔ اس وقت سے اب تک کبھی مجھے اس صدق سے بہتر کوئی نعمت نہیں ملی (جس صدق سے میں نے جنگ تبوک میں شریک نہ ہونے کے سلسلہ میں کام لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹ بول کر ہلاک نہیں ہوا' جس طرح منافقین جھوٹ بول کر ہلاک ہوئے" (۵۴)

تبوک سے واپسی کے وقت مدینہ منورہ کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ انصار کے بہترین خاندان بنو نجار' پھر بنو عبدالاشہل' پھر بنو حارث' پھر بنو ساعدہ ہیں" حضرت ابو اسیدؓ جب اس حدیث کو بیان کرتے تو فرماتے "کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط بیانی کروں گا؟ اگر میں جھوٹا ہوتا تو سب سے پہلے اپنے خاندان بنو ساعدہ کا نام لیتا" حضرت سعدؓ بن عبادہ بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ انہیں جب یہ خبر پہنچی کہ ان کے خاندان کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے آخر فرمایا تو انہیں بہت دکھ ہوا۔ کہنے لگے "ہم چاروں خاندانوں کے اخیر میں رہے" یہ کہہ کر انہوں نے

کہا "میرے لئے گدھے پر زین کسو" میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں گا" ان کے بھتیجے حضرت سہلؓ نے کہا کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات رد کرنے جا رہے ہو؟ ان کی قوم اور لوگوں نے بھی کہا بیٹھ جاؤ' کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے گھرانے کو چار بہترین گھرانوں میں شمار کیا اور جن گھرانوں کا نام آپؐ نے نہیں لیا وہ ان گھرانوں سے جن کا آپؐ نے نام لیا کہیں زیادہ ہیں۔ حضرت سہلؓ نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں (کہ کون کس مقام پر ہے) کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تم چوتھے نمبر پر ہو؟" یہ سن کر حضرت سعدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے سے رک گئے اور زین کھولنے کا حکم دیا اور کہا "اللہ اور اس کا رسولؐ زیادہ جانتے ہیں" (۵۴) پھر حضرت سعدؓ بن عبادہ کی ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تو عرض کیا "اے اللہ کے رسول! آپؐ نے انصار کے گھرانوں کی فضیلت بتائی تو ہمیں آپؐ نے سب کے آخر میں کر دیا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تم بہترین خاندانوں میں سے ہو۔ (۵۵)

# حواشی جنگ تبوک

۱۔ رسول رحمت ص ۵۱۲

۲۔ سورۃ توبہ آیت (۷۹ ۔ ۸۰) صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ التوبہ

۳۔ سورۃ التوبہ آیت ۳۸ تا ۴۱

۴۔ سورۃ توبہ آیت ۴۲

۵۔ سورۃ توبہ آیت ۴۳ تا ۴۵

۶۔ سورۃ توبہ آیت ۴۶

۷۔ سورۃ توبہ آیت نمبر ۴۹

۸۔ سورۃ توبہ آیت نمبر ۵۰

۹۔ سورۃ توبہ آیت ۵۱' ۵۲

۱۰۔ سورۃ توبہ آیت ۵۳ تا ۵۵

۱۱۔ سورۃ توبہ آیت (۵۶ ۔ ۵۷)

۱۲۔ سورۃ توبہ آیت (۵۸ ۔ ۵۹)

۱۳۔ سورۃ توبہ آیت ۶۰

۱۴۔ سورۃ توبہ آیت نمبر ۶۱

۱۵۔ سورۃ توبہ آیت ۶۲ ۔ ۶۳

۱۶۔ سورۃ توبہ آیت ۶۴ تا ۶۸

۱۷۔ سورۃ توبہ آیت ۶۹ ۔ ۷۰

۱۸۔ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۷۱

۱۹۔ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۷۳ ۔ ۷۴

۲۰۔ سورۃ توبہ آیت ۸۱

۲۱۔ سورۃ توبہ آیت ۹۰

۲۲۔ سورۃ توبہ آیت ۸۸

۲۳۔ صحیح بخاری کتاب المغازی' باب غزوہ تبوک و صحیح مسلم کتاب النذر عن ابی موسیٰ۔

۲۴۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب قدوم الاشعریین و کتاب الایمان۔

۲۵۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ تبوک عن سعد و صحیح مسلم باب فضائل علی

۲۶۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ تبوک

۲۷۔ صحیح مسلم کتاب الزھد۔

۲۸۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی المعجزات

۲۹۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی المعجزات عن معاذ۔

۳۰۔ صحیح بخاری کتاب الزکواۃ باب خرص التمر و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب المعجزات عن ابی حمید

۳۱۔ آل عمران آیت ۷

۳۲۔ صحیح مسلم کتاب العلم باب النھی عن متشابہ القرآن عن عائشہ

۳۳۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ تبوک و صحیح مسلم کتاب التوبہ' باب حدیث توبہ کعب بن مالک

۳۴۔ صحیح مسلم کتاب التوبہ باب حدیث توبہ کعب بن مالک' عن کعب

۳۵۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب من لقی اللہ بالایمان وھو غیر شاک عن ابی ہریرہؓ



۳۶۔ صحیح بخاری کتاب المغازی وباب غزوہ تبوک

۳۷۔ صحیح بخاری کتاب الخمس باب ما یحذر من الغدر عن عوف